سکولز کالجز اور اہلِ عسا کر کے لئے دینی، علمی
اور قومی موضوعات پر حسین امتزاج کے ساتھ

مجموعہ تقاریر

www.KitaboSunnat.com

چمن زیب آفاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.kitabosunnat.com

مجموعۂ تقاریر

چن زیب خان آفاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ے شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

طرزِ بیان سیکھئے اور اپنے فن تقریر سے متاثر کیجئے

مجموعہ تقاریر

مصنف

چمن زیب خان آفاق

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مجموعہ تقاریر
مصنف	:	مرزا فیاض احمد
پراجیکٹ کوآرڈینیٹر	:	سیّد وسیم عباس
تعداد کتب	:	1000
موسمِ اشاعت	:	فروری 2017ء
مطبع	:	فیض الاسلام پرنٹرز

Rs.300.00

جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

رُمیل ہاؤس آف پبلیکیشنز

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph:051 - 5551519

[illegible] اشرف بک ایجنسی [illegible] اقبال روڈ [illegible] راولپنڈی [illegible] 051-5531610

معیاری اور خوبصورت کتاب چھپوانے کیلئے رابطہ کریں: (051-5551519)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

والدہ کے نام

جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا

اور

پروفیسر ڈاکٹر صابر کلوروی کے نام

جو اپنی ذات میں سقراط تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

.....

نقش ہیں سب ناتمام، خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام، خونِ جگر کے بغیر

(اقبالؒ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

پیش لفظ	چن زیب خان آفاق	11
دیباچہ	بریگیڈئر جمیل سرور ملک	13
کیا آپ بھی مقرر بننا چاہتے ہیں؟		15
جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود یا نئی سوچ تبدیلی کا باعث بنتی ہے		19
پاکستان کی آزادی کے 62 سال ہم نے بہت کچھ حاصل کیا		23
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے		27
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا		31
نوجوان.....اقبال کی نظر میں		35
اسلام ہمارا دین		39
یومِ عید میلاد النبی ﷺ		43
سوات اور وزیرستان کے شہداء کے نام		46
گلوبل وارمنگ اور ہمارا مستقبل		52
پاکستان کی سلامتی اور ترقی میں مسلح افواج کا کردار		56

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وطن کی مٹی گواہ رہنا	61
دہشت گردی اور انتہا پسندی، ذمہ دار کون؟	64
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات	69
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی	73
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار	76
وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں	78
تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب کیوں نہیں ہے؟	82
کیا مفلسی حسِ لطافت کو مٹا دیتی ہے؟	85
پاکستان میری پہچان ہے	89
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!	92
یومِ پاکستان۔ 23 مارچ	96
یومِ ولادت حضرت علامہ محمد اقبالؒ	99
14 اگست۔ جشن آزادی	102
یوم دفاع پاکستان.....6 ستمبر	106
یومِ ولادت قائداعظم محمد علی جناح 25 دسمبر	108
یومِ والدین	111
قطرہ قطرہ نہ بہو آبِ رواں بن جاؤ	114
میری ماں میری جنت ہے	117
باپ کی عظمت	120

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں سچا پاکستانی بننے کی ضرورت ہے	123
تعلیم سب کے لئے ایک	126
میڈیا کا کردار	129
غربت کی کوکھ سے مجرم پیدا ہوتے ہیں	133
قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے..... یا	136
بچت کے فائدے	
بچوں کی پرورش اور ہماری ذمہ داریاں	139
کیا بچوں کے لئے کیبل ضروری ہے؟	142
پانی کی قلت.....ایک عالمگیر مسئلہ	146
پاکستان میں خواتین کے حقوق محفوظ ہیں	150
اُستاد کا مقام	154
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن..... یا	158
ایک سچے مسلمان کی خوبیاں	
کیا بچوں کو موبائل فون کے استعمال کی اجازت ہونی چاہیے؟	161
فیشن وقت کی ضرورت ہے	165
فیشن وقت کی ضرورت نہیں ہے	169
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود..... یا	174
موجودہ حالات میں ہماری قومی ذمہ داریاں	
کیا انگریزی قابلیت کا معیار ہونا چاہیے؟	179

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو زباں تُو ہے	183
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی	187
اے نوجواں مسلم کبھی تدبر بھی کیا تُو نے	191
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور	195
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری	200
خلاصۂ کتاب	204

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

قوتِ گویائی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ بول چال میں سلیقہ اور الفاظ پر قُدرت انسان کی وہ خوبیاں ہیں جو اُسے زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں۔فنِ تقریر انسان کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ چند افراد کے سامنے کھُل کر اپنا مافی الضمیر بیان کرنے والا شخص اعتماد کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے اور یہی اعتماد اُسے کامیاب لوگوں کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے اور زیرِ نظر کتاب اسی مقصد کے تحت لکھی گئی ہے۔ اُردو زبان میں تقاریر پر کُتب کا کافی ذخیرہ موجود ہے، ہر کتاب اپنے اندر فنی محاسن اور خوبیاں سموئے ہوئے ہوتی ہے۔اس طرح کی کُتب پر نہ مجھے تنقید کا حق ہے اور نہ ہی نکتہ چینی مناسب ہے۔ میرا مقصد طلباء و طالبات کو معیاری اور شستہ تقریری مجموعہ فراہم کرنا ہے۔

سکول و کالجز اور مختلف اداروں کے مقررین کو تقریری مقابلوں یا قومی تہواروں کے مواقع پر تقاریر کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اساتذہ طلباء کی خاطر خواہ رہنمائی کرتے ہیں لیکن بعض اوقات بچے تقریر کی تیاری میں بہت دُشواری محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی دستیابی سے طلباء و طالبات تقریر کی تیاری میں مزید آسانی محسوس کریں گے۔ یہاں میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ تقریری کتب کی موجودگی میں بھی نئی کتاب کی اہمیت اپنی جگہ پر رہتی ہے کیوں کہ آئے دن نئے مسائل سامنے آتے رہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تقریری مباحثوں پر مشتمل میری پہلی انگریزی کتاب نے کافی اعتماد بخشا۔ مجھے احساس ہے کہ اس کتاب کی زبان شاید پرائمری سطح کے طلباء کے معیار سے بلند ہو، اس کے باوجود میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ زبان اور خیالات دونوں کو طلباء کے لئے سادہ اور شستہ انداز میں پیش کیا جائے۔ میری رائے میں کتاب میں شامل تقاریر ہر سطح کے طلبہ و طالبات کے لئے یکساں مفید ثابت ہوں گی۔ تخلیقی اعتبار سے ہر فن پارہ خواہ وہ کسی کے بھی ذہن کی پیداوار ہو، ایک اثاثہ سمجھا جانا چاہیے کیونکہ مصنف کی سوچ اور قلم قوم کی امانت ہوتے ہیں۔

اس کتاب کو میں کبھی بھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکتا اگر مجھے میرے احباب مرزا ارشد محمود، عارف ضیاء، تنویر اختر قریشی، عبدالصمد اور محمد بلال کی معاونت حاصل نہ ہوتی۔ میں اپنی بیٹی غزل زیب کی تعریف کروں گا جس نے کتاب کی تکمیل کے ہر مرحلے پر میری مدد کی۔ میں بریگیڈیئر جمیل سرور ملک کمانڈنٹ ای ایم ای سنٹر کوئٹہ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جنہوں نے نہ صرف اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب پر نظر ثانی کی بلکہ اس کا دیباچہ بھی لکھا۔ آخر میں قارئین سے گزارش ہے اس کتاب کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ فرمائیں۔

چن زیب خان آفاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

میری رائے میں زیرِ نظر کتاب ایک ایسا تقریری مجموعہ ہے جو ہر سطح کے مقررین کی ضروریات کو بدرجہ اُتم پورا کرے گا۔ سرِ ورق پر افکارِ تازہ کے الفاظ دیکھ کر مجھے تاریخ انسانی کا ارتقاء یاد آیا ضروری خیال کرتا ہوں اس حوالے سے چند جملوں کا اضافہ کرتا جاؤں کیونکہ یہ تقریری مجموعہ نوجوانوں کی امنگوں کے عین مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ مصنف سے بات چیت اور ان کی کتاب پڑھ کر میں اس کی وضاحت ناگزیر خیال کرتا ہوں۔ افکارِ تازہ نے ہر دور میں معاشرے کو تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن کئے رکھا ہے۔ دیکھا جائے تو بند دماغ ایک غار کی مانند ہوتا ہے جسے جہالت، تعصب، تنگ نظری اور خودغرضی کے باریک جالوں نے اور بھی تاریک کیا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس روشن دماغ ایک کھلی چراگاہ کی مانند ہوتا ہے جس میں نئے افکار کی کونپلیں پھوٹتی رہتی ہیں۔

قوموں کی تاریخ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ انسان نے جب بھی نئے خیالات کا دروازہ بند کیا اور اپنے بوسیدہ رسم و رواج کو بچانے کے لئے خود کو سرد خانے میں ڈالا تو اس کی تہذیب بھی وقت کے اندھیروں میں دفن ہو کے رہ گئی اور جب بھی انسان نے دماغ کے بند دروازے کھولے تو نئے اور صحت مند رجحانات نے جنم لیا جس سے اُس نے خود کو تنگ و تاریک قیدخانوں سے آزاد کروا کر نئے براعظم، سمندر، سیارے اور کہکشائیں تسخیر کیں۔ اس تمہید کی روشنی میں یہ کتاب بھی ہر اچھی کتاب کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوجوانوں کو غنودگی سے جھنجھوڑتی، جامد سوچوں کے غار سے باہر لاتی اور نئے خیالات کے کھلے میدانوں کی سیر کرواتی ہے۔ مصنف نے ہر محبُ الوطن پاکستانی کی طرح تعمیر و ترقی کے خواب کو انتہائی خوبصورتی سے اپنی تقریروں میں ڈھال کر ایک سچا پاکستانی ہونے کا ثبوت دیا۔

اگرچہ طرزِ بیان شاعری اور نثر دونوں ہی میں یکساں سحر رکھتے ہیں لیکن نثر کہیں مشکل ذریعہ ہے۔ اشعار، ترنم اور موسیقی کی وجہ سے اپنا اثر جلدی کرتے ہیں۔ نثر کے اتار چڑھاؤ سے اصل مقصد واضح کرنا اور جذبات کے رنگوں کو اس طرح شامل کرنا تاکہ مقصدیت اُجاگر ہو جائے، تقریر کی اصل روح ہے۔ فنِ تقریر ایسے اندازِ بیان کو کہتے ہیں جس سے جھوٹ، سچ اور سچ جھوٹ ثابت ہونے لگے۔ اسی لئے دنیا میں فنِ تقریر کے بل بوتے پر بادشاہوں، سپہ سالاروں، صدور اور وزراء اعظم نے نہ صرف اپنی عوام کے دل جیتے بلکہ ناقابل یقین کامیابیاں بھی حاصل کیں۔

اس کتاب میں نہ صرف فنِ تقریر سے شناسائی ہوتی ہے بلکہ جن موضوعات کا چناؤ کیا گیا ہے وہ بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں ملک سے لگاؤ، تہذیب سے محبت اور اسلامی روایات سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ مجموعہ تقریر سیکھنے اور لکھنے کے لئے ایک آسان کتاب ہے۔

بریگیڈئر جمیل سرور ملک
کمانڈنٹ ای ایم ای سنٹر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ بھی مقرر بننا چاہتے ہیں؟

تقریر نویسی پر ماہرین نے جامع اور مدلل انداز میں اپنی اپنی آراء قلمبند کی ہیں۔ سب کے نزدیک تقریر سیدھے سادھے خیالات کو شُستہ انداز میں، الفاظ کی لڑی میں پرونے کا نام ہے۔ تقریر اور مضمون میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مضمون میں خیالات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے جبکہ تقریر میں خیالات، جذبات اور الفاظ تینوں کا ہی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کامیاب تقریر پُراثر الفاظ اور اُن کے فی البدیہہ اظہار کی وجہ سے پذیرائی حاصل کرتی ہے۔ ایک مقرر، مجلس میں بیٹھے تمام سامعین کو باآسانی متاثر کرسکتا ہے۔ اُس کے لہجے کا اُتار چڑھاؤ زیادہ اہم ہوتا ہے۔ مقرر اس وقت تک بہترین تقریر نہیں کرسکتا جب تک اُس کی تقریر سامعین کے احساسات اور جذبات کو سامنے رکھ کر نہ تیار کی گئی ہو۔ تقریر لکھتے وقت ایک جملے میں زیادہ مشکل اور دقیق الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا احسن عمل ہے تاکہ بولتے وقت روانی میں خلل واقع نہ ہو اور سامعین بھی باآسانی حقائق کو سمجھ سکیں۔ میری نظر میں تقریر کی تیاری میں مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنے سے بہترین تقریر تیار کی جاسکتی ہے:۔

اُردو میں تقریر لکھتے وقت اردو زبان کے الفاظ ہی کو ترجیح دینی چاہیے تاہم کسی نامور شخصیت کے قول کو دوسری زبان میں دہرانا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ تقریر کا آغاز پُرسکون اور دھیمے لہجے میں کریں۔ تقریر کے الفاظ میں ربط اور خیالات میں تسلسل ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم خوبی ہے۔ مقرر تقریر میں خیالات متعارف کرواتے وقت اچھوتا، دل نشین اور منفرد انداز اختیار کرے۔ مقرر کا اندازِ بیاں سامعین کو احساس دلائے کہ تقریر کی جا رہی ہے نہ کہ مضمون یا تحقیقی مقالہ پڑھا جا رہا ہے۔ مقرر کے لہجے کا مدّ و جزر اور چہرے کے تاثرات الفاظ کے ساتھ ساتھ بدلنا ضروری ہیں۔ تقریر کرتے وقت دوسری کتب کے اقتباسات کو اسی طرح نہ دہرایا جائے۔ تقریر لکھتے وقت موضوعِ زیر بحث پر کتب سے استفادہ تو کیا جا سکتا ہے مگر پرانے اور گھسے پٹے یا بار بار آزمودہ خیالات کے استعمال سے پرہیز ضروری ہے۔ بعض طلباء تجربہ نہ ہونے کی بناء پر لکھنے اور بولنے سے کتراتے ہیں۔ انہیں اعتماد اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لکھاری کا تخیل اور اندازِ فکر مل کر اچھی تقریر کا محرک بنتے ہیں۔ مقرر کا انداز بے ساختہ اور مربوط ہونا چاہیے۔ تقریر کو پیراگراف میں لکھنا ضروری ہے۔ ایک پیراگراف میں ایک ہی خیال کو سمویا جانا چاہیے۔ تقریر لکھتے وقت بے جا تنقید اور تہذیب سے گری زبان استعمال کرنا ناخواندہ یا نیم خواندہ ہونے کی علامات ہیں۔ بعض اوقات لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرے یا افراد کو تنقید کا نشانہ بنانا ہی بہترین تقریر ہے حالانکہ تعمیری سوچ کے ساتھ معاشرتی برائیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ مقرر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مثبت اور تعمیری طرزِ فکر پروان چڑھائے۔ اگر ہم چاہتے ہیں حالات بدلیں تو ہمیں اپنی سوچ بھی بدلنا ہوگی۔

ہمارے ملک میں رائج الوقت اندازِ تقریر تنقید سے شروع ہو کر مایوسی کے نوحوں پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ تقریر سے یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ ہماری قوم میں معاشرتی بیماریاں اس حد تک سرایت کر گئی ہیں کہ اُن کا علاج ہی ناممکن ہے، اس روش کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری نوجوان نسل پُرعزم اور محنتی ہے، اُسے بے چینی اور افراتفری کی دلدل میں دھکیلنا کونسی اصلاحی تحریک ہے۔ میری نظر میں مثبت اندازِ تقریر مجموعی قومی سوچ بدلنے کی ضامن ہے۔ سکول و کالجز اور قومی اداروں میں ایسے موضوعات پر تقاریر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروانا جو بے جا تنقید اور افراتفری پھیلانے کا باعث بنتے ہوں، سے اجتناب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تقریری مقابلوں کا مرکز ومحور ایسے موضوعات ہوں جن سے نوجوان نسل کی اصلاح مقصود ہو۔ تقریر میں شستگی، شگفتگی اور ادبی چاشنی ہونی چاہیے۔ ہم ایک ہی وقت میں بہترین لکھاری اور بہترین مقرر نہیں بن سکتے۔ بعض لوگ اچھا بول لیتے ہیں لیکن اچھا لکھ نہیں پاتے تاہم کچھ لوگ دونوں ہی خوبیوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔

سکول وکالج کی سطح پر اساتذہ، شرمیلے اور اعتماد سے عاری طلباء کو بھی بہترین مقرر بنا سکتے ہیں بشرطیکہ ان سے مسلسل ریاضت کروائی جائے۔ مقرر کی راہ میں بڑی رکاوٹیں مقرر کا زیادہ تیز رفتاری سے بولنا اور لکنت ہیں۔ ان دونوں خامیوں پر مسلسل ریاضت سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ میری نظر میں ہر انسان مقرر بن سکتا ہے بشرطیکہ زیادہ سے زیادہ ریاضت اور مشق کو اپنا شعار بنائے رکھے۔ ایک کامیاب مقرر کے لئے اِن نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:۔

مقرر تلفظ کی غلطی نہ کرے۔ اساتذہ، تلفظ کی غلطیوں کو درست کروا سکتے ہیں اگر اُستاد یا ڈکشنری کی رہنمائی حاصل نہ ہو تو مقرر کو چاہیے وہ مشکل الفاظ کی جگہ اُن کے مترادف استعمال کرے۔ تقریر کے ایک ایک لفظ پر مقرر کی گرفت کا ہونا کامیابی کی دلیل ہے۔ شعر کے ایک ہی مصرعہ کو دو یا زیادہ مرتبہ پڑھنا تکرار کے زُمرے میں آتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ آیاتِ کلامِ پاک، احادیث، اشعار اور اقوالِ زرّیں کا حوالہ دیتے وقت لہجے کا مدوجذر تبدیل ہونا چاہیے۔

مقرر کی حرکات وسکنات الفاظ کے عین مطابق ہوں۔ بولتے وقت بلاوجہ ہاتھوں سے اشارے نہ کیے جائیں۔ بولتے وقت چہرے کے تاثرات مثال کے طور پر حیرانگی و استعجاب، غم وغصہ، پریشانی، سوالیہ انداز اور خراجِ تحسین کے کلمات اس طرح ادا ہوں کہ محسوس ہو مقرر دل و جان سے ایسا کر رہا ہے نہ کہ مشینی انداز میں ریہرسل کر رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح لب و لہجے میں مصنوعیت نہ ہو۔ ضرورت سے زیادہ پُر اعتماد نہ ہونا اور شیخی نہ بگھارنا اچھے مقرر کی نشانیاں ہیں۔ لب و لہجے میں خلوص اور سچائی کی جھلک نظر آنا ضروری ہے۔ مباحثے اور تقریر کے انداز میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس فرق کو قائم رکھنا چاہیے۔ مقرر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشکل الفاظ پر عبور حاصل کرنے کے لئے بار بار مشق کرے۔ مسلسل محنت مقرر کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود

یا

نئی سوچ تبدیلی کا باعث بنتی ہے

نجانے کتنے ستاروں نے رات دم توڑ دیا
بجھے ہیں کتنے دیئے اِک نئی سحر کے لئے

اربابِ علم و دانش! وقت بڑا کارساز ہے جو اِس کا ساتھ دے یہ اُس کا دمساز ہے۔ وقت کی سوئی پر نظر رکھنے والی آنکھیں عروج دیکھتی ہیں جبکہ وقت سے بے اعتنائی برتنے والی آنکھیں زوال دیکھتی ہیں۔ کامیاب ہیں وہ لوگ جو بہتر سے بہترین کی جستجو میں کوشاں رہتے ہیں کیونکہ ندیاں چلتی اور پھول کھلتے ہوئے ہی بھلے لگتے ہیں۔ اس سے ذرا آگے دیکھئے تو محسوس ہوتا ہے کہ تبدیلی ایک خوشگوار احساس کا نام ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

''خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنی حالت خود نہ بدلے۔'' اور ساتھ ہی ارتقائی عمل کی طرف کچھ یُوں اشارہ کیا جاتا ہے یعنی ''لَیس للا نسانِ الا ماسعی''۔

اقبالؒ قوم کی تعمیر و ترقی کے راستے میں حائل جمود کی نشاندہی کچھ یوں کرتے ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اَڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

آئینِ نو اور طرزِ کہن پر اقبال مزید غور و فکر کر کے اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لئے ایک سربستہ راز کو کچھ یوں طشت از بام کرتے ہیں:۔

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

جنابِ صدر!

آیئے اس حقیقت کا جائزہ لیں کہ افکارِ تازہ کن لوگوں کی میراث ہیں۔ یہ نسخہ کیمیاء جو نار کو گلزار بناتا ہے، کس کی دسترس میں ہے؟ اور کون اس سے محروم رہتا ہے؟ مجھے اپنا نکتہ نظر ثابت کرنے کے لئے تاریخ میں جانا پڑے گا' کیوں کہ ماضی کے واقعات کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھ کر ہم کچھ قوانین اخذ کر سکتے ہیں جنہیں حال پر نافذ کر کے مستقبل میں انہی کا پھل کھاتے ہیں۔ افکارِ تازہ سے چمن کی آبیاری کرنے والے دماغ ہمیشہ انسانیت کے مسیحا رہے ہیں۔ سقراط کی زبان سے جب جمہوریت کے نغمے بلند ہوئے تو وقت کے ناخداؤں نے بوکھلا کر اُسے نحوست قرار دیا۔ اسے افکارِ تازہ کی پاداش میں زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ افلاطون اور ارسطو نے افکارِ تازہ کی نشوونما کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ان کے افکار نے سیاسیات، عمرانیات، معاشیات اور سائنس میں انقلاب برپا کیا۔ ان کے جلائے ہوئے دیپ صدیوں سے انسانیت کو نشانِ راہ دکھاتے آ رہے ہیں۔

سامعینِ گرامی! دوسری طرف افکارِ تازہ نے شہنشاہوں کے ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا۔ افکارِ تازہ کا ولولہ انگیز نعرہ جب نمرود کے دربار میں پہنچا تو ابراہیم کے لئے اس کی سزا آگ قرار پائی۔ افکارِ تازہ کا یہی نعرہ حضرت موسیٰ کی زبان پر موجزن ہوا تو ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سزا جلاوطنی ٹھہری۔ آنحضرت ﷺ افکارِ تازہ کی نمود کے لئے باطل سے ٹکرا گئے۔ اُن کے راستے میں اٹکے پتھر خود ہی سرکتے چلے گئے۔ افکارِ تازہ کے سامنے حائل دریا خود ہی خشک ہوتے چلے گئے، آندھیاں بگولے کی طرح اُٹھیں اور خود ہی تھم گئیں۔ جب قیامت خیز طوفان تھم گیا تو افکارِ تازہ چمکتے ہوئے موتیوں کی طرح آنکھوں کو خیرہ کرنے لگے۔ قطرے کو گہر ہونے میں مشقتیں جھیلنا پڑیں لیکن افکارِ تازہ کی نمود ہو کے رہی۔ اگرچہ انقلاب کے راستے میں سنگریزے کھانے والے لہولہان ہوئے لیکن وہ تاریخ میں محسن انسانیت کے طور پر یاد کئے جاتے ہیں:۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا
زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیم
بُجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

جناب صدر! افکارِ تازہ کی نمود کے کئی پہلو ہیں۔ کارل مارکس اور اینجلز کے دماغ سے پھوٹنے والے افکار نے روس جیسی عالمی طاقت کو جنم دیا۔ افکار تازہ کی نمود جب چینیوں میں ہوئی تو ان کی شہرت آسمان کو چھونے لگی۔ ۱۸۱۹ء سے پہلے امریکی معاشرہ طرزِ کہن کی قید میں جکڑا ہوا تھا۔ جب امریکی اس مصنوعی بحران سے باہر آئے تو ایک نامور قوم بن کر اُبھرے۔ یہ وہی امریکی تھے جو کالوں کو غلام سمجھتے تھے چونکہ وہ جہانِ تازہ کی آبیاری، افکارِ تازہ سے کرنا چاہتے تھے اسی لئے بعد میں مارٹن لوتھر کنگ جیسے لوگ ان کے ہیرو کہلائے۔ امریکی معاشرہ افکارِ تازہ کا دلدادہ نہ ہوتا تو باراک حسین اوباما یعنی کالا آدمی امریکی صدر کبھی نہ بن سکتا۔

انگریز قوم نے جب فکرِ نو کو اپنا شعار بنایا تو جمہوریت جو کبھی مسلمان قوم کا طرۂ امتیاز تھی، انگریز معاشرے میں پنپنے لگی۔ عدل وانصاف جو کبھی ہماری میراث تھا، انگریز معاشرے کی پہچان بن گیا۔ افکارِ تازہ کی نمود جس وقت سائنسی ایجادات کی صورت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی تو جیمس واٹ نے صنعتی انقلاب لایا۔ ایڈیسن نے گھروں کو بجلی سے منور کیا، رائٹ برادران نے انسان کو فضاؤں میں اڑنا سکھایا، مارکونی نے ریڈیو ایجاد کر کے براعظموں کو ایک دوسرے سے ملایا اور ایڈون لینڈ فوٹو گرافی کا جنم داتا کہلایا۔

جناب صدر! لیکن جن اقوام نے افکارِ تازہ سے روگردانی کی ان کا حال بھی ہمارے سامنے ہے۔ ایک وقت تھا ہندوستان کے مسلمان اس بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی یا اردو میں کرنا جائز ہے؟ اقبال جیسے عظیم مدبر کی کردار کشی کی گئی۔ لاؤڈ سپیکر کو ناجائز اور ریڈیو اور ٹی وی کو برائی کی جڑ کہا گیا۔ دقیانوسی خیالات رکھنے والے کچھ لوگوں نے تو ٹی وی تک توڑ ڈالے۔ انٹرنیٹ اور کیبل کے ہم آج بھی خلاف ہیں لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کے انہیں ایجاد کرنے والے اذہان تخیل سے کتنے زرخیز ہوں گے۔ انہوں نے اپنی ایجادات کو مؤثر بنانے کے لئے کتنے پاپڑ بیلے اور کتنی قربانیاں دیں ہوں گی۔ شبانہ روز محنت کی بدولت آج یورپی اور امریکی اقوام انسانی دل تک بنا رہی ہیں۔ حیرت تو یہ ہے ان کے افکارِ تازہ اب روبوٹ کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اقبال نے افکارِ تازہ کو معاشرے کی ترقی کے لئے ناگزیر اور جسم میں خون کی مانند قرار دیا ہے۔ آیئے پرانے اور دقیانوسی خیالات سے چھٹکارا حاصل کریں۔ فرقہ بندی کا حصار توڑیں، مذہبی جنونیت کی عفریت سے گلوخلاصی حاصل کریں اور جہالت کے کنویں سے باہر نکلیں، پھر ہم سب کچھ کر سکتے ہیں کیونکہ انسان خلیفۃ الارض کے منصب پر فائز ہے:۔

عطا ہوئی ہے تجھے روز وشب کی بیتابی
خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!
سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
تیری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی آزادی کے 62 سال
ہم نے بہت کچھ حاصل کیا

چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری

جنابِ صدر ذی چشم اور اہل علم و دانش!

آج مجھے جس موضوع پر لب کشائی کرنے کے لئے کہا گیا ہے اس کا عنوان ہے ''پاکستان کی آزادی کے 62 سال۔ ہم نے بہت کچھ حاصل کیا''۔ بالفاظ دیگر میں قیام پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان کی کامیابیوں کا احوال آپ کے گوش گزار کروں گی۔ جب میں نے اپنے منتشر خیالات یکجا کرنے کی کوشش کی تو میرا قلم بیک جنبش اپنی دائمی خلش مٹانے پر کمربستہ ہو گیا۔ وہ خلش، وہ گلہ اور وہ شکوہ مجھے پاکستان کے چند نام نہاد قلم کاروں سے ہے جن کے قلم مادر وطن کی شان پر گلہائے عقیدت نچھاور نہیں کرتے بلکہ تنقید کے نشتر چبھوتے ہیں۔ ایسے لوگ دھرتی کے چھوٹے آبلوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاعلاج پھوڑے اور معمولی بیماریوں کو مرضِ لادوا قرار دیتے ہیں۔ وہ پاکستان کے طول و عرض سے اُٹھنے والی شکوے کی ہلکی ہلکی لہروں کو خطرناک زلزلہ قرار دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ میں تمام محبّ الوطن پاکستانیوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ ایسی کالی بھیڑوں کو پہچانیں، ان کا اصل چہرہ بے نقاب کریں۔ ایسے لوگوں سے میرا سوال ہے آپ کیسے نقاد ہیں جن کے قلم افسردگی کا زہر اگلنے کے علاوہ کسی اور خدمت پر کمر بستہ نہیں ہوتے۔ آپ کیسے منصف ہیں کہ جن کو وطن کے سینے میں لگے داغ تو نظر آ جاتے ہیں لیکن بھلائی کا کوئی کارنامہ، مفاد عامہ کا کوئی کام اور خدمت کا کوئی جذبہ دکھائی نہیں دیتا، آپ کیسے محبّ الوطن ہیں کہ آپ کا قلم سوائے منافرت، قتل و غارت گری اور فرقہ بندی کے سِوا کچھ اور نہیں سوچتا۔ آپ کے دل گل فشانی کو ترستے اور آنکھیں فتنہ وفساد کی تاک میں کیوں رہتی ہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں کہوں گی، ہمارا ملک غریب سہی، مقروض سہی، بے کار سہی، زخموں سے چُور اور بیمار سہی پھر بھی کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ملک کو دنیا کی نظروں میں رسوا کرتا پھرے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس طرح کی گمراہ کن سوچ رکھنے والے لوگ منفی طرزِ عمل ترک کر کے تعمیر کے راستے پر چل نکلیں تو مایوسی کی دھند خود بخود چھٹ جائے گی:۔

ان چراغوں کو تو جلنا ہے ہوا جیسی ہو
درد کی راتوں کو ڈھلنا ہے ہوا جیسی ہو
پھر سے سورج کو نکلنا ہے گھٹا جیسی ہو

جنابِ صدر! آزادی کی قدر و قیمت اُجاگر کرنے کے لئے بطلِ حریت سلطان فتح علی ٹیپو کی مثال دوں گی۔ 1799ء کی غمگین شام کا ذکر ہے سرنگاپٹم کے قلعے کو انگریز فوج نے گھیرے میں لے لیا۔ سلطان فتح علی ٹیپو کے مشیر انہیں فرار ہونے کا مشورہ دے رہے تھے۔ قلعے میں شگاف پڑ چکا تھا۔ ماسوائے فرار کے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ ٹیپو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مملکت خداداد کا سورج ڈوب رہا تھا لیکن اس بطلِ جلیل کے چہرے پر مایوسی یا پریشانی کا کوئی سایہ نہ تھا۔ وہ شیر کی مانند دھاڑ رہا تھا اور اس کے الفاظ تھے ''آخری معرکہ آزادی کے نام!'' دنیا نے دیکھا کہ ٹیپو کٹ کر قلعے کے دروازے پر گر گیا لیکن اپنی آزادی پر حرف نہ آنے دیا اور یہ ہے آزادی کی قیمت جو خراج مانگتی ہے۔

معزز حاضرین!

''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' اگر میں اس کا ترجمہ آسان زبان میں کروں تو کہوں گی کہ آزادی کا ایک سانس غلامی کے سو سال سے بہتر ہے۔

خدا کا شکر کہ آج ہم آزاد اور خودمختار ہیں۔ یہی ہماری جیت اور ہماری قومی زندگی کا حاصل بھی ہے۔ ہمیں گائے ذبح کرنے پر نہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اور نہ ہمیں کوئی مسجد میں اذان دینے سے روکتا ہے۔ ہم آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں۔ ہم ایک رب کے ماننے والے اور ایک ہی نبی کے نام لیوا ہیں۔ ہماری سوچ آزاد، لب آزاد، قلم آزاد اور ہاتھ آزاد ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہوگا کہ ہمیں آزادی کے وقت ورثے میں کیا ملا تھا؟ مسئلہء کشمیر، سرحدی تنازعات، بے گھر مہاجرین، اثاثوں کی ترسیل، افواج کی کمی یعنی مسائل کا انبار۔ اور دوسری طرف نہ دفاتر، نہ عملہ، نہ سکول و کالجز، نہ انتظامیہ اور نہ ہی ہسپتال، ان حالات میں پاکستان کے وجود کا دنیا کے نقشے پر ابھرنا اور اس طرح قائم رہنا اقوام عالم کے لئے ایک منفرد مثال ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حصول پاکستان کے بعد ہم نے کیا کیا؟

اس وقت ہمارے پاس دنیا کی بہترین افواج ہیں جو وطن عزیز کی طرف اُٹھنے والی ہر میلی آنکھ پھوڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ پاکستان دنیائے اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ اس صلاحیت کے حصول کے بعد پاکستان دنیا کا مضبوط ملک سمجھا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ پاکستان میں بہترین نہری نظام ہے۔ زرخیز کھیت، برف پوش چوٹیاں، معدنی وسائل اور ان میں مدفون خزانے پاکستان کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ پاکستان کی افرادی قوت، وسیع وعریض سڑکیں، بہترین بندرگاہیں، جدید کارخانے اور لائیوسٹاک وہ اثاثے ہیں جو ہم نے 62 سال میں اپنا پیٹ کاٹ کر بنائے ہیں۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں ذہین ڈاکٹرز، انجینئرز اور تربیت یافتہ مزدور ایسا عطیہ خداوندی ہیں جنہیں قدرت نے نہایت فراغ دلی سے پاکستان کی جھولی میں ڈال رکھا ہے۔

حاضرینِ گرامی!

آپ سے اجازت چاہتے ہوئے میں یہ ضرور کہوں گی کہ ہم آرام پسند اور لاپروا سہی لیکن پھر بھی محبّ الوطن ہیں اور یہی جذبہء حُب الوطنی ہماری طاقت ہے۔ وطن کا دامن وسیع اور قلب فراخ ہے۔ مادرِ وطن کی گود میں کسان بھی پلتے ہیں اور مزدور بھی، اس نے کارخانہ دار کو بھی اپنے اندر سمویا ہوا ہے اور زمیندار کو بھی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یاس و نا اُمیدی کے مصنوعی بحران سے نکل کر تعمیر وطن میں اپنا کردار ادا کریں۔ نئی نسل کو تعمیرِ وطن کے فرض کی ادائیگی سے آگاہ کریں۔ تعمیرِ وطن کے لئے دیانت، ایمان داری اور محنت کی ضرورت ہے۔ بقول شاعر:۔

خیال تھا کہ شکستِ قفس کے بعد بھی ہم
ترے پیام کے روشن چراغ دیکھیں گے
رہے گا پیشِ نظر تیرا آئینہ جس میں
ہم اپنے ماضی و فردا کے داغ دیکھیں گے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہید کی جو موت ہے
وہ قوم کی حیات ہے

دینِ حق تیرے علم کی سرفرازی کے لئے
جو قدم آگے بڑھے ہیں اب وہ رک سکتے
نہیں عرصہ گاہِ زیست میں فولاد کی مانند ہیں
ٹوٹ سکتے ہیں ہم لوگ مگر جھک سکتے نہیں

جنابِ صدر اور سامعینِ کرام!

السلامُ علیکم!

اس معزز ایوان میں جو موضوع زیرِ بحث ہے وہ ہے ''شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔'' میں ارضِ پاک کے گلشن میں مہکنے والا پھول ہوں۔ مجھے نہ سیاست کا فہم ہے نہ دنیاوی بکھیڑوں کی سمجھ۔ دنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر جب یہ سوچتا ہوں کہ میں وہ پھول ہوں جس کی خوشبو سے کل اس گلشن کو مہکنا ہے تو میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ مجھے وطن سے محبت ہے، میں نے یہ عہد کیا ہے کہ خاکی وردی زیبِ تن کر کے اس وطن کی حفاظت کروں گا۔ میں سپاہی بن کر وطن کا دفاع کروں گا اور مادرِ وطن کی حفاظت میرا مقصدِ حیات اور میری کل کائنات ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذی وقار!

پاکستان کی حفاظت کا مقدس جذبہ میرے انگ انگ میں سمایا ہوا ہے کیونکہ میرے سامنے اسلام کی بتائی ہوئی آفاقی سچائی ہے، عارضی زندگی کے بعد ایک ابدی حیات مجھ سے ہم آغوش ہونے کے لئے بیقرار ہے۔ اس لافانی زندگی کی حقیقت جاننے کے لئے جب میں نے کتابِ فرقان کے صفحے پلٹے تو لکھا ملا۔

''وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ مت کہو
بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔''

اور جب اس کی مزید وضاحت چاہی تو حدیثِ قدسی مجھ سے یوں ہم کلام ہوئی:

''شہید کے مقدس خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اس کے
سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

اور جب شاعری کے قلب میں دیکھا تو اس کی ترجمانی مجھے ان الفاظ میں ملی:۔

تمہی سے اے مجاہدو جہاں کو ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

ذی احتشام!

اس ولولہء تازہ سے رہنمائی حاصل کرنے کے بعد جب میں شہید کی موت اور قوم کی حیات کا آپس میں رشتہ جوڑتا ہوں تو یوں لگتا ہے ارضِ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا نگہبان شہید، پاکستان کو آندھیوں اور طوفان سے بچانے والا شہید، بہنوں کا رکھوالا شہید، شہید معرفت کا نگین، شہید قوم کی امنگوں کا امین، شہید کتابوں میں زندہ، شہید کی آواز سرنگی کے تاروں میں زندہ، شہید کا کفن قبر میں تازہ اور بدن خوشبو سے مہکا ہوا، غرض یہ کہ شہید ہر پل ہر گھڑی زندہ و تابندہ ہے تو پھر کون کہتا ہے شہید قوم کو حیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بخشتا؟ شہید زندہ ہوتا ہے کیونکہ رحمان کہتا ہے شہید زندہ ہے، قرآن کہتا ہے شہید زندہ ہے، شہیدوں میں علی زندہ علی کی شان زندہ، اصحابِ حنین زندہ اور معرکہ بدر کا ہر جوان زندہ ہے۔

جنابِ صدر! شہادتوں کا سفر تو صدیوں سے قوم کو حیات بخشتا رہا ہے۔ جنگِ اُحد میں امیر حمزہؓ اگر اپنے سینے پر حبشی کا نیزہ نہ سہتے تو اسلام کو جِلا نہ ملتی۔ جنگ یرموک میں عرب کی سرزمین لہو سے سرخ نہ ہوتی تو اسلام مِٹ جاتا۔ جنگِ قادسیہ میں مجاہد کفار سے برسرِ پیکار ہو کر اپنی جان قربان نہ کرتے تو اسلام قیصر و کسریٰ کے محلات تک نہ پہنچتا۔ معرکہء کربلا میں اگر شہادتِ حسینؓ پیش نہ کی جاتی تو آج انسانیت یزیدیت کے خونی پنجوں میں سسک رہی ہوتی۔

حاضرینِ گرامی!

دفاعِ پاکستان میں شہیدوں اور ارضِ وطن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کیپٹن سرور شہید کا لہو اگر کشمیر کی پہاڑیوں کو سرخ نہ کرتا تو آزاد کشمیر کی سرزمین پر بھارت کے جھنڈے لہرا رہے ہوتے۔

میجر عزیز بھٹی B.R.B نہر کی حفاظت میں اپنا خون نہ بہاتے تو ہندوستان بدمست ہاتھی کی طرح ہمارے معصوم بچوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالتا۔

میجر شبیر شریف اور میجر اکرم شہید مادرِ وطن کے دفاع کے لئے اپنی جان قربان نہ کرتے تو آج وطن کی عظمت سلامت نہ رہتی۔ انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور قوم کو حیات بخشی اور آج تک ہمارے دلوں میں زندہ ہیں:۔

جیو تو مثلِ غازیاں، مرد تو ہیں شہادتیں
اِدھر بھی ہیں عبادتیں، ادھر بھی ہیں عبادتیں

پاکستانی فوج تو ہے ہی قوم کو حیات بخشنے والی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ٹینکوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے بم باندھ کر ہم نے اپنے جسموں کو چُور چُور کروا دیا اور قوم کو حیات بخشی۔ معرکہ کارگل میں انڈیا کی دُکھتی ہوئی شہ رگ پر ہاتھ رکھا تو بلبلا اٹھا، لیکن آج کچھ طاغوتی طاقتیں پھر مغربی سرحدوں پر مفاد پرست عناصر کے ساتھ مل کر وطنِ عزیز کے سینے میں چھرا گھونپ رہی ہیں۔ کفر کی یلغار کو روکنے کے لئے ہم اب تک سینکڑوں جوانوں کی جان کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک ہمارے اندر شہادت کا جذبہ نورِ سحر کی طرح زندہ و تابندہ رہے گا، ہم قوم کو حیات بخشتے رہیں گے۔ آخر میں اس عہد کے ساتھ اپنے موضوع کا اختتام کروں گا:

اپنوں کی سازشیں ہوں یا غیروں کی چھیڑ چھاڑ
ہر چشمِ بد سے ارضِ وطن کو بچائیں گے
اے سرزمین پاک! قسم ہے رسولؐ کی
تیرے چراغ سے اپنے لہو سے جلائیں گے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جناب مہمان خصوصی!

ایک شکستہ کارواں کے ساتھ میں ارمانوں کا لاشہ اُٹھائے رہگذارِ زیست کی وسعتوں میں آبلہ پا ہوں..... اپنے ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں سمیٹتے سمیٹتے میں خود بھی کرچی کرچی ہو چلا ہوں۔ میری آنکھیں آنسو نہیں، لہو ٹپکاتی ہیں کہ حلقۂ چشم میں خوابوں کی دھنک زخمی ہے۔

ذی احتشام!

موضوعِ سخن دیکھ کر مجھے تاریخ کے دھارے پر بیتی ایک کہانی یاد آ گئی۔ وہ کہانی کہ جس میں دار و رسن کے نوحے بھی ہیں اور بے آبرو عصمتوں کی سسکیاں بھی:۔

کب تک تیرے حضور تماشہ بنا رہوں
کھولوں نہ کیوں زباں پتھر نہیں ہوں میں

ایک قافلۂ نیم جاں جو اپنے جسم کے چیتھڑوں سے آزادی کا پھریرا بنا کر نکلا۔ کارواں آتے گئے قافلے بنتے گئے مگر غم تو یہ ہے کہ کاروانِ راہ ہی میں رختِ سفر کھو بیٹھا اور شاد باد، شاد باد کے ترانے گائے گئے جبکہ منزل بہت دور تھی۔۔۔۔ وہ ہاتھ جو علم اٹھانے کے لئے بنائے گئے تھے اُن ہاتھوں میں کلاشن کوف تھما دی گئی۔۔۔۔ اور آج نصف صدی بیت جانے کے بعد بھی ہم دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اس لئے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری قسمتوں کا فیصلہ اسی روز ہو گیا تھا جب ہم اتحاد کے سبق کو بھول کر آپس میں دست و گریبان ہو گئے تھے۔ کیا یہ تھی وہ بھیانک منزل کہ جس کا خواب اہلیانِ ہند نے دیکھا تھا؟ پھر میں سوچتا ہی رہ جاتا ہوں کہ اس کارواں کی خاطر نجانے کتنی ماؤں نے اپنے جگر گوشوں کی قربانیاں دی ہوں گی؟ اس منزل مقصود کو پانے کے لئے نہ جانے کتنے گھر لُٹے ہوں گے؟

ذی وقار! جس کارواں کی خاطر، جس گلشن کے لئے بہت سی عصمتیں قربان ہو گئی تھیں آج اس گلشن کو سفارش اور رشوت کی سنڈیوں نے چاٹ ڈالا ہے، یہاں کھوٹے سکّوں کا راج ہے اور یہاں بے بسی کی سسکیوں پر بے حسی کی تالیاں گونجتی ہیں۔

جی ہاں ذی وقار!! بے گور و کفن لاشوں پر، بھوک سے بلکتی آنکھوں پر! انسانی جسم کے لوتھڑوں پر اور کارواں کے ان مسافروں پر جو اپنا معدہ بچانے کے لئے گردہ بیچ دیتے ہیں؛ جو روز دال روٹی کے خلاف جہاد کرتے ہیں اور مارے جاتے ہیں؛ جب قلم کے پاسبانوں کی گردنیں قلم کر دی جائیں تو وقت پکار اٹھتا ہے:۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ذی وقار!

ہمیں احساسِ زیاں کیسے ہو کیونکہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو حکمران ہوئے تو یزیدیت کے نیزے پر امام وقت کے سروں کو اچھالتے رہے۔ وزیر ہوئے تو میر جعفر اور میر صادق بنتے رہے۔ سالار ہوئے تو اپنے ہی قلعوں کے دروازے کھولتے اور فصیلیں توڑتے رہے۔ صاحبِ منبر ہوئے تو منافرت کی انگیٹھی کا ایندھن بنتے رہے۔ آج ہم ایک ایسے معاشرے میں اسیرِ زندگی ہیں جہاں ملک کی نہیں ذات کی فکر کی جاتی ہے، کردار کی نہیں دولت کی قدر کی جاتی ہے؛ جہاں حقانیت کی بجائے شیطانیت کی قدر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے وہاں مسیحا قوم کا درد بھلا دیتے ہیں، منصف اپنے منصب کی روایات بھلا دیتے ہیں۔ اس کارواں کو احساسِ زیاں کیونکر ہو کہ اس کا پرچم ڈھاکہ کی سرزمین پر جلا کر بھسم کیا گیا تو اسلام آباد میں جشنِ تعمیرِ پاکستان کا اعلان ہوا۔ جشن کیوں نہ منائیں کہ اِس دیس کی گلیوں میں سندھو دیش، پختونستان اور جاگ پنجابی جاگ کی صدائیں نفرتوں کا بیج بوتی ہیں۔ یہ کارواں تو ایمان، اتحاد اور تنظیم کا علمبردار تھا

اس کا نصب العین تو لا الہٰ الا اللہ تھا۔ یہ تاریکیاں کہاں سے آ گئیں؟ یہ رات کیونکر ہو گئی؟ اے متلاشیانِ سحر! ہم سے روشنی نے کیوں کر پردہ کر لیا، کیوں اندھیروں نے رستوں پر سایہ کر لیا، پرچمِ روشنی کیونکر پھٹ گیا، کون سا موڑ ہم سے غلط کٹ گیا، ہم تو نکلے تھے ہاتھوں میں سورج لئے!

ذی احتشام!

احساس زیاں سے بے خبر، قوم کا یہ کارواں آج اس موڑ پر پہنچ چکا ہے جہاں قوم ایک لمحہء فرار کو ترستی ہے۔ غم کے ماروں کی نگاہ کسی غم گسار کو ترستی ہے اور میری روح تک پکار اٹھتی ہے:۔

ہر کوئی بجھی ہوئی شمع کو جلانے آیا
قوم کے سوئے مقدر جگانے آیا
ملک و ملت پہ جان لٹانے آیا
شہر کے ویرانوں کو گل زار بنانے آیا
جڑ سے ہی کاٹا مگر قوم کا بوٹا اس نے
جس قدر لوٹ سکا ملک کو لُوٹا اُس نے

ذی وقار!

کارواں کے دل میں احساسِ زیاں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب میجر عزیز بھٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دشمن کے ٹینکوں کے سامنے سینہ تانے ڈٹ جاتے ہیں۔ جب لالک جان گولیوں کی بوچھاڑ میں آئینی دیوار بن جاتے ہیں اور جب کیپٹن کرنل شیر خان خون میں نہا کر شب وطن کو ضیاء بخشتے ہیں تو خون کا قطرہ قطرہ پکار اُٹھتا ہے:۔

چلو اٹھو زمیں کھودیں
اس میں اپنے دل بودیں
کریں آباد اس کو اپنی آزوؤں کے پسینے سے
کہ اس بے رنگ جینے سے
نہ تم خوش ہو نہ میں خوش ہوں

ساتھیو! ہمارے مُلک میں تین طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو تصورات کو حقیقت بناتے ہیں دوسرے وہ جو تصورات کو حقیقت بنتے ہوئے دیکھتے ہیں اور تیسرے وہ جو صرف دیکھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا؟ اگر ہم اچھے نظریات کو حقیقت کا رنگ دینے والے بن جائیں تو پھر اپنی ناکامیوں کا رونا کبھی بھی نہیں روئیں گے۔ آیئے اپنے اندر ہمت پیدا کریں کیونکہ تحریک کی چنگاری ہی ہمیں بلندیوں تک پہنچا سکتی ہے اور اِسی کے ذریعے ہم وطن کی آن بان میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوجوان.....اقبال کی نظر میں

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں تیرے نورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیاء تیرے شرر سے
ظاہر تیری تقدیر ہو سیمائے قمر سے

جنابِ والا!

وادیٔ یمن سے لے کر طورِ سینا تک، غارِ حرا سے لے کر حرمِ کعبہ تک، جبل بوئے قیس سے لے کر وادیٔ فاراں تک، فکر وفن کی ضیائیں، عقل و دانش کی شعاعیں، خلوص و صداقت کی نوائیں پکار پکار کر موضوعِ سخن کی تائید کر رہی ہیں:۔

مفاہمت نہ سکھا جبرِ ناروا سے مجھے
میں سربکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

کتابِ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں مقامات پر انسان کو فکر اور ذکر کا درس دیا ہے۔ باطن میں جھانکنے کی ترغیب دی ہے تاکہ ہمارا ظاہر مظہرِ جلال اور ہمارا باطن آئینہء جمال بن جائے۔ جو سینہ انسانی تصورات اور کیفیات کو سمجھنے سے قاصر ہو، جو نگاہ اُفق کے اس پار نہ دیکھ سکے وہ بیکارِ محض ہے۔

علامہ اقبال بھی کچھ ایسے ہی نوجوان کا اپنی شاعری میں ذکر کرتے ہیں جو زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی شبِ تاریک کو سحر کرنے والا، ظلمت کو زیر و زبر کرنے والا۔ وہ کبھی گردشِ دوراں کی طغیانی کھینچنے والا تو کبھی محبت کی تصویر، کبھی مہر و وفا کی تنویر تو کبھی خالد کی بے نیام شمشیر ہوتا ہے۔ جب وہ رحم کے قلب میں ڈھل جائے تو ریشم کی طرح نرم اور جب دشمن کے سامنے ڈٹ جائے تو فولاد بن جاتا ہے۔

ذی حشم!

اہل ایمان پر مصائب کی سیاہ گھٹائیں اور حوادث کی تاریک راتیں تو ضرور آتی ہیں لیکن وہ دائمی نہیں وقتی ہوتی ہیں، وہ موت نہیں حیات بخشتی ہیں، غلامی نہیں آزادی دلاتی ہیں، خادمِ کائنات نہیں وجہء کائنات بناتی ہیں، کرگس نہیں عقاب بناتی ہیں۔ وہ عقاب کبھی تو ابوبکرؓ و عمرؓ کی صورت اختیار کرتا ہے تو کبھی عثمانؓ و علیؓ کی، تو کبھی سلمان فارسیؓ، کبھی خبیبؓ تو کبھی صہیب رومیؓ کی، کبھی ٹیپو سلطان تو کبھی کیپٹن کرنل شیر خان کی صورت اختیار کرتا ہے پھر ملتِ اسلامیہ کی کہکشاں کے روشن ستارے آسمان کو مخاطب کر کے قوم کا یہ پیغام دیتے ہیں:۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا

جنابِ صدر!

جب میں نے تاریخ کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا تو میری نظر موسیٰؑ پر رُکے بغیر نہ رہ سکی آخر کیوں؟ فرعون کے حکم پر ہر جنم لینے والے بچے کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہزاروں ماؤں کی گود میں انگارے بھر دیے جاتے ہیں مگر موسیٰؑ پھر بھی پیدا ہوتا ہے، پلتا بڑھتا ہے اس کے پاس وسائل نہیں اور اس کے پاس دولت نہیں پھر بھی فتح، موسیٰؑ کے قدم چومتی ہے۔ فرعونیت نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ فرعون کے غرق ہوتے گھوڑے اس بات کا اقرار کرتے ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرجیں تو پہاڑوں کے جگر چیر کے رکھ دیں
اَڑ جائیں تو پَر کاٹ کے تقدیر کے رکھ دیں

جنابِ صدر!

ہم اس قوم کے فرزند ہیں جس نے کائنات کی وسعتوں میں روشنی کے قمقمے جلائے، جس کے پاؤں کی ٹھوکر سے صحرا و دریا دو نیم، پہاڑ جس کی ہیبت سے رائی، قیصر و کسریٰ کے ایوان لرزہ براندام، کائنات کی وسعتیں جس کے قدموں میں سجدہ ریز، جس کے ولولے تند و تیز، جس کی ضربِ کلیمی سے سینۂ دشت میں شگاف، قلزم خون آشام جس کے دبدبے سے پایاب اور جس کے کارواں کی دہشت سے چٹانوں کے جگر چاک ہو جایا کرتے تھے، جس کے اشارے سے لرزتی زمین تھم جایا کرتی تھی جس کے حکم سے نیل کا کھڑا پانی چل جایا کرتا تھا:۔

ملا کے موت سے نظریں وہ مسکراتے تھے
رضائے حق کے لئے نقد جاں لٹاتے تھے
وہ رُعب تھا کہ عدو سہمے سہمے رہتے تھے
وہ دبدبہ تھا کہ دریا بھی تھم کے بہتے تھے
بلا و زلزلہ کی نبض رک کے چلتی تھی
خدا گواہ میرا، موت جھک کے چلتی تھی

جنابِ صدر!

آیئے آج کے دور کی بات کرتے ہیں آج مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر آنکھیں اشکبار اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ عراق میں ظلم، افغانستان میں تباہی، کشمیر میں سسکتے بچوں کی آہیں، فلسطین میں بیٹیوں اور بہنوں کی صدائیں سن سن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آج نوجوان کے ہاتھ سے تلوارِ حیدری چھن چکی ہے۔ اسے کبھی دہشت گرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی ملی ٹنٹ کا خطاب دیا جارہا ہے۔ ہم نے یقینِ محکم کو چھوڑ دیا ہے، ہم نے عملِ پیہم کو چھوڑ دیا ہے اور ہم نے آئینِ بے باکی کو توڑ دیا ہے:۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اقبال نوجوان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اے نوجوان! ایک ہاتھ میں اللہ کا کلام اور دوسرے میں عزم و یقین لے اور گمان کی بلندیوں سے بلند ہو جا۔ اُٹھ جاگ کہ عزم کا وقت آیا ہے۔ دلوں کے زخم دھونے اور قلب میں خودی سمونے کا وقت آیا ہے۔ غفلت کی چادر اتار، کاہلی کی قبا پھینک، شیطان کے جال کو توڑ، اُٹھ یورپ و ایشیا کے ناخداؤں کو بتا کہ تو کم کوش نہیں، طرزِ کہن پہ اَڑنے والا نہیں، اغیار کے ہوش رُبا نعروں میں آنے والا نہیں، فحاشی و عریانی کے دریا کے دھارے میں بہنے والا نہیں۔

جنابِ والا!

اقبال کی آرزو ہے کہ آج کا نوجوان اپنے مقام کو پہچان لے۔ خودی و خود شناسی سے آشنا ہو جائے تو ہم پھر اس کی صدائے حق سن سکتے ہیں جو فاروقِ اعظم نے فلسطین کے کلیساؤں میں دی، محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے بت خانوں میں دی، احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدانوں میں دی، محمود غزنوی نے سومنات کے صنم خانوں میں دی، شیر ٹیپو نے میسور کے بیابانوں میں دی اور ہم سب پر ثابت کر دیا:۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہمارا دین

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات ومنات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے!
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جنابِ صدر محفل اور سامعین گرامی!

کائنات کا ذرّہ ذرّہ گواہی دیتا ہے کوئی ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے کیونکہ پتھر میں کیڑے، فضا میں پرندے، جنگل میں جانور، سمندر کی تہہ میں پرورش پانے والی ذی روحیں قادرِ مطلق کی حمد وثنا میں مصروفِ عمل ہیں۔ شفاف پانی میں پڑی سیپیاں، غنچے اور کلیاں، ٹہنیوں پر جھومنے والے پھول اور اس دھرتی پر چلنے والے انسان اپنے معبود کی تسبیح کرتے ہیں۔ یوں تو تمام ہی انسان اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں لیکن مالکِ دو جہاں نے انسانوں کو دینِ مکمل عطا کر کے فلاح کا راستہ دکھا دیا ہے اور یہ اسی دینِ کامل کا کرشمہ ہے کہ ہم اسلام کے پیروکار رنج والم میں روحانی تسکین، خوشی میں زندگی کا سرور اور آخرت کا شعور پاتے ہیں۔

جنابِ والا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے لغوی معنی راستہ یا سونے کا ملمع ہے۔ یہ لاطینی زبان کے لفظ Religio سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی انجانی قوت کی اطاعت اور اس کی عبادت۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خدائے واحدِ مطلق کی عبادت اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی تلقین کرتا ہے۔

معزز سامعین!

تاریخِ انسانی پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے قبل انسان اپنی ساخت اور قوت پر پریشان تھا۔ وہ خود کو کمزور سمجھتا تھا۔ بجلی کی چمک، بادلوں کی گرج، ہواؤں کی تندی، آندھیوں کی تیزی اور آسمان کی وسعتوں سے خائف تھا لیکن اسلام نے اسے جو علم دیا اس کی بدولت وہ اتنا نڈر اور بے خوف ہو گیا کہ اس نے کائنات کی تمام قوتوں کو آہستہ آہستہ اپنا مطیع بنانا شروع کر دیا۔ اگر ہم کائنات کی بناوٹ پر ذرا سا غور بھی کریں تو یہ ممکن نہیں کہ ہم اللہ کی یاد سے پل بھر کیلئے غافل ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ''ہم نے آسمان اور زمین اور اس میں پہاڑ بنائے آسمان میں ستارے اور سیارے بنائے، اے انسان تو ان پر غور کر کبھی ان میں تفاوت نہیں پائے گا۔'' اگر عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو اسلام کے اصول سادہ، فطری اور سائنسی ہیں۔ یہ دنیا کا واحد مذہب ہے جس کی سائنس مکمل طور پر توثیق کرتی ہے۔ سائنسی ایجادات کا منبع بھی اسلام سے ہی اخذ کیا گیا ہے بقول شاعر:

لگا دی کاغذی ملبوس پر مہرِ ثبت اپنی
بشر کے نام کر دی خدا نے کائنات اپنی

ذرا آگے چلئے تو یہ خوشگوار حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر فوقیت دے کر آدمؑ کی تخلیق کی اور حضرت حوّا کے ساتھ اُن کا پہلا جوڑا بنایا۔ حضرت آدمؑ اور حوّاؑ کا جنت سے نکالا جانا، شیطان کا ورغلانا، زمین پر حضرت آدمؑ اور حوا کی آزمائش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی حقیقت کے کئی رُخ ہیں۔ آگے چل کر آزمائش میں ثابت قدم رہنا انسان کا حسن قرار پایا۔ اسلام کی تعلیمات ہمیں صبر واستقامت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا سکھاتی ہیں:۔

توحید تو یہ ہے خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

جنابِ والا!

انسانی زندگی کے ساتھ شیطان کی کہانی بھی جُڑی ہوئی ہے۔ شیطان کا کام ورغلانا جبکہ رحمان کا فریضہ انسان کو صراطِ مستقیم پر چلانا ہے۔ دوسری طرف اسلام ہمیں شیطان کے خوف سے آزاد کرواتا ہے۔ اس کے اصول نہایت سہل، واضح اور دل میں گھر کرنے والے ہیں۔ اسلام ہم پر سخت قوانین نافذ نہیں کرتا بلکہ الجھے ہوئے مسائل سلجھاتا ہے۔ اس کی تعلیمات نہایت سادہ اور دل کو موہ لینے والی ہیں۔ رسم و رواج، روایات اور اسلام میں کوئی تضاد نہیں۔ آج کی نوجوان نسل اسلام کے زرّیں اصولوں کو فراموش کرتی جا رہی ہے۔ وہ اسلام اور روزمرہ زندگی کو دو مختلف راستے سمجھ رہی ہے جبکہ یہ حقیقت کے برعکس ہے۔ اسلام تو رسومات اور روایات کو اپنے اندر سمونے والا دین ہے۔

جنابِ صدر!

حقیقت یہ ہے کہ آج تک اسلام کی مضبوط عمارت کو کوئی بھی مذہب گرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ بدھ مت ایک بہت بڑی روحانی تحریک کے طور پر اُبھرا لیکن بتدریج اس کے پیروکاروں میں کمی آتی گئی کیونکہ ہندو مت نے اسے مزید پنپنے کا موقع نہ دیا۔ اس کے برعکس ہندوستان میں ایک ہزار سال رہنے کے باوجود مسلمان اپنی شناخت اور جداگانہ وقار برقرار رکھنے میں کامیاب رہے ہیں۔ مذہبی اور ثقافتی یلغار کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باجود مسلمانوں کا الگ تشخص برقرار رہنا بھی اسلام کی ایک کرامت ہے۔اس وقت اسلام دنیا میں پھیلنے والا تیز ترین مذہب بن چکا ہے۔اس کے پیروکار یورپ، افریقہ، امریکہ اور ایشیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلام کی مقدس کتاب قرآن کے الفاظ سننے والوں کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

حاضرین گرامی! کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے محور و مقصد کو بھول کر غیروں کے نقشِ قدم پر چلنے کو ترجیح دے رہے ہیں؟ ہمارے آباؤ اجداد نے جہالت کے اندھیروں میں علم کے چراغ جلائے لیکن ہم آج اس روایت کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ ہم قرآن پاک پڑھتے ضرور ہیں لیکن اُس کا مفہوم اور معنی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم قرآن کے حوالہ جات کو صرف مجالس میں استعمال کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔قرآن پاک سے دُوری کا مطلب مذہب سے دوری ہے اور مذہب سے دوری کا مطلب صریح گمراہی کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ ایمان کی دولت سے عاری ہونے کا مطلب اسلام کے نور سے محروم ہونا ہے۔ اسلام اٰمَنَّا کے ساتھ ساتھ صدقنا یعنی دل سے تسلیم کرنے پر زور دیتا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دوسروں کی نقالی کرنے کی بجائے اپنے مسائل کے حل کے لئے اسلام سے رجوع کریں۔تقریر کا اختتام اس شعر پر کرتا ہوں:۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جنابِ صدر اور میرے ہم مکتب ساتھیو! السلام علیکم!

آج اُس ہستی کا یومِ ولادت ہے جو وجہء تخلیقِ کائنات بنی۔ ارشادِ خداوندی ہے: اگر میں اپنے محبوب کو پیدا نہ کرتا تو کائنات ہی کو تخلیق نہ کرتا۔

12 ربیع الاول کی صبح حضرت آمنہؓ کے آنگن میں ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو سے سارا جہاں معطر ہو گیا۔ آج کے دن اس ذیشان کی ولادت باسعادت ہوئی جس کی نبوت کے بعد ہدایت کے لئے سلسلہء نبوت ہی ختم ہو گیا۔ ہم آج محبوبِ خدا کا جشنِ ولادت منانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو سرورِ کائنات ہیں۔

سامعین!

12 ربیع الاوّل کو مصورِ کائنات نے اپنے اُس شاہکار کا ظہور فرمایا جس کے وجودِ اطہر کا بظاہر سایہ تو نہیں لیکن حقیقت میں وہ سارے جہاں پہ سایہء فگن ہے۔ جس کی زلفیں واللیل، جس کا چہرہ والقمر ہے، جو یٰسین ہے، طٰہٰ ہے، مزمّل ہے اور مدثر ہے۔ وہ خود تو یتیم ہیں لیکن یتیموں اور بیواؤں کے والی ہیں؛ وہ جو غریبوں اور بے کسوں کا سہارا ہیں اور امام الانبیاء ہیں۔

جنابِ صدر!

جزیرہ نما عرب سے لے کر برصغیر تک، مشرقِ بعید سے لے کر یورپ تک، برِاعظم امریکہ سے لے کر جزائر غرب الہند تک سسکتی ہوئی انسانیت کے سر پر دستِ شفقت رکھنے والے سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آج یومِ ولادت ہے جنہیں مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو درکنار دنیا کے اہلِ علم و دانش نے عظیم ترین ہستیوں میں سرِ فہرست قرار دیا ہے اور آج ہم اُن کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے یہاں جمع ہیں۔

جنابِ صدر! نبی آخر الزماں فقط ہمارے لئے ہی رحمت بنا کر نہیں مبعوث کیے گئے وہ تو عالمین کے لئے شفا بنا کر بھیجے گئے۔ اس وقت جب دنیا میں انسانیت تڑپ رہی تھی، بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جا رہا تھا اور ہر طرف ظلمت اور بربریت کا دور دورہ تھا۔ جہالت کی تند و تیز آندھیاں انسان کی روح پر چرکے لگا رہی تھیں اور انسانیت پکار پکار کر کہہ رہی تھی:۔

آسماں چپ زمیں چپ فضا ہے خاموش
چاند کی چاندنی تاروں کی ضیاء ہے خاموش
جو نکلتی ہے لبوں سے وہ صدا ہے خاموش
آج تو تیرے مکینوں کا خدا ہے خاموش
ایسے سناٹے میں لازم ہے کہ آئے کوئی
آ کے دیوارِ خاموشی کو گرائے کوئی

انہی جہالت کی تند و تیز موجوں کو سنبھالا دینے اور انسانیت کو ساحلِ مراد تک پہنچانے کے لئے حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپؐ نے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی جو خدائے واحد کی عبادت کرے اور جس میں تمام انسانوں کے حقوق مساوی ہوں۔ اسلام سے قبل عربوں کی حالت حیوانات سے بدتر تھی جن بتوں کو وہ اپنے ہاتھوں سے تراشتے انہی کی پوجا کرتے تھے۔ کوئی آگ کی پوجا کرتا تو کوئی سورج کی۔ معمولی سی بات پر جھگڑنا عام تھا اور کئی نسلوں تک دشمنی چلتی رہتی۔ ہزاروں انسانی جانیں دشمنی کی نذر ہو جاتیں۔

روحیں تو اک زمانہ ہوا، ہو چکیں فروخت
کس نرخ سے بکیں گے بدن دیکھتے رہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں خواتین کا کوئی مقام نہیں تھا۔ عرب رشتوں کے احترام سے نابلد تھے۔ حضور ﷺ نے معاشرے کو مکمل ضابطہء حیات عطا کیا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہترین نمونہ اور دنیا کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ ﷺ نے سماجی، معاشی اور معاشرتی زندگی کے تمام اصول وضع کئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ حضور ﷺ نے غلاموں کو معاشرے میں ایک مقام دیا۔ لوگوں کو رشتوں کے احترام اور اُن کی پاکیزگی سے روشناس کرایا۔ آپ ؐ بچپن ہی سے اخلاقِ حسنہ اور کردار کی پختگی میں اپنی مثال آپ تھے۔ کفارِ مکہ بھی آپ ﷺ کو امین سمجھتے اور اپنی امانتیں آپ ﷺ کے سپرد کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین کی۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت کا درس دیا۔ ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔ آپ ﷺ کی رحمت کا یہ عالم کہ وادیٔ طائف میں پتھر کھا کر لہولہان ہو گئے لیکن پتھر مارنے والوں کے لئے زبان پر حروفِ بددعا نہ لائے۔ ذرا بلندیٔ کردار تو دیکھئے جو عورت روزانہ آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تھی اُس کی عیادت کے لئے خود چل کر گئے۔ سخاوت کی انتہا کہ خود بھوکے رہ جاتے لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ سادگی میں آپ ﷺ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مالکِ دو جہاں ہو کر بھی کھجور کی چٹائی پر سوتے تھے۔ بہرحال اُن کی تعریف کرنا تو ہم جیسوں کے بس میں کہاں؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان کی زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ آخر میں حضور ﷺ کی نذر ایک شعر کرتا ہوں:۔

بہاریں تیرے دامنِ پیرہن سے رنگ لیتی ہیں
مہک پھولوں کو ملتی ہے تیرے گیسو کی خوشبو سے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوات اور وزیرستان کے شہداء کے نام

(اپنے دِلی احساسات)

بُجھ گئی ہیں قندیلیں، خواب ہو گئے چہرے
آنکھ کے جزیروں کو پھر ڈبو گئے دریا

جنابِ والا!

''بے شک وہ زندہ ہیں''

یہ خدا کا فرمان کا ہے ان شہداء کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں۔ بیشک اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے انسانی جان کو بہت قیمتی قرار دیا ہے۔ خون جو دھرتی کو سرسبز و شاداب رکھنے کے لئے گر جائے، آنکھ جو وطن کو بینائی دینے کے لئے بند ہو جائے، اعضاء جو وطن کو سہارا دینے کے لئے کٹ جائیں اور سانسیں جو قوم کی سانس رواں رکھنے کے لئے رک جائیں انہیں قربان کرنے والے خدا کے محبوب ہوتے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ بہانے والے شہید ہوں یا غازی۔ وطن کے نگہبان جو سینے پر گولی کھا کر وطن کی سلامتی کو یقینی بنائیں، زندہ و تابندہ اور چاند تاروں کی طرح درخشندہ رہتے ہیں۔ آج پاکستان کا ہر شہری انہیں خراجِ تحسین پیش کر رہا ہے۔ خالقِ مطلق کے پاس ان کے مراتب جاننے کے بعد طمانیتِ قلب سی ہو جاتی ہے۔ ماں باپ اور بہن بھائیوں کو قرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے لگتا ہے۔ اور اگر معصوم شہری ناحق دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ جائیں تو ان کے متعلق قرآن کا فیصلہ ہے:

''اگر کسی نے ناحق کسی کا قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔''

یہ سچائی جاننے کے بعد ایسے معصوم مقتولین کے عزیز و اقارب کی بھی کچھ تالیفِ قلب ہو جاتی ہے۔ قالو انا للہِ و انا الیہ ر اجعون۔

سامعینِ محترم!

بات جب دل کی گہرایوں سے نکلے تو اس کا اثر سننے اور سنانے والوں پر یکساں ہوتا ہے۔ الفاظ جب روح سے نکل کر زبان پر آئیں تو ہونٹوں پر کپکپاہٹ سی ہوتی ہے اور ایسے میں آنکھ سے آنسوؤں کی جھڑی شروع ہونے لگتی ہے۔ آج میری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے اور میں خود کو ڈار سے بچھڑے پنچھی کی طرح محسوس کر رہا ہوں۔

اسی کیفیت میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں سوات اور وزیرستان کے شہداء کو جنہوں نے اس ملک کے شہریوں کو دہشت گردوں سے نجات دلائی۔ وہ جو ہم سے بچھڑ گئے، وہ جو ہر آنکھ کا تارا، دل کا قرار اور دُکھ سُکھ کے ساتھی تھے۔ وہ ہم سے جُدا ہو گئے اور ایک وقت ہو گا کہ ہم بھی ان سے جا ملیں گے لیکن آج تو ہم سب ہی ان کی جُدائی میں بے قرار ہیں۔ جب میں انہیں زندگی سے بھرپور دیکھتا ہوں، اُسی حالت میں دیکھتا ہوں جب وہ ہزاروں ارمانوں کے ساتھ زندہ تھے؛ وہ بانکے سجیلے جوان جن کی آنکھوں میں زندگی کی چمک اور چہروں پر عزم کی چھاپ تھی۔ وہ ماں باپ، بہن بھائیوں سے پیار کرنے والے، رشتوں کو نبھانے والے اور دوستوں کے دوست تھے۔ آج میں ان کے ماں باپ کا دُکھ ایسے ہی محسوس کر رہا ہوں جیسے میرا اپنا وجود ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا ہو۔ میں اس منظر کو کبھی بھی بھول نہیں سکتا جب وہ آخری بار کبھی نہ واپس آنے کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لئے گئے تھے۔ وہ ہمیشہ کے لئے بچھڑنے کے لمحات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور ان کے محاذ پر جانے کے بعد ان کے پیاروں کی بے چینی بھی میں محسوس کر سکتا ہوں۔ ہاں وہ منظر جب ان کے پیارے فون پر چونک جاتے ہیں اور دروازے پر ہونے والی گھنٹی پر کھٹک جاتے ہیں۔ ان کی سوچ اپنے مجاہد کی سلامتی کے محور سے باہر نہیں نکلتی۔ ان کے ہونٹوں پر ایک ہی سوال۔ جانے اُن کا لعل کس حال میں ہوگا؟

ایسے میں ماں کا پیار بھیگ جاتا ہے، باپ کی شفقت پسیج جاتی ہے اور اُن کی آنکھیں لہو رونے لگتی ہیں۔ ماں کی بے چینی، بہن کی بے قراری، بیوی کی بے تابی، بچوں کی پریشانی، دوستوں کا انتظار سب سوات اور وزیرستان جانے والوں کی واپسی کی راہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر اچانک خط یا فون آتا ہے۔ الفاظ کچھ یوں ہوتے ہیں:

''مجھے معاف کر دینا میرے ابو میں معذرت خواہ میری امی، میں مصروف تھا میرے پاس وقت نہیں تھا؛ ''میرے بچے! اللہ تمہیں اپنی پناہ میں رکھے''؛ پیاروں کا جواب ہوتا ہے۔ فون کے گرد سارا گھر جمع ہو جاتا ہے۔ پھر گھر والے اپنے پیارے کی ایک ایک بات سنتے ہیں لیکن دوسرے ہی دن اچانک قومی پرچم میں لپٹا ہوا تابوت آتا ہے۔ گھر کیا پورا شہر اُمڈ آتا ہے، سب غمگین ہو جاتے ہیں جہاں کبھی قہقہے گونجتے تھے آج وہاں سب سوگوار ہیں:۔

اوسوات کو جانے والے، پھر نہ لوٹ کے آنے والے۔ ہمیں چھوڑ کے اُس پار گیا تُو، ماں کو زندہ مار گیا تُو۔ رشتے ناطے توڑ گیا تُو، سب کو دکھی چھوڑ گیا تُو۔ گھر بھر کا دلدار گیا تُو، سب کو زندہ مار گیا تُو۔ زندگی اپنی نابینا ہے، ہماری قسمت میں کیا جینا ہے۔ ویران ہو گئیں شہر کی گلیاں، کانٹے بن گئی پھول کی کلیاں۔ خشک ہوئے آنکھ کے آنسو، بند ہوئے گویا سانس بھی اب تو۔ سنگی ساتھی دے رہے ہیں دہائی، مار گئی ہمیں تیری جدائی۔ کہتے ہیں در و دیوار ہی سارے، تُو کتنا ہے قریب ہمارے۔ کہتی ہیں بہن کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکھیاں، کھانا کھا لے بہن تُو دکھیا۔ کہتے ہیں گھر کے پھول بھی سارے، تیرے بنا کیا نخرے ہمارے۔ جب اس آنگن میں بہار آئے گی، کلی کلی مرجھا جائے گی۔ تُو جب تھا تو گھر روشن تھا، گھر کیا سارا شہر روشن تھا۔ فصل کٹے گی آئیں گی بہاریں، غم سے لپٹ کے روئیں گی بہاریں۔ پہلے تُو جب خط لکھتا تھا، خط نہیں گویا تُو خود ملتا تھا۔ جب تُو ہمیں فون کرتا تھا، آنگن میں تیرا چہرا کِھلتا تھا۔ بچوں نے کھیلنا چھوڑ دیا اب، کھانا پینا چھوڑ دیا اب۔ بہن کی ڈولی کون اُٹھائے گا، بھائی کو ہار کون پہنائے گا۔ باپ کہتا ہے تیرا غم سہہ جاؤں گا، جدائی کے سیلاب میں بہہ جاؤں گا۔ ماں تیری نڈھال رہے گی، ساری عمر بے حال رہے گی۔ دیکھ کے تیری بیوی کو جی کڑھتا ہے، غم میں اُس کے کلیجہ کٹتا ہے۔ اُس نے ریشمی کپڑے چھوڑے، دہلیز پہ رکھ کے گجرے توڑے۔ چوڑیاں اپنی توڑی ہیں اُس نے، آنکھیں اپنی پھوڑی ہیں اُس نے۔ او.....! سوات کو جانے والے پھر نہ لوٹ کے آنے والے!!!

ہاں جناب صدر!

میں جذبات کی رو میں کچھ زیادہ ہی بہہ گیا ہوں۔ اس وقت میری آنکھیں پُرنم ہیں بالکل انہی لواحقین کی طرح اور آج ہم غم کو آنسوؤں میں بہانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ جو گھاؤ ہمیں لگا ہے کچھ تو مندمل ہو جائے۔ لیکن آستین کے سانپوں نے ہماری روحوں کو جس طرح گھائل کیا ہے اس کا مداوا کون کرے گا؟ اسی موقع کی مناسبت سے میں اپنے دوست ''حوالدار محمد الیاس شہید'' کا تذکرہ بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنے شہید دوست کے اور کسی کام نہیں آ سکتا۔ میں اُسے ہر خوشی اور غم کے موقع پر خوب یاد کرتا رہوں گا اور یہی اُس کو میرا خراجِ تحسین ہوگا۔ میں اپنے دوست کو اس لئے بھول نہیں سکتا کہ اُس نے پاک فوج سے پہلے اپنی زندگی کے سولہ سال میرے ساتھ گزارے اور وہ اپنے وطن سے پیار کرنے والا نوجوان تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامعینِ گرامی!

جب میں کالج میں پڑھتا تھا تو وہ پاک فوج میں بھرتی ہو چکا تھا۔ وہ جب چھٹی آتا تو مجھے فوج میں شامل نہ ہونے پر کوستا اور سخت سست کہتا۔ اس کے سامنے میری مزید پڑھائی اور مستقبل روشن کرنے کی کوئی دلیل نہ چلتی۔ وہ فوجی جوانوں کے کارنامے کچھ یوں بیان کرتا کہ مجھ پر سحر سا طاری ہو جاتا۔ اس کا جوش و ولولہ، پاک فوج سے والہانہ لگاؤ، پاکستان سے اٹوٹ محبت اور ستاروں پر کمند ڈالنے کی جستجو دیکھ کر وہ کسی اور ہی دنیا کا مسافر نظر آتا تھا۔ واقعی وہ کسی اور ہی دنیا کا مسافر تھا بھی۔ جب وہ بات کرتا تو اچانک رک کر کچھ سوچنے لگ جاتا اور اس لمحے مجھے اُس پر کسی معصوم فرشتے کا سا گمان ہونے لگتا۔

میرے وجود میں اگر وطن سے محبت کا کوئی جذبہ موجزن ہے تو یہ اُسی کی عطا ہے۔ جس دن وہ شہید ہوا اُس دن کے بعد میں اُسے ارادی اور غیر ارادی طور پر یاد کرتا رہتا ہوں نجانے کیوں؟ شاید یہی سوال میری روح کو غمگین کیے رکھتا ہے۔ بس جواب نہیں بن پڑتا۔ بعض اوقات تو میرا غم اتنا شدید ہوتا ہے کہ ضبط کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ الیاس کے ماں باپ اور بہن بھائی سبھی یہ بات جانتے ہوں گے لیکن میں اُن کا سامنا نہیں کر پاتا۔ مجھے یہ فکر ستاتی رہتی ہے کہ اس کی ماں مجھ سے کہیں یہ نہ پوچھ لے میرا الیاس مجھے واپس لوٹا دو۔ ایسی صورت حال سے نپٹنے کے لئے میں بہت سے جملے گھڑتا رہتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے اُس کی ماں کو دیکھتے ہی میرے الفاظ آنسوؤں کے دریا میں بہہ جائیں گے۔ شاید ماں کی ممتا کے سامنے قومی فریضے جیسے دلائل بھی بیکار ہو جائیں۔

جی ہاں جنابِ والا!

میں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اپنے دوست کی قبر پر جب بھی حاضری دوں گا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تازہ پھولوں اور ہاروں سے اُس کی قبر سجاؤں گا اور اُس وقت تک جب میں بھی اُسی کی طرح خاک میں مل جاؤں۔۔۔ اور جب تک زندہ ہوں گاؤں کے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور چناروں کے نام اُس کا خط لکھتا رہوں گا۔ گاؤں کے چشموں اور آبشاروں کے نام اُس کا پیار لکھتا رہوں گا۔ گاؤں کی پگڈنڈیوں اور دوڑتی آبشاروں کے نام اس کی چاہتیں لکھتا رہوں گا۔ اگر کچھ بھی نہ بن پڑا تو چاند کی چاندنی، اور ندی کے دھاروں سے اُس کی باتیں کرتا رہوں گا اور اُن سے کہوں گا دیکھو! میں اپنے دوست کو نہیں بھولا تم بھی اُسے کبھی نہ بھولنا۔ اور آخر میں قوم سے میری یہ التماس ہے، اس ملک کی سلامتی کے لئے لباس کی طرح اور بھی بہت سے شہسوار جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں۔ ہم ابھی زندہ ہیں ہماری عقیدت کا اظہار صرف یہی ہو سکتا ہے کہ شہداء کے لواحقین کا دُکھ محسوس کریں ان کی مدد کریں۔ اُن کے بچوں کو تنہا نہ چھوڑیں تا کہ روزِ محشر ہم اُن کے سامنے سرخرو ہو جائیں:۔

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہء خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گلوبل وارمنگ اور ہمارا مستقبل

معزز سامعین اور میرے ہم سفر ساتھیو!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو دوسروں کے لئے مثبت سوچ رکھتا ہو۔ کیا واقعی آج کا انسان ایسا ہی کر رہا ہے؟ اگر ہم ذرا سا غور بھی کریں تو جواب نفی میں ہوگا کیونکہ دورِ حاضر کے انسان کی پرواز بہت اُونچی ہے جو اُسے تباہی کے دہانے پر لے جا رہی ہے۔ انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت کبھی تو فضاؤں کو تسخیر کر رہا ہے اور کبھی زمین کی تہہ میں مدفون رازوں کا سینہ چاک کر رہا ہے۔ واہ کیا ترقی ہے! اے حضرتِ انسان! آپ نے خوب ترقی کر لی ہے کیونکہ آپ اس کرۂ ارض کو جو معصوم پرندوں، جانوروں اور انسانوں کا مسکن ہے، اپنے ہی ہاتھوں لاوے میں تبدیل کر رہے ہیں۔ خوب کر لی ہے آپ نے ترقی!۔ اشرف المخلوقات کہلانے والو! آپ نے اپنی آسائشات کے لئے فیکٹریوں پر فیکٹریاں لگائیں، زہریلا دھواں اُگلنے والے پلانٹس لگائے، جنگلات کا بے دریغ قتلِ عام کیا اور اب کرۂ ارض سے زندگی روٹھتی جا رہی ہے۔ وہ وقت زیادہ دُور نہیں جب زمین گیسوں کی آماجگاہ بن کر رہ جائے گی۔ اسی تناظر میں میرا موضوعِ سخن ہے گلوبل وارمنگ اور ہمارا مستقبل۔"

جنابِ صدر!

زمین کو سب سے بڑا خطرہ گرین ہاؤس گیسوں سے ہے۔ زمین سے فضاء میں پھیلنے والے مادوں کے اخراج کی ذمہ دار ہمارے ہاتھ سے بنی ہوئی ٹیکنالوجی ہے۔ قطبین سے برف پگھلتی جا رہی ہے۔ زمین کا درجہء حرارت 0.74 ڈگری سینٹی گریڈ تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھ رہا ہے۔ انٹر گورنمنٹل بورڈ برائے موسمی تبدیلی کے مطابق 21ویں صدی کے آخر تک 01.1 سے لے کر 6 ڈگری سنٹی گریڈ تک درجہ حرارت مزید بڑھنے کا خدشہ ہے جس کے نتیجے میں قطبِ شمالی کے ممالک موسمی تبدیلیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک نے کیوٹو پروٹوکول پر ابھی تک دستخط نہیں کیے جو کہ انسانیت کے منہ پر تھپڑ مارنے کے مترادف ہے۔

جنابِ صدر!

آیئے دیکھتے ہیں کہ موسمی تبدیلی سے زمین کو کون کون سے خطرات لاحق ہیں؟ زمین سے اُٹھنے والی زہریلی گیسوں کی وجہ سے فضا آلودہ ہو رہی ہے اور جنگلات کے کٹنے کی وجہ سے آکسیجن کم ہو رہی ہے۔ 1824ء میں جوزف فوریر نامی سائنسدان نے بروقت خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس نے اپنے نظریئے میں کہا تھا گرین ہاؤس گیس، پانی کے بخارات، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین مل کر ماحول کو تباہ کر رہے ہیں۔ امریکہ، بھارت اور چین ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں نصف آلودگی کے ذمہ دار ہیں اور دنیا میں 25% آلودگی ان ہی ممالک سے پھیلتی ہے۔

سامعینِ کرام!

2001ء میں صدر بُش نے یہ کہہ کر ''کیوٹو معاہدے'' پر دستخط نہ کیے کہ ایسا کرنے سے امریکہ کی معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ امریکہ نے ساتھ ہی یہ بچگانہ شرط بھی عائد کر دی کہ وہ اس وقت تک اس معاہدے پر دستخط نہیں کرے گا جب تک اس میں چین اور بھارت شامل نہیں ہو جاتے۔ حیرت تو یہ ہے کہ امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ درجہ حرارت بڑھنے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ کچھ نام نہاد سائنسدانوں کی پھیلائی ہوئی من گھڑت کہانی ہے جو اپنی دُکانداری چمکانے کیلئے گلوبل وارمنگ کا چوہا چھوڑ رہے ہیں۔ دنیا بھر میں زہر کی تقسیم کا مسئلہ ہو یا کیڑے مار ادویات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہلاکتیں، صنعتی مادوں سے پیدا ہونے والی بیماریاں ہوں یا فضلات سے نکلنے والی آلودگی ہو، زمین کو تباہ کرنے کی اس سازش میں ترقی یافتہ ممالک کا زیادہ ہاتھ ہے جو ٹیکنالوجی نہیں کفن بیچتے ہیں، جو مرہم نہیں زخم بیچتے ہیں، جو حیات نہیں موت بیچتے ہیں۔ یہی صنعتی ممالک فرشتوں کے روپ میں شکاری بھڑیے بنے زمینی حیات کا مستقبل ہی مخدوش کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی ناجائز معاملہ میں اپنی قوم کی طرف داری کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر گیا ہو اور اسے دُم سے پکڑ کر کھینچا جا رہا ہو۔ امریکہ جیسے انسانی حقوق کے علمبردار کتنی خوبصورتی سے انسانیت کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں:۔

اس نے میرے زخموں کا کچھ یوں کیا علاج
مرہم بھی لگایا تو کانٹوں کی نوک سے

جنابِ عالی!

21 ویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج امن کی بحالی نہیں، عوام کی خوشحالی نہیں بلکہ آلودگی ہے۔ اس کے آثار بارشوں کی کمی، آبی ذخائر کی قلت اور ممالک کے درمیان پانی پر تنازعات کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ افریقی ممالک تو آج بھی قحط اور خشک سالی کا شکار ہیں۔ زمین تو زمین اب سمندری حیات کو بھی خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ کچھ کمپنیاں اور شخصیات زہریلی گیسوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ سائنسی آلات کو ماحول دوست بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کیوٹو پروٹوکول پر کام جاری ہے لیکن ایک محتاط اندازے کے مطابق اس طرح ہم صرف 3 فیصد آلودگی پر قابو پا سکیں گے۔ ایک اور تخمینے کے مطابق پچھلے بیس سال کا درجہ حرارت گزشتہ چار صدیوں میں سب سے زیادہ گرم رہا ہے۔

سامعین!

گلیشئرز کا خاتمہ، سمندروں میں تبدیلی اور سطح آب میں رد و بدل بڑے خطرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سائنس دان تو یہاں تک کہہ رہے ہیں زمین پر جن جن خطوں کا درجہ حرارت بڑھتا جائے گا وہاں آبادی میں بھی بے پناہ اضافہ ہوتا جائے گا۔ انڈیا اور بنگلہ دیش اس کی واضح مثالیں ہیں۔ شعور کی دولت سے مالا مال دماغ مستقبل میں تباہی کے آثار دیکھ سکتے ہیں۔ آبادی کی وسیع پیمانے پر نقل مکانی، پانی پر جنگیں، اشیاء خورد ونوش کی قلت، گرمی، خشکی، قحط سالی اور چرند پرند کی اموات جیسے مسائل زہریلے ناگ کی طرح پھن اُٹھائے ہمارا منہ چڑا رہے ہیں۔ آیئے فطرت پر رحم کرنا سیکھیں۔

سامعینِ محترم!

بروقت درخت اُگانا، زہریلی گیسوں پر قابو اور ترقی یافتہ ممالک کو آلودگی پر قابو پانے پر آمادہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ یہ تو سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ اگر غریبوں کو کھانا نہیں ملتا تو امیروں کو کھانا ہضم بھی نہیں ہوتا۔ آلودگی پھیلانے والے ممالک آلودگی کا پہلے شکار ہوں گے۔ عقلمند کہتے ہیں جو آگ آپ دوسروں کے لئے جلاتے ہیں اس میں پہلے آپ خود ہی جلتے ہیں۔ آخر میں ان اشعار کے ساتھ تقریر ختم کرتا ہوں:۔

اے زمین!

زرد کیوں کر نہ ہوں رخسار گلابی تیرے
کیوں شجر نہ ہوں گل و برگ سے خالی تیرے
کام گل چینوں کا کرتے رہے مالی تیرے
تیرے پودے بھی چُرا کر لے گئے والی تیرے
روز اس باغ میں آیا ایک ستم ایجاد نیا
پہلے صیاد کا وارث بنا ایک صیاد نیا

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی سلامتی اور ترقی میں مسلح افواج کا کردار

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئینِ گُلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

صدرِ ذی احتشام اور سامعینِ محترم!

آج کے اس معزز ایوان میں جو موضوع زیرِ بحث ہے اُس کا عنوان ہے ''پاکستان کی سلامتی اور ترقی میں مسلح افواج کا کردار''۔

میں کوئی دفاعی تجزیہ نگار نہیں نہ کوئی تاریخ دان ہوں جو ماضی اور حال کا موازنہ کر کے اداروں کی کامیابی اور ناکامی کا تعین کر سکوں۔

www.kitabosunnat.com

ہاں معزز ساتھیو!

مجھے سیدھے سادھے الفاظ میں وہ کچھ بولنا ہے جو میں ایک عام شہری کی طرح سوچتا اور محسوس کرتا ہوں۔ آپ یوں کہہ سکتے ہیں جو میں بولوں گا وہ میرے دل کی نوا اور کروڑوں ہم وطنوں کی صدا ہو گی یا یوں کہا جا سکتا ہے درۂ خنجراب سے لے کر درۂ بولان تک، کراچی کے ساحل سے لے کر کشمیر کے کہساروں تک، کارگل کے برف پوش مورچوں سے لے کر ہیڈ سلیمانکی کی خندقوں تک زمین کا ذرّہ ذرّہ مسلح افواج کی عظمت کی گواہی دیتا ہے۔ دوسری طرف بوسنیا، سرالیون، برونڈی، سوڈان، اقوامِ متحدہ اور نیٹو ہماری افواج کی جرأت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ سمندر اور فضائیں ان کی ہمت کی امین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ نیلم و جہلم کے دھارے، کھیم کرن کے نظارے، سوات اور وزیرستان کی چٹانوں کے سنگلاخ کنارے ہماری افواج پر رشک کرتے ہیں اور قیامِ پاکستان کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو ہماری بہادر افواج یہ پیغام دیتی ہیں:۔

تم نے جس دشتِ تمنا کو لہو سے سینچا
ہم نے اس کو گل و گل زار بنایا آخر
نسل در نسل رہی جہدِ مسلسل کی تڑپ
اِک اِک بوند نے طوفان اُٹھایا آخر
تم نے ایک ضرب لگائی تھی حصارِ شب پر
ہم نے ہر ظلم کی دیوار کو ڈھایا آخر

جنابِ صدر!

اگرچہ میرے رگ و پے میں عقیدت کا جذبہ تلاطم خیز موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن میری کوشش ہوگی کہ مناسب الفاظ میں مسلح افواج کو خراج تحسین پیش کروں۔ قیامِ پاکستان سے ہی مسلح افواج کا کردار شروع ہو جاتا ہے۔ پاکستان کی مختصر سی تاریخ کا ہر صفحہ آپ کو بھارتی جارحیت سے بھرا ملے گا۔ آج تک 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ سچ ہے کہ انڈیا نے ہر مرتبہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے کام لے کر جارحیت کا ارتکاب کیا۔

سامعینِ کرام!

بھارت کے مقابلے میں ایک چھوٹا ملک ہونے کے باوجود ہم نے ہمیشہ جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ ہزار سالہ حکمرانی کے بعد نئے اُبھرتے پاکستان کی دہشت بھی ہندوؤں کے ذہن پر چھائی ایک ثبوت وولر بیراج اور بگلیہار ڈیم کا مذموم منصوبہ ہے جس میں ہندوستان ہماری دُکھتی ہوئی شہ رگ یعنی پانی بند کرنا چاہتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ افغانستان کو فنڈ اور تکنیکی مدد فراہم کر کے دریائے کابل کو بھی رکوانا چاہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان نے ہمارے وجود کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی کوشش کی اور مسلح افواج نے ہمیشہ دندان شکن جواب دیا۔

حاضرینِ محفل!

میں انتہائی وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے دشمنوں نے مسلح افواج کو اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں سب سے مضبوط دیوار سمجھا۔ یہی تو وجہ ہے کہ اُنہوں نے مسلح افواج پر حملے کروائے، دہشت گردی کی آڑ میں مسلح افواج کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ ملکی سلامتی میں ہماری تینوں افواج کا کردار بے مثال ہے کیونکہ یہ مسلح افواج کی شبانہ روز محنت کا ثمر ہے کہ آج ہم جے ایف تھنڈر بنا رہے ہیں، الخالد بنا رہے ہیں، غوری میزائل بنا رہے ہیں۔ یہ مسلح افواج کی جہدِ مسلسل کا پھل ہے کہ ہم دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بن چکے ہیں۔ اسی لئے تو دشمنوں کی آنکھ میں ہماری ایٹمی صلاحیت کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے اور ان کے گلے میں پھانس کی مانند اٹک رہی ہے۔

جنابِ صدر!

دفاعِ وطن اور مسلح افواج کے کردار کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں فخر ہے کہ ہماری مسلح افواج کا ہر جوان تلواروں کے سائے میں پل کر جوان ہوتا ہے۔ ہماری افواج کے بہادر سپوت تو جنت کو بھی تلوار کے سائے تلے تلاش کرتے ہیں۔ میجر طفیل سے لے کر حوالدار لالک جان تک اور بہت سارے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پاک بھارت جنگیں ہوں یا دہشت گردی کے خلاف جہاد ہماری افواج نے ہر جگہ پر اپنے کارناموں سے قوم کے دل جیتے۔ دفاعِ پاکستان میں مسلح افواج کے کردار پر قوم انہیں یوں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے: ''وطن کی سرحد کے پاسبانو! جری جیالو، نڈر جوانو! تمہاری عظمت کی داستانیں، دلیر سینے، کڑی کمانیں اندھیری راتوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہکشاں ہیں، ہماری راہوں کا رنگ ان سے ہمارے خوابوں میں گل فشاں ہے۔ جہاں اڑے تھے اڑے رہے تم۔ پہاڑ بن کر کھڑے رہے تم۔ یہ پاک پرچم بلند رکھنا۔ یہ چاند تارا ہماری خوشیوں کا استعارہ۔ ہمارے غم کا امین پرچم بلند رکھنا۔ اے صفِ عسا کر میں چلنے والو۔ چراغ بن کر وفا کی راہوں میں چلنے والو!"

آیئے اب دیکھتے ہیں ملکی ترقی!

اس حقیقت کی گہرائی میں جانے کے لئے مجھے کچھ زیادہ سوچنا نہیں پڑا۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد ہمارے سرکاری ادارے بہت کمزور تھے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ انہیں مسلح افواج نے پاؤں پر کھڑا کیا۔ یہ بھی جاننے والے جانتے ہیں، پاکستان میں دفاعی پیداوار کا کوئی کارخانہ نہیں تھا لیکن آج بہت سے کارخانے چل رہے ہیں۔ کس نے تعمیر کیا یہ سب کچھ؟ جواب ہے مسلح افواج نے۔ ملک کے بہت سے علاقوں میں سڑکوں کا جال پھیلایا۔ این ایل سی جیسے منافع بخش ادارے بنائے۔ کشمیر اور دیگر سرحدی علاقوں میں ہسپتال بنائے جو آج بھی شہریوں کا علاج کر رہے ہیں۔ مسلح افواج کے زیرِ نگرانی بہت سے ہسپتال عام شہریوں کا علاج کر رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں مریضوں کا علاج اور دیکھ بھال دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے بھی بہتر ہے بلکہ میری خواہش ہوگی کہ پاکستان کے سول ہسپتال اُن سے سیکھیں۔ لاہور میں بننے والا نیا ہسپتال مسلح افواج کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تعلیمی محاذ پر مسلح افواج کا کردار روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ مسلح افواج کے کئی تعلیمی اداروں میں عام شہری بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ ادارے دنیا کی بہترین علمی درسگاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں وہ تعلیمی ادارے جو افواجِ پاکستان کی زیرِ نگرانی چل رہے ہیں معیار کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔

جنابِ صدر!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریاؤں پر پُل، طویل ترین سڑکیں، بہترین تعلیمی ادارے، دفاعی فیکٹریاں اور بہترین نظم ونسق تو ہماری مسلح افواج کی پہچان ہیں ہی لیکن جو خدمت ہماری مسلح افواج کی پہچان بن چکی ہے وہ ہے قدرتی آفات سے نپٹنا۔ 2005ء کا زلزلہ ہو یا آئے دن سیلاب کی تباہ کاریاں یا بڑے پیمانے پر حادثات! مسلح افواج ان سے انتہائی کامیابی سے نپٹتی آئی ہیں۔ 2005ء کا زلزلہ تو ہماری افواج کی مہارت کی سب سے بڑی آزمائش تھی۔ جتنی سُرعت اور منظّم طریقے سے مسلح افواج اس آفتِ ناگہانی سے نپٹیں اس کی مثال کہیں اور نہیں ملے گی۔ زلزلہ زدگان آج بھی ان کا نام نہایت عزت وتکریم سے لیتے ہیں۔

حاضرینِ گرامی!

موضوعِ سخن کو اختتام پذیر کرتے ہوئے میں ان الفاظ کا مزید اضافہ کروں گا کہ ہماری مسلح افواج انتہائی منظّم، تربیت یافتہ اور قومی خدمت کے جذبے سے لیس ہیں۔ ہمارے دیگر قومی سِول اداروں کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ضرورت ہے:۔

ستائش مرے احباب کی نوازش ہیں
مگر صلے تو مجھے اپنے نکتہ چیں سے ملے

☆.....☆..☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وطن کی مٹی گواہ رہنا

آنکھوں کا نور ہے تُو
میرے دل کا سرُور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں
میرے لیے نخلِ طوُر ہے تُو

جنابِ صدرِ محفل اور سامعین محترم!

آج کی اس محفل میں اجاگر کرنا ہے وطن کی مٹی اور شہید کی قربانی کو! موضوع زیرِ بحث کے لئے میں نے اپنے آپ کو ایسے ہی سمجھا جیسے دریا کے سامنے قطرۂ آب، جیسے ہمالیہ کے سامنے ذرہ خاک، جیسے سورج کے سامنے چراغ یا آسمان کے کسی ایک کونے میں ٹمٹماتا ہوا ستارا۔ جب کبھی میں حافظے کے نہاں خانوں کو ٹٹولتا ہوں تو ماضی کی دھند میں لپٹا ہوا وہ مہرِ تاباں اچانک ذہن و وجدان کے افق پر تجلیاں برسانے لگتا ہے۔ میں نے قلم کو روشنائی میں ڈبو کر لکھنا چاہا تو آواز آئی یہ فرمودات ہیں۔ پھر میں نے آنسوؤں میں بھگو کر کچھ تحریر کرنا چاہا تو ندا آئی یہ جواہرات ہیں۔ پھر میں تخیل کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر کڑی سے کڑی ملانے والے اس موضوع کے تخلیق کار کو سلام کرنے لگا۔ پھر ہاتھوں پر چراغ لے کر نکلا۔ چہروں پر نظر ڈالی آنکھوں میں مروت تلاش کی، دلوں کو ٹٹولا تو دفعتاً آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ تمناؤں کی کلی پر قطرہ قطرہ شبنم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹپکی، اس عالمِ خواب سے باہر آیا تو لکھا ملا۔ ''اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں مگر تم کو شعور نہیں۔'' چنانچہ ان مقدس الفاظ سے شہید کی قربانی کا فلسفہ واضح ہوتا ہے جو وہ وطن کی خاطر دیتا ہے۔''

صدر ذی حشم!

مصر کے تپتے ہوئے صحراؤں میں صلاح الدین ایوبی کی اذانوں کی پکار، بالاکوٹ کے پہاڑوں میں شاہ اسماعیل کی تلوار کی جھنکار، سومنات کے صنم کدوں میں محمود غزنوی کی پکار اور کفرستان ہند میں سلطان ٹیپو شہید کی للکار کیا تھی؟ یہ سب کچھ کیا تھا جناب والا؟ یقیناً یہ جذبۂ حریت کے پرسوز مظاہرے تھے جس کسی نے قوم کی زندگی کی تحریریں پڑھی ہیں اور دلوں میں جھانک کر آہوں کے سرد خانے دیکھے ہیں، وہ بخوبی جانتا ہے کہ عروج و زوال، بلندی و پستی، امارت و افلاس، امیری و ناداری آخر کس چیز میں پوشیدہ ہیں۔ وہ پوشیدہ ہیں جذبہ شہادت میں۔ ولولۂ تازہ میں، وطن کی خاطر جان کٹانے میں، مٹی میں رُل جانے اور خون بہانے میں تاکہ وطن کا قرض چکایا جا سکے:۔

اے وطن کی مٹی ہمیں ایڑیاں رگڑنے دے
ہمیں ہے یقیں کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

صدر ذی تمکنت!!

جب میں شہید کی قربانی اور وطن کی مٹی کا تعلق آپس میں جوڑتا ہوں تو میری نظریں بے اختیار کشمیر، فلسطین اور عراق کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ جہاں ہزارہا گھروں کی دہلیزوں پر بیٹھی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی حسرت بھری نگاہیں، ان کے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے آنچل قربانیوں کے منتظر ہیں تاکہ ان کے جوان بھی پاکستانیوں کی طرح اپنا خون بہا کر وطن کو بچائیں۔ وہ خون جس کی سرخی سے لعل و گل پر نکھار آتا ہے وہ شہید کا خون ہے۔ شہید مر کر بھی زندہ ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وطن کی مٹی کس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گواہی دیتی ہے۔ سوات کی وادی چند نام نہاد دہشت گردوں کی مٹھی میں قید ہو کر رہ گئی۔ بچیوں کے سکولوں کو دھماکے سے اُڑا دیا گیا۔ آئینِ پاکستان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ لیکن اس مایوس کن صورتِ حال میں اللہ کے شیروں نے سوات پر چڑھائی کی۔ پاک فوج کے چند دستوں نے دہشت گردوں کو ان کی بِل سے نکال کر گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔ آج سوات کی وادی امن و آشتی کا مرکز بن گئی ہے۔ پاک فوج کے سجیلے جوانوں نے اپنا خون بہا کر یہ پیغام دیا کہ جب تک ہمارا خون اس دھرتی کو سرخ کرتا رہے گا ہم وطن کی مٹی کا قرض چکاتے رہیں گے۔

میں اپنے موضوع کو سمیٹتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج پاک وطن ہمیں ایک دفعہ پھر پکار رہا ہے کیونکہ وہ ہاتھ جو پاکستان کے گلی کوچوں کو دلہن کی طرح سجانے کے لئے بنائے گئے تھے ان ہاتھوں میں کلاشنکوف تھما دی گئی ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ جاؤ پاکستان کی گلی گلی کو انگاروں سے بھر دو۔ جاؤ پاکستان کی ہر ماں کو سوگوار اور بہن کو سہاگ سے محروم کر دو اور ان کے گھر کے چراغوں کو بجھا کر کسی اندھیری گلی کی نکر پر پھینک دو تاکہ وہاں سے خوشحالی کے گیت نہیں ماتم کے بین سنائی دیں۔

جناب والا!

ہمیں یہ سوچنا ہے کہ چراغ گل کرنے والوں کا کیسے تدارک کرنا ہے۔ آیئے عہد کریں کہ ہم وطن پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ میں اپنی تقریر ان اشعار پر ختم کرتا ہوں:۔

کل بھی محفوظ نہ تھا آج بھی محفوظ نہیں
کیا طوفان ہے کہ امواج بھی محفوظ نہیں
قوم کیا ہے قوم کا سرتاج بھی محفوظ نہیں
تجھ میں تو اب تیری افواج بھی محفوظ نہیں

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی اور انتہا پسندی، ذمہ دار کون؟

لفظ چھن جائے منہ سے باقی زباں رہ جائے
جیسے تیر چلے اور کماں رہ جائے
آؤ دو چار گھڑی مل کے دکھ درد بانٹیں
پھر نہ جانے کون اس بھیڑ میں کہاں رہ جائے

ذی وقار!

پتھرائی ہوئی آنکھیں، گنگ زبانیں، احساسِ ندامت سے جھکی گردنیں، ڈگمگاتے قدم اور لڑکھڑاتی منزلیں۔ میں اُس بہادر قوم کی بات کر رہا ہوں جسے پاکستانی کہا جاتا ہے۔ ویران گلی کوچے، بند مارکیٹیں، سنسان بازار اور قبرستانوں میں رونق، بے رونق کھیت کھلیان اور غیر آباد فیکٹریاں! میں اُس خوبصورت ملک کی بات کر رہا ہوں جسے لوگ پاک سرزمین کہتے ہیں۔ جسے اسلامی دنیا اسلام کے قلعے سے تعبیر کرتی ہے اور اقوامِ عالم ساتویں ایٹمی قوت تسلیم کرتی ہیں۔ لیکن افسوس! اپنوں ہی نے اس سرزمین کے سینے میں خنجر گھونپ دیا۔ صد افسوس کہ اپنوں نے ہی اس قلعے کی دیواروں کو کھوکھلا کر دیا۔ ہم نے خود ہی تخریب سے اپنے نشیمن پھونکے کاش ہر سوچ سے تعمیر کے پہلو نکلیں۔

سامعینِ محترم! آج اس معزز ایوان کے سامنے میں اپنا سینہ چاک کرنے آیا ہوں تاکہ میں آپ کو اپنا کرچی کرچی دل اور لہولہو جگر دکھا سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایوان میں بیٹھے ہر پاکستانی کا دل میری ہی طرح زخمی ہے۔ آج یہاں میں نہیں میرے دل کی نفرت بول رہی ہے ان کے خلاف جنہوں نے ہم سب کو سوگوار کر دیا ہے۔

جی ہاں!

میرا موضوعِ سخن ہے ''دہشت گردی اور انتہا پسندی..... ذمہ دار کون؟'' میں نے جب اپنی تعلیم مکمل کی تو میرے سامنے ایک خوبصورت خواب تھا، منزل کا نشان تھا اور جذبۂ حب الوطنی سے میری روح سرشار تھی۔ راستے میرے تھے، منزلیں میری تھیں، وطنیت میری تھی، قومیت میری تھی، وطن میں ہر سُو پیار میرا تھا اور جذبے میرے، خواب میرے تھے۔ سبھی پرعزم تھے لیکن پھر ایک مفاد پرست ٹولے نے اپنی ناکام حسرتوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اپنے مذموم مقاصد کو مذہبی چُغہ پہنایا۔ اسلام کو توڑ مروڑ کر اسے اپنے مقاصد کے سانچے میں ڈھالا۔ حسن بن صباح کے تکنیکی حربوں اور ابنِ ملجم کی سوچ کو اسلامیت کی بھٹی سے گزارا۔ فیروزی بغض وعناد سے مذموم مقاصد کی آبیاری کی۔ اسی ٹولے نے کل مُسئول رَاعٍ کو اپنے مقاصد کے قالب میں ڈھال کر اپنے مطلب کی تفسیر کی پیش کی۔ اسی گروہ نے اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ کی پُرزور مذمت کی۔ نظامِ عدل سے مایوس عوام اس کے جھانسے میں آ گئی۔ مفلسی کے ڈسے ہوئے بھولے بھالے شہری اسی گروہ کے بہکاوے میں آ گئے۔ نسل در نسل راکھ میں دبی چنگاریاں پھر سے سُلگنے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا وطن شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ انہوں نے ہنستے بستے آنگن کو ماتم کدے میں تبدیل کر دیا۔

جنابِ والا!

اس تباہی و بربادی کا حاصل کیا ہے؟ اس طوائف الملوکی کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس تباہی سے اسلام کی کوئی خدمت ہوئی ہے؟ کیا معصوم شہریوں کی جان لینے سے افغانستان میں امن آیا ہے؟ قبلۂ اوّل آزاد ہوا ہے یا پھر عراق میں اسلامی حکومت قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے؟ اسلام کی نشاطِ ثانیہ کا آغاز ہوا ہے؟ اسلام کے پیروکاروں کی کوئی بھلائی ہوئی ہے؟ مہنگائی کے سیلاب میں کمی یا فحاشی کا طوفان رُکا ہے؟

عالمی طاقتوں کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈالی جا سکی ہے یا پاکستان دشمن قوتوں کی نیخ کنی ہوئی ہے؟ بارود کے بیوپاریو! تم نے یہ کیا کر دیا؟ اگر تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے تو کوئی بات نہیں لیکن اپنے گریبان میں جھانکو تو سہی:۔

نگاہ پڑتی ہے جب دل کے داغوں پر
تو ایک دوست کے احساں یاد آتے ہیں

تم نے ہزاروں معصوم لوگوں کو بموں کے دھوئیں میں اڑا دیا حالانکہ اس پر تمہارا یقین تھا کہ جس نے ایک انسان کی جان لی اس نے گویا ساری انسانیت کو قتل کیا۔ تم نے بے شمار انسانوں کو دھماکوں میں مفلوج بنا دیا حالانکہ تمہارا ایمان تھا کہ مسلمان بھائی کا جان و مال حرام ہے۔ تم نے اسلام دشمن حکومتوں کو گرانے کا اعلان کیا لیکن تم نے صرف سوختہ تنوں ہی کے تن سر سے جدا کیے۔ تم نے صرف انہی گھروں کے چراغ گل کیے جن کے گھروں میں نہ چولہا جلانے کے لئے تیل تھا نہ چولہے پر پکانے کے لئے دال روٹی۔ تم نے اُنہی کے خلاف جہاد کیا جو روز دال روٹی کے خلاف جہاد کرتے تھے حالانکہ تم جانتے تھے کہ وَمَن اَحیاھَا کا مطلب کیا ہے؟ تم سمجھتے تھے فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا کا مفہوم کیا ہے؟

جنابِ والا!

مجھے کہنے دیجئے کہ پرانے دقیانوسی خیالات کی ملمع کاری سے آج ہماری قوم ایک سو سال پیچھے چلی گئی ہے۔ اگر ہمارے دوستوں کا مقصد کسی سپر طاقت کو نیست و نابود کرنا تھا تو وہ بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے نظریات کو مفلوک الحال قوم پر زبردستی ٹھونسنا چاہتے تھے تو وہ ہار چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے غیر لچکدار روّیوں کو کسی پر زبردستی مسلط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہتے تھے وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ اگر وہ اقبال کی فکر کے داعی تھے اور نیل سے لے کر تا بخاک کاشغر کی سرحدوں کو شیر و شکر کرنا چاہتے تھے تو وہ شکست کھا چکے ہیں۔ اقبال تو اپنے نظریات کا نفاذ کچھ اس طرح چاہتے ہیں:۔

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

حاضرینِ گرامی قدر!

آیئے تصویر کا ایک اور بھیانک رخ بھی دیکھتے ہیں۔ میرے ہم وطنوں کے خون کے ذمہ دار کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ جی ہاں! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کو آج تک تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہ کبھی تو دوستی کا خوبصورت لبادہ اوڑھ کر دل میں اُترنے والی باتیں کر کے ہمارے بھولے بھٹکے بھائیوں کو اپنے مذموم مقاصد کی بھٹی میں جھونک دیتے ہیں اور کبھی ناراض عناصر کے ہمدرد بن کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ اُن کے بظاہر خلوص نے ہمیں تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ انتہائی معصومیت سے ہمارے بہن بھائیوں کو مفاد پرستی کی دہکتی آگ میں پھینک دیتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ ان کے پُرخلوص فریب کو سمجھا ہی نہیں جاتا۔

وطن کے جانثارو!

خدا کے لئے مصلحت کی پٹی اتارو، لالچ کے سانپ کو مارو، خودغرضی کی آگ کو بجھاؤ، فرقہ پرستی کو بھول جاؤ، نفسانفسی کے وبال سے باہر آؤ، دیکھو پاکستان بنے اتنا عرصہ ہو چکا ہے ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں آزادی کے وقت تھے۔ جگ ہنسائی مت ہونے دو، قربانیوں کو مت رائیگاں جانے دو ورنہ سلطان ٹیپو کی ساری کاوشیں بے نتیجہ ہو جائیں گی، شوکت علی اور محمد علی جوہر کی جدوجہد بے معنی ہو جائے گی۔ سرسید احمد خان اور ظفر علی خان کے خواب لاحاصل ہو جائیں گے۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کی اُمیدیں دم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توڑ جائیں گی۔ مہاجرین کی قربانیاں بے کار ہو جائیں گی، پاک بھارت جنگوں کے شہداء خون کا حساب مانگیں گے۔ یاد رکھو! گرچہ وہ وحدت ملی پر کاری ضرب اور غیرت ملی پر نقب لگا چکے ہیں لیکن ہم اب بھی تنکا تنکا چن کر آشیانہ بنا سکتے ہیں۔ مت الجھو ایک دوسرے کے ساتھ، ایک دوسرے سے ساتھ محبت کرنا سیکھو، ایک دوسرے کو برداشت کرنا سیکھو، کیونکہ ہمارا دشمن مشترک ہے۔ میں موضوع کو اختتام پذیر کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ:۔

راستے خود کبھی نہیں بنتے
راستوں کو بنایا جاتا ہے
وقت کو کون روک سکتا ہے
پتھروں کو ہٹایا جاتا ہے

بہت سے پتھروں کو ہم ہٹا چکے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں ان کو قوم کی راہ سے ہٹائیں اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہم متحد ہوں گے۔ شکریہ

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

جنابِ صدرِ ذی وقار!

جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمان ہندوؤں اور انگریزوں کے سامراجی شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ مجددؒ الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کی درد بھری صدائیں سامراجیت کی آئینی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر معدوم ہو رہی تھیں۔ سلطان فتح علی ٹیپو کا پیغامِ حریت پکار پکار کر مسلمانوں کو کچھ کر گزرنے پر اُکسا تو رہا تھا لیکن مسلمان کسی ملاح کے منتظر تھے۔ کسی مسیحا کی طرف دیکھ رہے تھے جو اُن کے زخموں پر مرہم لگاتا۔ اس کسمپرسی کی حالت میں ایک مردانِ حق اُٹھا جس کی روح سے نکلی ہوئی صدا کلامِ اقبال بن گئی۔

جی ہاں جنابِ والا!

آج ہم اُسی مردانِ حق کے گلہائے نگارشات پر بات کرنے کے لئے یہاں جمع ہیں جس کے قلم نے وہ معجزہ کر دکھایا کہ چنگیز خان کا رُعب، ہلاکو خان کا دبدبہ، نپولین کی وحشت، ہٹلر کی دہشت، چرچل کی فراست اور ڈیگان کی قومیت پرستی بھی اُس پر ورطۂ حیرت میں رہ گئیں۔ آج کے اس باشعور ایوان میں میرا موضوع اُن کا ایک شعر ہے، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان قوم کو طعنہ نہیں، بلکہ خواب غفلت سے جگاتا ہے۔ یہ وہ صدا ہے جس سے جوانوں کا عزم آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔ کچھ نہ کرنے والوں کو خبردار اور کچھ کرنے والوں کو عمل پر اکساتا ہے:۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

سامعینِ محترم!

انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ طاقت ور نے ہمیشہ کمزور کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کیا۔ طاقتور قبائل نے کمزور قبائل کو مطیع بنایا۔ امیروں نے غریبوں کا استحصال کیا۔ بڑے سانپ نے سنپولے کو نگلا جبکہ بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلی کو ہڑپ کیا۔ ڈارون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ دنیا صرف ان ہی نسلوں کیلئے موزوں ہے جو اپنی بقاء کی جنگ لڑنا جانتی ہوں۔ ڈارون کا یہ نظریہ اس زمین پر تمام ذی روحوں پر نافذ العمل ہے کیونکہ جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات ہے۔ جان و مال کا دفاع ہر انسان کا فریضہ ہے۔ علامہ اقبال کے اس شعر میں جارحیت کا نہیں بلکہ مدافعت کا درس دیا گیا ہے۔ یہ مدافعت کیا ہے؟ یہ ہے اپنے حقوق کا تحفظ اور ظالم کے ظلم سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا۔ آیئے تاریخ کی کسوٹی پر جرمِ ضعیفی کو پرکھتے ہیں۔ یونانیوں نے جب غیرت ملّی اور خودداری کا مظاہرہ کیا تو پوری دنیا میں اُن کی شہرت کے ڈنکے بجنے لگے۔ جب انہوں نے محنت، دیانت اور امانت کے سبق کو فراموش کیا تو وہی یونانی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئے، نہ صرف یونان ٹکڑے ٹکڑے ہوا بلکہ یونانی بھی بچھڑے پرندوں کی طرح بکھر کر رہ گئے۔ روم کی سلطنت کا عروج رومیوں کے اتحاد کا عکاس اور ان کا زوال جرمِ ضعیفی کا آئینہ دار ہے۔

جنابِ صدر! پھر وقت نے عظمت کا تاج ایک نئی قوم کے سر پر رکھ دیا۔ یہ مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے جو صحرائے عرب میں بگولے کی طرح اُٹھے، آندھی کی مانند چھا گئے۔ انہوں نے آن کی آن میں اپنے وقت کے مغرور حکمرانوں کے سر جھکا دیئے۔ جب ان کے بازوؤں میں قوت آئی تو صحرانشین بدوؤں کی دہشت سے حکمران تھرتھرانے لگے۔ پڑوسی ریاستیں ان کے حکم کی تعمیل اپنا فرض سمجھنے لگیں۔ ہندوستان میں بھی انہی کی اولاد نے پرتھوی راج چوہان اور رانا سانگا جیسے سورماؤں کے سر جھکا دیئے۔ لیکن جب ان سے صداقت، امانت، شجاعت، اور خوداری جیسی صفات چھن گئیں تو وہ احساسِ محرومی کا شکار ہوئے اور ایسے پسنے لگے جیسے چکی میں گھن۔

ذی احتشام!

آیئے اقبال کے اس شعر کو پاکستان کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ اقبال، جرمِ ضعیفی کو مرگِ مفاجات سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟ اس لئے کہ مسلمانوں سے عزتِ نفس چھن گئی۔ اُن کا جسم تو رہ گیا لیکن روحِ بلالی چلی گئی۔ وہ محنت سے جی چرانے لگے۔ وہ ترقی پذیر اقوام کی صف میں کھڑے ہو کر بھی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی گاڑیوں میں بیٹھنے لگے۔ حکمران، غریبوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے انہیں ہر سال مزید غریب کرتے چلے گئے۔ امرا کے اللے تللے کہ کوئی بھی کام اپنے ہاتھوں سے کرنے میں عار محسوس کرنے لگے۔ مزدور، ترکھان، مستری اور معمار کو نچلی ذات سمجھنے لگے۔ یہ قوم جرمِ ضعیفی سے کیونکر چھٹکارا پا سکتی ہے کہ اپنا فیصلہ کرنے میں بھی آزاد نہیں۔ جرمِ ضعیفی کے مرض میں مبتلا قوم کا بچہ بچہ قرض کے پھندے میں جکڑ دیا گیا۔ غریب اور امیر دو طبقے بن گئے۔ ایک طبقہ دوسرے کو کسی اور ہی دنیا کا مسافر سمجھنے لگا۔ امیر محنت کو عار جبکہ غریب مایوسی میں مبتلا ہو کر تخلیقی صلاحیتوں سے ہی محروم ہو گئے۔

حاضرینِ محفل!

یہ جرمِ ضعیفی نہیں تو اور کیا ہے کہ قومی خدمت کو بھول کر ہم اپنے سیاسی مفادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ جرمِ ضعیفی نہیں تو اور کیا ہے کہ یہاں سفارش اور رشوت کے ناگ غریب عوام کو ڈس رہے ہیں۔ یہ جرمِ ضعیفی نہیں کہ افسر شاہی نے ملک کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ یہاں جرمِ سستا اور انصاف مہنگا ہے۔ قلم سستا ہے اور اسلحہ مہنگا ہے۔ یہاں ضمیروں کے سودے سرِ بازار ہوتے ہیں۔ ہم قومی خدمت کو عار اور ملی فریضے کو بیگار سمجھتے ہیں۔ اس ملک کے باسی بڑی اُمید سے غیروں کے در پر دستک دیتے ہیں کہ ان کی جھولی میں چند سِکّے ڈال دئے جائیں:۔

خوددار ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت فقر تو ہے تمہیدا میری

جنابِ والا!

قرآن کہتا ہے محبت بھی اللہ کے لئے کرو اور بغض بھی اللہ کے لئے رکھو لیکن افسوس ہم یہ درس بھول کر اپنی خواہشات کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے! لوگوں میں اچھا وہ ہے جو دوسروں کو نفع دیتا ہے۔ افسوس کہ ہم اپنے ہی نفع کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ آیئے اقبال کے کرب کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ خودی و خودداری اور محنت پر بھروسہ کریں۔ ہمارا ماضی کچھ داغدار ضرور ہے لیکن ہمیں مستقبل سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ہماری امیدوں کا محور نوجوان نسل ہے۔ خدارا آپ صرف اتنا سمجھ لیں کہ بات فرد کی ہو یا قوم کی، اگر جرمِ ضعیفی سے بچنا ہے تو تخلیق کو شعار بنائیں، فن کو معیار بنائیں اور ہمت کو ہتھیار بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت زیادہ دور نہیں جب ہمارا شمار دنیا کی بہترین اقوام میں ہونے لگے گا۔ میں موضوع کو سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا:۔

ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اُٹھتی ہے گردوں پہ گزر رکھتی ہے

ذی وقار!

عمل بظاہر ایک لفظ ہے لیکن اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے جگر کا لہو، تمناؤں کی قربانی، امیدوں کا ہرجانہ اور وفاؤں کا نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ عمل جب زندگی کی رگوں میں لہو بن کر دوڑنے لگے تو پھر کلی کلی پر بہار اور پتی پتی پر نکھار آ جاتا ہے۔ عملِ صالح سے جڑی ہر بات دل پر اثر رکھتی ہے اور یہی بات پیغامِ سحر بن کر دل کے غنچوں پر آس کے پھل اور اُمید کے پھول لاتی ہے۔ عقلمندوں نے عمل کو دُکھ کا علاج قرار دیا ہے۔ میں کوئی فلاسفر نہیں کہ اپنے دقیق افکار سے اس خوبصورت محفل کو بے رنگ کر دوں، نہ میں کوئی مدبر ہوں جو فلسفے کی عمیق بُھول بھلیوں میں آپ سب کو بھی اُتار دوں اور خود بھی اُتر کر اس پُررونق مجلس کو بے رونق کر دوں۔

ہاں جنابِ والا!

میں ایک نوجوان ہوں، ایک پُرعزم جوان اور میرے سامعین بھی سیدھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سادھے لوگ ہیں۔ اس لیے آج میں نے اقبالیات کے فلسفے کو عمل اور بے عملی سے جوڑا ہے۔ کیوں کہ دل سے نکلی بات پَر نہیں رکھتی لیکن قوتِ پرواز ضرور رکھتی ہے۔ آج میں نے اس پُر وقار بزم میں اقبال کے ایک شعر کا مصرعہ جس میں دعوتِ عمل کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ فکرِ اقبال کے وسیع سمندر سے حکمت کے قیمتی موتیوں کو چن چن کر جب میں نے الفاظ کی لڑی میں پرونے کی کوشش کی تو اقبال کا جوابِ شکوہ بھی کچھ یوں مخاطب ہوا:۔

وعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

صدرِ ذی وقار!

اقبال کا تصورِ عمل کیا ہے؟ یہ ایک ایسا الہام ہے جو ہر انسان کو جھنجھوڑ کے رکھ دیتا ہے۔ خوابِ غفلت سے جگاتا ہے، سوختہ تنوں میں زندگی کی حرارت پیدا کرتا ہے، خوابیدہ دماغوں میں ہلچل مچاتا ہے، کم مائیگی کے عذاب کو کم کرتا ہے، اصلیت کا احساس دلاتا ہے، خاک کی چٹکی کو درسِ پرواز دیتا ہے، سائل کو نشانِ منزل دکھاتا ہے۔ آئینِ وفاداری کی تجدید کرتا ہے اور اِس سے بڑھ کر اسلام کی نشاطِ ثانیہ کی اُمید پیدا کرتا ہے۔ اقبال کے اس شعر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے جیسے اُن کے اندر کوئی روح بول رہی ہے جو مسلمانوں کے عروج و زوال کی سمندر جیسی داستان کو کوزے میں بند کر رہی ہے۔ اور ہمیں صرف ایک ہی نقطے پر لا رہی ہے اور وہ نقطہ ہے عمل۔۔۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنابِ صدر!

اقبال کے اس شعر کو عہدِ حاضر کی تن آسانیوں اور فروگزاشتوں میں پرکھا جائے تو یقیناً ہمیں عمل کا درس دیتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے ہمارا عمل کیا ہے؟ بے عملی اور گروہ بندی پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ غور کریں تو ہماری منفعت ایک، نقصان ایک، نبیؐ ایک، قرآن ایک اور مستقبل بھی ایک ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم فرقہ بندی کی بھٹی کا ایندھن بنے ہوئے ہیں۔ کیوں سُنی، شیعہ اور بریلوی کے نعروں کا سہارا لے کر امتِ مسلمہ کے اتحاد کا شیرازہ بکھیر رہے ہیں؟ کیوں غیروں کی آشیر باد پر اور ذاتی مقاصد کے لئے بہت سے فاقہ کشوں کو خودکش دھماکوں کی جیکٹ چڑھا رہے ہیں؟ کیوں اغیار کے ہاتھوں کھلونا بن کر اسلام کے اس قلعہ کو مسمار کر رہے ہیں؟ آخر کیوں؟ کیا محنت سے اس ملک کی تقدیر نہیں بدل سکتے؟ کیا نیک اعمال کے عوض ہم فردوسِ بریں کا سودا نہیں کر سکتے؟ لیکن ہم نے تو گھاٹے کا سودا کر لیا ہے۔ اس خسارے کے سودے میں سکول کے غمگین بچوں کی اُداسی نظر نہیں آتی؟ انسانی جسم کے لوتھڑے دکھائی نہیں دیتے؟ مظلوم جانیں تلف ہوتی نظر نہیں آتیں؟ مسجدیں شہید ہوتی دکھائی نہیں دیتیں؟ فیکٹریاں برباد ہوتی نظر نہیں آتیں؟ آبادیاں، کھنڈرات میں تبدیل ہوتی نظر نہیں آتیں؟ ماؤں کی سسکیاں سنائی نہیں دیتیں؟ سیاہ دھوئیں کے بگولوں میں انسانوں کے سڑے ہوئے خون کی بُو محسوس نہیں ہوتی؟ کیا ہمیں اپنی ہی بہنوں کے جسم بھی کٹتے نظر نہیں آتے؟ اقبال ہم پر کچھ یوں نوحہ کناں ہیں:۔

کون ہے تارک آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں؟

جنابِ صدر!

جب میں اقبال کے تصورِ زندگی اور آج کے مسلمان کے طرزِ عمل کو دیکھتا ہوں تو آنکھوں سے اُمڈتے آنسو بارش کی طرح اس وطن کی خاک کو بھگو دیتے ہیں۔ آرزوئیں مچل مچل کر دل ہی میں دم توڑ جاتی ہیں۔ پاکستان زندہ باد کے نعرے وقت کے بے ہنگم شوروغوغا میں دب جاتے ہیں۔ آج پاکستان بنے ہوئے 62 سال ہو چکے ہیں لیکن اقبال کا یہ شعر ہمیں بدستور خوابِ غفلت سے جھنجوڑ رہا ہے۔ ہمیں عملِ پیہم پر مائل کر رہا ہے۔ ہم نے تو حلف اٹھایا تھا کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائیں گے لیکن ہم نے اپنے ہی ہاتھوں اس کے حصے بخرے کر دیئے ہیں۔ ہماری کم کوشی نے پہلے مشرقی پاکستان کا سرتن سے جدا کر دیا اور آج سندھو دیش، جاگ پنجابی جاگ اور پختونستان کی صدائیں بھائی کو بھائی سے لڑا رہی ہیں۔

ہم نے پاکستان بناتے وقت یہ عہد کیا تھا کہ پاکستان کو خوشحال بنائیں گے لیکن افسوس کہ ہمارے حکمرانوں نے وزارتوں کی بولیاں لگائیں۔ اساتذہ نے درس و تدریس کو معیوب سمجھا۔ ڈاکٹروں نے زندگی بچانے کے بجائے مریضوں کے گردے بیچنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاروبار کیا۔ ملازمین نے قومی دولت سے گل چھرے اُڑائے۔ ہم نے باعمل لوگوں کو سچ بولنے کی پاداش میں جیل میں ٹھونسے رکھا۔ ہم نے ذاتی مفادات کو قومی مفادات کا خوبصورت لبادہ پہنائے رکھا۔ ہم نے کبھی افغانستان میں لڑائی کو جہاد قرار دیا اور کبھی ہم نے اسی لڑائی کو فساد قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کسی بھی مجموعی عمل نے نہ فرد کی زندگی میں انقلاب لایا اور نہ ہی قومی ترقی میں کوئی پیش رفت کی۔

جنابِ والا! یہی وجہ ہے کہ اقبال کی روح آج تک زبانِ حال سے احتجاج کر رہی ہے کہ خودکشی تمھارا شیوہ، خودداری تم سے دور، اخوت سے تم گریزاں اور گفتار تمہاری عادت ہے۔ جن اسلاف کی آپ مثالیں دیتے ہوئے تھکتے نہیں اُن میں اور آپ میں زمین و آسمان فرق ہے:۔

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت اُن کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت اُن کی

موضوع سمیٹتے ہوئے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اقبال کی شاعری ہمارے لئے پیامِ عمل ہے۔ آیئے اس کی روشنی میں نیک عمل سے آخرت کی حیاتِ جاودانی کا سودا کریں۔ آیئے اچھے عمل سے اس ملک کی تقدیر بدل دیں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں

شور اٹھا قتل گاہ میں شہید کا سر ہے یہ
کاٹا تو جا سکا ہے جھکایا نہ جا سکا

عزت مآب صدرِ محفل اور حاضرین گرامی!

السلام علیکم!

''وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو
بلکہ وہ زندہ ہیں۔''

کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ قربانی دیئے بغیر زندگی ممکن ہی نہیں۔

حیاتِ فانی ہو یا ابدی دونوں ہی قربانی کی مرہونِ منت ہیں۔ جب ہم ایک تناور درخت کو کاٹتے ہیں تو اس کی پیاری اور ٹھنڈی چھاؤں سے محرومی کا احساس ہوتا ہے اور اس کے بچھڑنے کا غم بھی ضرور ہوتا ہے لیکن وہ درخت زبانِ حال سے پکار پکار کر کہتا ہے میرا کٹنا بیکار نہیں بلکہ میں ڈوبنے والوں کے لئے کشتی، گھروں کی حفاظت کیلئے دروازے اور آرام و راحت کا سامان بن کر زندہ رہوں گا۔ اسی طرح جب کسان ایک دانہ مٹی میں ملاتا ہے تو دانہ کہتا ہے اے کسان! میں تیرے ہاتھوں مٹی میں اس لئے مل رہا ہوں کہ تیرا گھر دانوں سے بھر دوں۔ میرا خاک میں ملنا مجھے بھی گل و گلزار کر دے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تجھے بھی خوشحالی بخشے گا۔ پھر تو پنڈال میں بڑے فخر سے یہ کہنے کے قابل ہو جائے گا۔

شہادت کا لہو جن کے رخوں کا بن گیا غازہ
کھلا ہے ان کی خاطر دائمی جنت کا دروازہ

جنابِ صدر!

ہم ایسے پُرجوش جوان ہیں جو شہادت کے متمنی ہیں۔ اس وقت ہماری تعلیم و تربیت پر قوم کا سرمایہ صرف ہو رہا ہے، کوئی ہمیں تربیت دے رہا ہے تو کوئی آب و دانہ کا انتظام کر رہا ہے۔ کوئی ہمارے لئے لباس تیار کر رہا ہے تو کوئی ہماری خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر رہا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے اساتذہ ایک نوجوان کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں کیوں صرف کر رہے ہیں؟ اس لئے کہ انہیں معلوم ہے ہمارا دین، ہماری دنیا، ہمارا وطن، ہماری ملت، ہمارا ماضی، ہمارا حال، ہمارا مستقبل، ہمارا کاروبار، ہماری زندگی اور ہماری موت انہی طلباء کے کردار سے وابستہ ہے، ان کی زندگی ہمارا سرمایہ اور ان کی شہادت ہماری حیات ہے۔

ذی وقار!

یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شہادت اور شہید کے فلسفے کو، اس کے تصور کو، اس کے مرتبے کو، عظیم تقدس عطا فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں۔ حالانکہ شہادت کا منصب اور اس کا صلہ صرف اسی قوم کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ شہید نہ صرف خود زندہ ہوتا ہے بلکہ پیچھے رہ جانے والی نسلوں کو بھی زندگی عطا کرتا ہے:۔

شہید ایک مقصد اعلیٰ کی خاطر دے کے قربانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوید زندگی لاتے ہیں بحر نوع انسانی

اے اربابِ فکر وشعور!

ہمارے آقا محسنِ انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ دوزخ کی آگ دو آنکھوں پر حرام ہے ایک وہ جو رات بھر خوف الٰہی سے لرزہ براندام رہی، دوسری وہ جو رات بھر ملک کی حفاظت کے لئے جاگتی رہی۔ شہید کی آنکھ وہ آنکھ ہے زندہ ہو تو جاگ کر ملک و ملت کی پاسبانی کرتی ہے اگر بند ہو جائے تو قوم کی حیات کا سامان بنتی ہے۔ اسی طرح حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ شہید کو شہادت کے وقت جلوہ خداوندی نصیب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ شہید کا خون زمین پر گرنے سے پہلے شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے:۔

اس ملک وملت کی خاطر ہی مرنا اور جینا ہے
اس ارضِ وطن پر کر ڈالو نذرانے اپنی جانوں کے

صدر ذی وقار!

شہیدانِ ملتِ اسلامیہ ایک عظیم مقصد کی خاطر اپنے سر پر کفن باندھ کر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں۔ وہ دفاع میں ہوں تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں، حملہ آور ہوں تو شعلہ جوالہ بن کر دشمن پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ ان کے سامنے مقصد عظمتِ اسلام، ناموسِ رسالت، اور ملک وملت کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ جن سرحدوں پر، جس سرزمین پر اپنے خون کے چھینٹے بہاتے جاتے ہیں، وہ راہیں، وہ پگڈنڈیاں اور وہ راستے بھی نور بن جاتے ہیں۔ ہم انہی کی شہادت کے طفیل رات کے سناٹوں میں میٹھی نیند سوتے ہیں:۔

شہیدوں کے لہو سے جو زمین سیراب ہوتی ہے
بڑی زرخیز ہوتی ہے بڑی شاداب ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع کو اختتام پذیر کرتے ہوئے کہوں گا کہ وطن عزیز کا ذرّہ ذرّہ ہمیں اپنی جان سے عزیز ہے۔ اس کے کھیت و کھلیان، اس کی پگڈنڈیاں، اس کے میدان، اس کے پہاڑ، اس کی مساجد کے مینار ہماری آن بان ہیں اور ہم اپنی آن بان پر مر مٹنے کو ہر وقت تیار ہیں۔ میں اپنا موضوع ان ایمان افروز اشعار پر ختم کرتا ہوں:۔

ذرّہ ذرّہ نہ رہو سمٹو چٹاں بن جاؤ
قطرہ قطرہ نہ بہو آبِ رواں بن جاؤ
ایک ہو سب کی زبان ایک ہو اندازِ کلام
جس کی تردید نہ ہو ایسا بیان بن جاؤ

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب کیوں نہیں ہے؟

کہو تو رازِ حیات کہہ دوں حقیقتِ کائنات کہہ دوں
وہ بات کہہ دوں جو پتھروں کے جگر کو بھی آب آب کر دے

معزز حاضرینِ محفل!

انسانیت کو اگر جسم تسلیم کیا جائے تو میں انسانیت کی رگوں میں دوڑنے والا خون بن کر آج اس معزز اور باشعور ایوان میں کچھ گزارشات کے ساتھ کھڑا ہوں اور میرا موضوعِ سخن ہے:۔

''تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب کیوں نہیں ہے''

صاحبِ صدر!

جب میں اُمتِ محمدی ﷺ پر نظر ڈالتا ہوں تو یہ مجھے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانوں کی طرح بکھری اور سمندر کی جھاگ کی طرح کمزور نظر آتی ہے۔ مسلمان کا ہاتھ اور اس کا اپنا ہی گریبان ہے۔ یہ امت اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے کی بجائے اغیار کے قدموں میں سربسجود ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر مفکر اسلام کی قلم رو پڑتی ہے اور وہ تڑپ تڑپ کر اُمت مسلمہ سے کہتے ہیں۔ ''تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب کیوں نہیں ہے۔'' ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اسلام کی بناء پر ایک ملت، دین کی اساس پر ایک امت اور ایک کتاب وسنت کے رشتے سے ایک جماعت ہیں۔ ہماری ملت دنیا کا تیسرا حصہ ہے لیکن ملتِ اسلامیہ کرۂ ارض کے نقشہ پر لاتعداد ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ مذہبی، سیاسی اور معاشی لحاظ سے ایک دوسرے سے کٹ کر رہ گئی ہے۔ ہماری قوتِ فیصلہ مفلوج ہے اور ہم اپنی راہ اندھیرے میں ڈھونڈ رہے ہیں۔ مغرب کی چکاچوند نے ہمیں ایسا پائمال کیا کہ ہم سے ہماری تہذیب چھین لی، استعداد چھین لی، اقدار چھین لیں، روایات چھین لیں الغرض زندگی کا نظام چھین لیا اور آج بستی ہماری نہیں، تہذیب ہماری نہیں، نگران ہمارے نہیں اور کعبے کے پاسبان ہمارے نہیں۔ یہ کتنے دُکھ کی بات ہے:۔

قلم میرا ہے فسانہ اُن کا
میں اُنہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات اُن کی
میں اُن کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات اُن کی

ذی وقار!

اگر ہم ماضی میں جھانکنے کی کوشش کریں تو ہمارے اسلاف شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن کے علمبردار دکھائی دیتے ہیں کبھی ابراہیم بن کر آتشِ نمرود میں کود جاتے ہیں تو کبھی موسیٰ بن کر فرعون سے ٹکراتے ہیں، کبھی حسینؓ بن کر یزید کے سامنے کلمۂ حق کہتے ہیں، تو کبھی سرزمینِ سندھ پر پرچمِ اسلام لہراتے ہیں۔ کبھی ساحلِ اُندلس پر کشتیاں جلاتے ہیں تو کبھی شہدائے کارگل بن کر قوم کی حفاظت کا حق ادا کرتے ہیں۔

صدرِ ذی وقار!

میں نے ایک خواب دیکھا، خواب میں مَیں نے اپنے آپ کو محوِ پرواز دیکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب سرزمینِ فلسطین سے گزرا تو لوگوں کو گولیوں کا مقابلہ پتھروں سے کرتے دیکھا، جب افغانستان سے گزرا تو دہشت گردی کی آڑ میں لوگوں کا قتلِ عام دیکھا اور وادیٔ کشمیر جنت نظیر سے گزرا تو معصوموں کا خون بہتے دیکھا۔ اِن کرب ناک مناظر کی تاب نہ لاکر بیدار ہوتا ہوں تو بارگاہِ الٰہی میں دستِ سوال بن جاتا ہوں:۔

اے خدایا! دُہائی تیری ہر ذرّہ اس کا حساب دیتا ہے
اتنا ارزاں ہے مسلماں کا خون جس کا دل چاہے بہا دیتا ہے

صدرِ ذی وقار!

آج جو کچھ امتِ مسلمہ کے ساتھ ہو رہا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم نے اپنے اسلاف کو بھلا دیا ہے۔ آئیں مل کر دعا کریں کہ اے اللہ آج پھر مسلمانوں کو علیؓ کی تلوار، عمرؓ کی ہیبت، طارقؒ کا حوصلہ، غزنوی کا جلال، قاسم کا ولولہ اور شاہ ولی اللہ کے ایمان سے نواز دے۔ اور اس کے ساتھ ہی آئیں تجدیدِ عہد کریں کہ ہم اتفاق واتحاد کو اپنا شعار بنائیں گے اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

جنابِ والا!

موضوعِ سخن، علم وحکمت کا وہ بحر ہے کہ جس پر میں اگر عمر بھر بولتا رہوں تو الفاظ کا منہ زور سیلاب اترنے کا نام نہ لے۔ میں ان اشعار کے ساتھ اجازت چاہوں گا:۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ،اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات نہ تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا مفلسی حسِ لطافت کو مٹا دیتی ہے؟

ناراض کیوں ہوتے ہو چلے جاتے ہیں تیری محفل سے فراز
اپنے ٹوٹے ہوئے دل کے ٹکڑے تو اُٹھا لینے دو

جنابِ صدر اور معزز سامعین!

غریبوں کی جھونپڑیوں سے لے کر شاہوں کے محلات تک، اندھیری گلیوں سے لے کر دمکتی ہوئی شاہراؤں تک وقت کی نوائیں، صداقت کی ضیائیں، دانش کی شعائیں پکار پکار موضوعِ سخن کی نفی کر رہی ہیں کہ نہیں مفلسی حسنِ لطافت کو مٹاتی نہیں بلکہ مفلسی اپنی سادگی اور معصومیت سے کائنات کو حسن و رعنائی عطا کرتی ہے کیونکہ غریب کے دل میں خدا بستا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس معزز ایوان میں، میں نے موضوعِ زیرِ بحث کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اگر ہم مفلسی کو بدصورتی قرار دیں تو سورج کو اُنگلی کے پیچھے چھپانے والی بات ہوگی اور یوں ہم اس دھرتی کے پہیے کو رواں دواں رکھنے والے بے شمار معصوموں کی دل شکنی کریں گے جنہیں کچھ لوگ غریب کہہ کر پکارتے ہیں لیکن دل میں درد اور شعور رکھنے والے ایسا نہیں کرتے۔

جنابِ والا!

آپ نے دلدل میں اُگے کنول کے پھول کو ضرور دیکھا ہوگا جو بظاہر تو کیچڑ میں اُگتا ہے لیکن اُس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو معطر کر دیتی ہے۔ آپ نے پتھروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بیچ سدا بہار درختوں کو بھی ضرور دیکھا ہوگا جو سنگلاخ ماحول میں بھی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرتے ہیں۔ اسی طرح غربت جو ہمارے معاشرے کی اصل خوبصورتی ہے بظاہر بری لگتی ہے لیکن زمین کے حسن کو چار چاند لگاتی ہے۔ غریب لوگ تو چاہتوں کے گلاب ہوتے ہیں جو خودغرضی کے شہرِ پناہ میں بادِ صبا کی طرح ہوتے ہیں۔ اُن کے ضمیر کثافت زدہ نہیں ہوتے۔ وہ اتنے دردمند ہوتے ہیں کہ خود تو غموں میں گھل گھل کر مر جاتے ہیں لیکن غم کی آنچ اپنے ہم نفسوں تک نہیں آنے دیتے۔ وہ دل و جان سے امیروں کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے لہو سے ان کے گھروں کے چراغ روشن رکھتے ہیں۔ اُن کے دل خلوص کی دولت سے مالا مال، آنکھیں لطف و کرم کی خوگر اور کلیجے ایثار سے معمور ہوتے ہیں۔

جناب صدر ذی وقار!

امارت ایک زہریلا نشہ ہے جو بندے کو خدا سے دور کر دیتا ہے۔ اُمرا کے تاج محل کے اندر آپ کو لطافت کی بھینی بھینی خوشبو کبھی نہیں محسوس ہوگی اگر ہو تو یقین کریں کہ دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ آنکھوں کو چکاچوند کرنے والی کوٹھیوں کے اندر قید روحیں محبتوں کا پیکر نہیں بلکہ نفرتوں کی سلگتی ہوئی چنگاریاں ہوتی ہیں۔ اگر یقین نہیں تو جایئے کسی کارخانہ دار کا گھر دیکھئے جہاں شعر و سخن کے بجائے آپ کو نوٹوں کی گنتی پر تکرار نظر آئے گی۔ اگر پھر بھی یقین نہ آئے تو جھانکیں کسی وڈیرے کے آنگن میں جہاں زمین کی تقسیم پر فساد بپا نظر آئے گا۔ سچ ماننے میں ہچکچاہٹ ہو تو دیکھئے کسی سیاستدان کے گھر کو جو لطافت کی تمام سرحدیں پھلانگ کر وزارتوں کے جوڑ توڑ میں مصروف نظر آئے گا۔

جنابِ والا!

تمام نہیں لیکن اکثر امراء کو تو لطافت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کیونکہ اُن کا دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیسہ، ایمان پیسہ، دستور پیسہ، شعور پیسہ اور مطلوب پیسہ ہوتا ہے۔ اُن کے دل میں پیسے کی کشش اس حد تک رچ بس جاتی ہے کہ وہ لطف و کرم، خلوص و محبت اور سکون کی دولت سے یکسر عاری ہو جاتے ہیں۔ بظاہر اُن کے چہرے حسن کا پیکر نظر آتے ہیں لیکن اس خوبصورتی کے پیچھے لالچ، مکر و فریب، حسد، غرور اور نفرت بھرے دل اتنے مکروہ ہوتے ہیں کہ ان سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ بعض امیر تو اپنے عزیز ترین رشتوں کو بھی قربانی کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں:۔

اِس دور پُر فریب میں کس بے بسی کے ساتھ
ہم پتھروں میں کوئی خُدا ڈھونڈتے رہے

ارباب علم و دانش!

ہمارا دین، سادگی کو حسن کی معراج قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ حضرت علیؓ کے عجز اور حضرت ایوب انصاریؓ کے فقر کو خراجِ تحسین پیش کرتا آیا ہے۔ معرفت میں جایئے تو منصور حلاج کے تن پر کپڑوں کی بجائے چیتھڑے ہوتے تھے لیکن حسنِ لطافت کا حال کہ انا الحق کہہ کر تمام دوریاں ہی ختم کر ڈالیں۔ بلالِ حبشیؓ مفلس تھے لیکن لطافت کا حال کہ کوڑے کھا کر بھی وفائے رسول نبھاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بلالؓ لطافت کی دہلیز سے ذرا آگے معرفت کی منزل پر پہنچے تو خداوند کریم کو اتنے پیارے ہو گئے کہ اُس وقت تک صبح نہ ہوئی جب تک اُنہوں نے اذان نہ دی۔

میں زیبِ داستان کے لئے الفاظ کے پھول چُن کر آپ کو متاثر نہیں کرنا چاہتا! لیکن حقیقت یہ ہے کہ لطافت یعنی نازک جذبات کی آبیاری جتنی مفلسی میں ہوتی ہے اتنی امارت میں ہو ہی نہیں سکتی۔ مُفلس لوگ رُوکھی سوکھی کھا کر بھی شکر کا دم بھرتے ہیں۔ وہ شادی بیاہ کی رسم جتنی خوبصورتی سے نبھاتے ہیں اتنا ہی ماتم بھی۔ بڑی چاہت سے بیماروں کی عیادت کرتے ہیں۔ کام کاج میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثقافت کا اصل رنگ آپ کو غریبوں کے گلی کوچوں میں ملے گا۔ بنگلوں والے تو اپنے پڑوسی کا نام تک نہیں جانتے اُن میں لطافت کہاں سے آئے گی۔ دوسری طرف شعر و شاعری اور فن کی دنیا میں جتنا نام غریبوں نے کمایا، اتنا امراء آج تک نہیں کما سکے۔ غریب لوگ ہی ہمارے معاشرے کی اصل تصویر ہیں۔ ان کی سادگی میں وہ خوبصورتی ہے جس کا جواب نہیں۔ روکھی سوکھی میں جو مزہ ہے اُس کا حساب نہیں۔ ہمارے مذہب، رسم و رواج اور ثقافت کے حقیقی رنگ غریبوں کی بستیوں میں نظر آئیں گے۔ تصدیق کرنا ہو تو عید یا کسی بھی قومی تہوار کے موقع پر دیکھیں تو یقین آجائے گا کہ مفلسی لطافت کو چار چاند لگاتی ہے۔ میں موضوع کو سمیٹتے ہوئے اِن حقیقت پسندانہ اشعار پر اپنی گفتگو ختم کرنا چاہوں گا:۔

چیز بکتی نہیں اب کوئی سجاوٹ کے بغیر
کوئی چہرہ بھی نہیں آج بناوٹ کے بغیر
دوستوں میں نہیں اُلفت لگاوٹ کے بغیر
زہر ملتا نہیں اب تو ملاوٹ کے بغیر

☆.....☆.....☆

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میری پہچان ہے

دل سوز سے خالی ہے نِگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تُو بے باک نہیں ہے

جنابِ صدر محفل اور ارباب علم و دانش!

میں دورِ حاضر کی ایک ایسی طالبہ ہوں جس کے ننھے سے دماغ کو فرقہ پرستی کے انجکشن سے ماؤف کر دیا گیا ہے۔ فرقہ پرستی کا زہر میری نس نس میں کچھ اس طرح اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے کہ میرے لئے وطنیت اور صوبائیت میں تمیز کرنا ہی مشکل ہے نہ مجھے اس قابل چھوڑا گیا ہے کہ میں خودغرضی کی عینک اُتار کر وطنیت کی اہمیت سمجھ سکوں۔ تذبذب کی یہ کیفیت مجھے فکر میں غوطہ زن کر دیتی ہے پھر میں سوچتی ہی رہ جاتی ہوں کہ وطن کی اہمیت کیا ہے؟ جواب، دل کے نہاں خانوں سے خود بخود نکلتا ہے کہ پاکستان ہی میری پہچان ہے:۔

کشتیٔ حق کا زمانے میں سہارا تُو ہے
عصرِ نورات دھندلا سا ستارہ تُو ہے

جنابِ صدر محفل!

اپنے وطن پاکستان کے متعلق سوچتی ہوں تو میرا سر خود بخود سجدے میں گر جاتا ہے۔ جی ہاں جنابِ والا! مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے کیونکہ آج میں آزاد ہوں۔ یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری سب سے بڑی جیت ہے اور یہی میری زندگی کا حاصل ہے۔ مجھے گائے ذبح کرنے پر قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنے کا ڈر نہیں اور نہ مسجد میں نماز پڑھنے کا خوف ہے۔ میں آزاد ملک کی شہری ہوں جہاں ایک ہی نبیؐ کے نام لیوا اور ایک ہی خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ میری سوچ آزاد، لب آزاد، قلم آزاد اور ہاتھ آزاد ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں آزادی کے وقت ورثے میں کیا ملا؟ مسئلہ کشمیر، سرحدی تنازعات، بے گھر مہاجرین، اثاثوں کی غیر منصفانہ تقسیم، افواج کی کمی، نہ دفاتر نہ سکول وکالج، نہ انتظامیہ اور نہ ہی ہسپتال اور ایسے میں پاکستان کے وجود کا دنیا کے نقشے پر اُبھرنا اور قائم رہنا، اقوام عالم کے لئے بھی ایک انوکھی مثال ہے۔

جنابِ صدر!

پاکستان بنے 62 سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں پاکستان نے دن دگنی، رات چگنی ترقی کی ہے۔ اس وقت پاکستان کے پاس بہترین افواج ہیں جو وطن عزیز کی طرف اُٹھنے والی ہر میلی آنکھ کو پھوڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ پاکستان دنیائے اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ ایٹمی صلاحیت کے حصول کے بعد تو پاکستان اور بھی مضبوط ملک بن گیا ہے۔ پاکستان میں دنیا کا بہترین نہری نظام ہے۔ زرخیز کھیت، برف پوش چوٹیاں، معدنی وسائل اس کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کی افرادی قوت، وسیع وعریض سڑکیں، بہترین ریلوے، دنیا بھر سے منسلک بندرگاہیں، جدید کارخانے اور لائیوسٹاک وہ اثاثے ہیں جو ہم نے 62 سال میں بنائے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں ذہین ڈاکٹر، قابل انجینئر اور تربیت یافتہ مزدور انمول عطیہ ہیں۔

حاضرین گرامی!

ہم لاکھ سہل پسند سہی، لاپرواہ سہی لیکن محبِ وطن ہیں اور یہی جذبۂ حُب الوطنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری طاقت ہے۔ میرے وطن کا دامن وسیع اور قلب انتہائی فراخ ہے۔ مادر وطن کی گود میں کسان بھی پلتے ہیں اور مزدور بھی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یاس و نا اُمیدی کے مصنوعی بحران سے نکلیں اور تعمیرِ وطن میں اپنا کردار ادا کریں اور نئی نسل کے دلوں پر اس تاریخ کو رقم کریں جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔ آخر میں ان جذبات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گی:۔

اے ارضِ وطن!

کیا بتائیں تجھے کس طرح بنایا ہم نے
تیری مٹی میں لہو اپنا ملایا ہم نے
خود زمیں بوس ہوئے تجھ کو اٹھایا ہم نے
پاس جو کچھ بھی تھا سب تجھ پہ لٹایا ہم نے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسنِ عالم گیر ہے مردانِ غازی کا
شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا

صدر عالی مرتبت اور ساتھیو!

آسمانی صحیفوں سے لے کر قرانِ پاک تک، کوہِ طور کی تجلی سے لے کر غارِ حرا کے چراغ تک، حرمِ کعبہ سے لے کر آتش کدۂ فارس تک، گوتم بدھ کی تعلیمات سے لے کر کنفوشس کی نگارشات تک علم و دانش کی صدائیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں:۔

"علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!"

یعنی علم کی اہمیت!!

کتابِ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو تسخیرِ کائنات کا درس دیا ہے۔ مکاں سے لامکاں میں جھانکنے کی ترغیب دی ہے تاکہ ہمارا باطن علم کی روشنی سے منور ہو جائے، ہمارا ظاہر برقِ دیرینہ سے خوگر ہو جائے، جو سینہ معرفتِ الٰہی سے آشنا نہ ہو، جو جگر میخانۂ ہستی کے اسرار اپنے اندر نہ سمو سکے، جو آنکھ حاضر و موجود کے اُس پار نہ دیکھ سکے، جو کان ان سنی آواز نہ سن سکے اور جو دماغ مشکل کو آسان نہ بنا سکے وہ بیکارِ محض ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب والا!

علم کا فائدہ کیا ہے؟ علم انسان کے عقل وشعور میں اضافہ کرتا ہے۔ خیالات کو حقیقت کا روپ دیتا ہے۔ علم کے بغیر انسان ادھورا رہتا ہے، علم کے بغیر انسان کا دماغ بند ہوتا ہے۔ دانشور کہتے ہیں کہ کوئی چیز اتنا جلدی دم نہیں توڑتی جتنا کہ ایک بند دماغ میں نیا خیال۔ علم انسانی دماغ کی بند تہیں کھولتا ہے کیونکہ داناؤں کے مطابق انسانی دماغ ایک پیراشوٹ کی مانند ہے یہ اس وقت تک کام کرتا ہے جب تک کھلا رہے۔ علم، دانش کی تصویر، مہر و وفا کی تنویر ہے اور بھلائی کے معاملے میں تدبیر ہے۔ علم انسان کو مصائب سے نکالتا ہے۔ یہ غلامی نہیں آزادی بخشتا ہے یہ انسان کو خادمِ کائنات نہیں وجۂ کائنات بناتا ہے۔ خدشات اور گمان کی بجائے حقائق سے روشناس کرواتا ہے۔ جب یہ انسان کو اندھیرے سے روشنی میں لائے تو وہ خیر اور شر میں فرق کر سکتا ہے۔ علم کی مدد سے جب انسان توہم پرستی کے سراب سے نکل کر سچائی کے گلستان میں قدم رکھے تو پھر وقت اُسے سلام کرتا ہے۔

جناب والا!

جب میں نے تاریخ کو عمیق نظر سے دیکھا تو میری نظر انبیاءؑ پر رُکے بغیر نہ رہ سکی۔ جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ہر دور کے فرعون خود کو خدا کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ جب علم و دانائی کا ورود پیغمبروں کی صورت میں ہوتا ہے تو جہالت کے پرچارک ہر جنم لینے والے بچے کو قتل کر دینے سے بھی نہیں چوکتے تاکہ جہالت کے سائے تلے اُن کا کاروبار چلتا رہے۔ ماؤں کی گود میں انگارے بھر دیے جاتے ہیں۔ انبیاء کے پاس قوت نہیں ان کے پاس صرف علم کی دولت ہے جو اللہ نے دی ہے۔ وہ جہالت کے خداؤں سے ٹکر لیتے ہیں اور انہیں پاش پاش کر دیتے ہیں۔ باطل کے جبر کے باوجود علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ نمرود کی بجھتی آگ، فرعون کے غرق ہوتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے اور اہلِ مکّہ کے ٹوٹتے پھوٹتے بت اس بات کا اقرار کرتے ہیں:۔

صبحِ صادق پہ مسلط ہے اندھیرا، اب تک
ایسے ماحول میں ہے اپنا بسیرا، اب تک
یہ گھنی رات جو پھیلی ہے تو ڈھلتی ہی نہیں
ایسے سورج کو ترستا ہے سویرا، اب تک

جناب صدر!

دل کی گہرائی سے نکلی یہ صدا علم کی اہمیت کی تعبیر کرتی ہے۔ آیئے اس کا دوسرا پہلو بھی دیکھتے ہیں۔ علم معرفت ہے جو قرآن کے سینے سے پھوٹتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

''کیا زمین اور آسمان میں تُو نے تدبر نہیں کیا۔''

علم حکمت کا خزانہ ہے جو پوشیدہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے اپنے قول سے آشکارا کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے اور علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔'' اس سے ذرا آگے دیکھئے تو علم اپنے اندر بے شمار فوائد لئے ہوئے ہے۔ بیماریوں کی دوا، وباؤں کا علاج، سالوں کے سفر کو گھنٹوں میں قید کرنا، براعظم امریکہ میں بیٹھے ہوئے ایک انسان کا دوسرے انسان سے رابطہ، انٹرنیٹ کی مدد سے پورے کرۂ ارض کا ایک گلوبل ویلج بننا۔ علم کے فوائد کی انتہا دیکھئے! بجلی انسان کی نوکر، مشین انسان کی باندی، آسمان انسان کے قدموں میں، زمین کی وسعتیں انسان کے پاؤں تلے، سمندر کی گہرائیاں انسان کا مسکن اور سائنس و ٹیکنالوجی انسان کی خدمت میں پیش پیش، حقیقت تو یہ ہے کہ علم نے ہی انسان کو حقیقی طور پر اشرف المخلوقات کے مرتبے پر فائز کیا ہے۔ میں اپنی تقریر سمیٹتے ہوئے عرض کرتا چلوں کہ قرآن پاک سے علم کی جو شعاعیں پھوٹیں، دنیا کے سائنسدان اور فلاسفر اُن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ جن اقوام نے علم کی اہمیت کو سمجھا آج وہ وقت کی کہکشاں میں چمکتے ستاروں کی مانند جہالت کی تاریکی میں ڈوبی اقوام کو نشانِ منزل دکھا رہی ہیں۔ جن اقوام کی شرح خواندگی 100% ہے وہ ترقی یافتہ اقوام کہلاتی ہیں۔ جن اقوام کی شرح خواندگی ہماری طرح یعنی 50% سے بھی کم ہے ان کی حالت آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ آیئے مل کر جہالت کے خلاف جہاد کریں۔ آیئے علم کی روشنی گاؤں گاؤں، قریہ قریہ پہنچا کر دم لیں۔ میں اپنی تقریر اس شعر پر ختم کرتا ہوں:۔

علم نے آج کریدے ہیں وہ ظلمات کے ڈھیر
وقت نے جس پہ بٹھائے تھے فنا کے پہرے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ پاکستان۔ 23 مارچ

لا نہ سکے گا تاب فرنگ میری نواؤں کی
جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی

ذی وقار!

آج کی اس بزم میں، میں نے اپنے الفاظ کو جذبات کی شمشیرِ آب دار میں کچھ اس طرح پرویا ہے کہ ماضی کی تمام تر تلخیاں سمٹ کر ہونٹوں پر آ گئی ہیں۔ وہ زیادتیاں جو قیامِ پاکستان سے پہلے مسلمانانِ ہند کا مقدر بن چکی تھیں میرے دل کو بے چین کر رہی ہیں۔ میرے دل کو اس وقت تک تسلی نہ ہوگی جب تک میں آزادی کے پروانوں کو خراجِ تحسین پیش نہ کروں اور ایسا کرنے کے بعد بھی میں یہی کہوں گا، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ میں اپنے آپ کو تاریخِ پاکستان کی کہانی کا ادھورا کردار سمجھتا ہوں اور عظمت رفتہ کی پکار بھی جو ماضی کی پُر پیچ راہوں میں گم ہے۔ میں اپنے اندر وہ صدا سن سکتا ہوں جو کبھی محمد بن قاسم کی للکار بن جاتی تھی تو کبھی فتح علی ٹیپو کی دھاڑ۔ میں تحریکِ پاکستان کے ان کرداروں کو کبھی نہیں بھول سکتا جنہوں نے ایک خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

جنابِ صدر!

مجھے اُن کرداروں سے عقیدت ہے جن کے دامنِ تار تار نے ہندوستان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بکھری بنگالی، سندھی، پنجابی، پختون اور بلوچ قوم کو اتحاد کی ایک مالا میں پرویا تھا۔ میں اُن لمحات کو کبھی نہیں بھلا سکتا جب 23 مارچ 1940 کو مسلمانوں نے نارِ جہنم سے رہائی کے لئے علم بلند کیا تھا۔ میں اُن لمحات کا امین ہوں جب سامراجیوں کے ظلم و استبداد کی کرچیوں نے غریب الوطن مسلمانوں کے دامن کو لہولہان کر دیا تو اُن کی پکار ان الفاظ میں ڈھل گئی تھی۔

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال کہ جس کے
رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی کو
دوست اور حامی بنا کر بھیج۔''

خاصہ دارانِ علم!

پھر چشمِ فلک نے دیکھا کہ بحرِ رحمت جوش میں آ گیا اور 23 مارچ 1940ء کا دن غلامی سے آزادی کے سفر کا استعارہ بن گیا۔ اور آج ہم اسی دن کی یاد میں جمع ہوئے ہیں۔ جی ہاں! بات ہو رہی تھی غلامی سے آزادی کے سفر کی! لوگ کہتے ہیں کہ ماضی کو بھول جاؤ جو ہوا سو ہوا لیکن میں کیا کروں، ماضی کی دھند میں کھوئی آوازیں چلا چلا کر باور کروا رہی ہیں ..... تم بھول چکے ہو آزادی کیا ہے؟ تمہیں کیا معلوم کہ غلامی کا دُکھ کیا ہے؟ تم کیا جانو کہ شبِ ظلمت کیا ہے؟ وہ تاریک راتیں کہ جن میں بے شمار قافلے منزل کا نشاں ہی کھو بیٹھے تھے۔ بیٹیوں نے سر پر آنچل ڈال کر دعا کی تھی یا اللہ! تُو ہمیں پاکستان عطا کر لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ پھولوں کو پانے کے لئے کانٹوں کے زخم جھیلنا پڑتے ہیں؟ اور پھر کسے خبر تھی کہ کارواں کے مسافروں کو نجانے کتنے بھیڑیے اپنے خونخوار پنجوں سے نوچ ڈالیں گے۔ اور انہیں کیا معلوم تھا کہ حصولِ پاکستان کی کہانی اتنی خونچکاں ہوں گی، ہر سمت لاشوں کے انبار ہوں گے اور سر چھپانے کو چھت بھی میسر نہ ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضرین!

23 مارچ 1940ء تاریخ عالم کا ایک اہم دن ہے۔ یہ دن پُرعزم قوم کی فتح کا دن ہے۔ اس دن ہمارے وطن کی عمارت میں لگنے والی پہلی اینٹ قربانیوں کے خون سے تر کی گئی، محبتوں کے خمیر میں گوندی گئی، الفتوں کی دھوپ میں پکائی گئی اور رحمتوں کے پانی سے شفاف بنائی گئی تب پاکستان کی عمارت میں سجائی گئی۔ منٹو پارک کے مقام پر منظور کی جانے والی یہ قرار داد ہی دراصل قیامِ پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ قائداعظم نے کہا! اے ہندوستان والو! ہمیں ایک الگ ملک کی ضرورت ہے وہ ملک جہاں خوشیوں کے پھول کھلیں گے جہاں مسلمان ایک جسم کی مانند ہوں گے۔ پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچی، کشمیری اور گلگتی علاقائی منافرت بھول کر پاکستان پر مر مٹنے کے لئے تیار ہوں گے۔

جنابِ صدر!

اپنے خیالات کو ممیّز دیتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ 23 مارچ کا دن ایک طویل جدوجہد کی یاد دلاتا ہے جب مسلمانوں نے قوتِ بازو سے پاکستان کے قیام کو ممکن بنایا جو کہ ہندوؤں اور انگریزوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا:۔

جوڑ کے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
راہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ ولادت حضرت علامہ محمد اقبالؒ

رُکے تو چاند، چلے تو ہواؤں جیسا ہے
وہ ایک شخص جو دھوپ میں چھاؤں جیسا ہے

اہلِ علم و دانش!

اس معزز ایوان میں مجھے علامہ اقبالؒ کے یومِ ولادت کے حوالے سے چند نگارشات پیش کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ ہم ہر سال یہ دن ملتِ اسلام کے ایک درخشندہ ستارے کی یاد میں مناتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ بڑے شاعر یا فلاسفر تھے اس لئے بھی نہیں کہ اُن کی شاعری فنی محاسن کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ محض اس لئے بھی نہیں کہ انہیں سر کا خطاب دیا گیا۔ انہیں یاد کرنا ہمارا فرض ہے کیوں کہ ان کا دل درد سے آشنا، دماغ مسلمان قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچانے کے لیے ہمہ وقت مصروف، قلم اسلام کی بقاء کا ترجمان، شاعری کا عنوان شاہین، نظم کا موضوع مسلم نوجوان اور سوچ کا محور قومی اتحاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ وہ ہستی ہیں جنہوں نے ایک مظلوم قوم کو ظلم کی چکی میں پسنے سے بچایا ہی نہیں، بلکہ پاکستان کے قیام کی بنیاد رکھ کر گویا مردہ تنوں میں نئی روح پھونک دی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم مر کر بھی ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ اُن کی شاعری اور نثر کی ایک ایک سطر خونِ جگر سے لکھی ہوئی ہے۔ ان کے افکار میں رفعتِ اسلام کے جلوے تڑپتے ہیں۔ اُن کی شاعری بے لگام جذبوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ہمت، لگن اور حصولِ منزل کے پیغام سے لبریز ہے۔ تخیل کی بلند پروازی میں بے مثال اور سوز و گداز کے لحاظ سے لازوال ہے۔ ان کی نظر اتنی باریک بین ہے کہ مستقبل کے دبیز پردوں کے اس پار بھی دیکھ سکتی ہے۔ ان کی پیشگوئی کو بھی داد نہ دینا سخت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناانصافی ہوگی۔ مثال کے طور پر انہوں نے چین کی عالمی طاقت کی پیشینگوئی اس وقت کی تھی جب چین بیرونی طاقتوں کا اکھاڑا بنا ہوا تھا اور اُسے مردِ بیمار کہا جاتا تھا۔ چین کی امکانی قوت کا اس وقت کسی کو اندازہ نہیں تھا لیکن اقبال نے اپنی ایک نظم میں چین کی عالمی طاقت کی نشاندہی ان الفاظ میں کی :۔

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے اُبلنے لگے
دلِ طورِ سینا و فاراں، دو نیم
تجلی کا پھر منتظر ہے کلیمؑ

حاضرین گرامی!

دوسری طرف دیکھیں! 1930 سے قبل پاکستان کا خواب کتنا دھندلا، غیر شفاف اور مبہم تھا؟ علامہ اقبالؒ سے پہلے مسلمان اگرچہ ہندوؤں اور انگریزوں کی چالاکیوں کا پول کھولتے چلے آ رہے تھے اور مسلمانوں کے تحفظ کی جنگ لڑتے چلے آ رہے تھے لیکن حضرت علامہ برصغیر کے پہلے رہنما ہیں جنہوں نے خطبہ الہ آباد میں واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور برصغیر میں حقیقی امن صرف اُسی صورت قائم رہ سکتا ہے، جب برصغیر کو تقسیم کر دیا جائے۔ یہ نظریہ پیش کرنے کے بعد آپ مصورِ پاکستان کہلائے۔ وہ ایسے مصور ہیں جنہوں نے صاف اور واضح لکیریں کھینچ کر پاکستان کا نقشہ بنایا۔ صرف ماڈل ہی نہیں بنایا بلکہ اُس میں قوس قزح کے دھنک رنگوں سے رنگ آمیزی بھی کی۔ آج اُن کے بنائے ہوئے ماڈل میں ہم مل کر رنگ بھر رہے ہیں۔ اگر ہم یوں کہیں تو بے جا نہ ہوگا علامہ اقبالؒ نے وطن کا تصور دیا تو مصورِ پاکستان کہلائے، نظریۂ حیات دیا تو مفکر کہلائے، حق و باطل میں تمیز کا درس دیا تو رہبر کہلائے، قرآن کو شاعری کے قلب میں ڈھالا تو قرآن کے ترجمان کہلائے۔ وہ سید جمال الدین افغانی کے فلسفے کے رازدار، مولانا رومیؒ کی تعلیمات کے علم بردار اور منصورِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلاجؒ کی معرفت کے حاشیہ بردار ہیں۔ اگر وہ عظیم شاعر نہ ہوتے تو آج جرمنی، برطانیہ، ترکی اور ایران کی علمی درسگاہوں میں اُن کے نام کے ڈنکے نہ بج رہے ہوتے۔

جنابِ صدر! علامہ اقبالؒ کی شاعری جذب و کرب سے آگے مایوسی کی سطح تک نہیں پہنچتی۔ اُن کی شاعری میں غم کی آنچ تو محسوس ہوتی ہے لیکن یہ کسک اُمید میں ڈھل کر ہمیں فرحت آمیز حوصلہ عطا کرتی ہے۔ وہ اُمتِ مسلمہ کی کوتاہیوں پر کڑھتے ضرور ہیں لیکن وہ کوکب و غنچہ پر چمکنے والی ٹہنیوں سے پُر اُمید بھی ہیں۔ اگر وہ خود عزم و حوصلے کی دولت سے مالا مال نہ ہوتے تو ان کا خواب ہرگز شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ اُن کی شاعری جان ملٹن کی طرح کلیسائی رسومات کے بکھیڑوں سے نہیں الجھتی، نہ دانتے کی طرح محض جنت و دوزخ کی بھول بھلیوں میں بھٹکتی ہے۔ وہ ایک عالمگیر اور باعمل شاعر ہیں جو سننے والوں کو عمل پر اُبھارتے ہیں۔ اُن کی شاعری محنت، جہدِ مسلسل اور لگن سے عبارت ہے:۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

حاضرینِ محفل! آیئے اُن کی شخصیت کے رموز و اسرار سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم انہیں اچھی طرح سمجھ جائیں تو پاکستان کی اہمیت کو بھی سمجھ جائیں گے۔ وہ اپنے ایک شعر میں ہم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:۔

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں میں اپنے عمل کا حساب

مجھے اُمید ہے کہ اقبال کے خواب کے مطابق ہم پاکستان کو اپنے روح و قلب میں سموئیں گے۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14 اگست۔ جشنِ آزادی

ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

جناب صدرِ محفل، اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

السلام علیکم!

موقع کی مناسبت سے میری تقریر کا عنوان ہے جشنِ آزادی!

ذی وقار!

میں جب برصغیر کی تقسیم سے پہلے مسلمانوں کی بے چارگی کے بارے میں سوچتی ہوں تو عہدِ رفتہ کو الفاظ میں پروتے پروتے خود ہی آنسوؤں کے سیلاب میں بہہ جاتی ہوں۔ میرے کانوں میں بابر، شہاب الدین غوری اور محمود غزنوی کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی گونج سنائی دیتی ہے تو روح و قلب میں خوشی کی لہر سی ڈور جاتی ہے پھر یہ سوچ کر میرے آنسو رکنے کا نام نہیں لیتے جب مسلمان حکمرانوں کی صف سے دھکیل کر غلامی کی تاریک گھاٹی میں پھینک دیئے گئے۔ وہ سب کچھ مجھے یاد ہے یعنی تابناک سطوت کی کرنیں بھی اور کربناک سکوت کی پرچھائیاں بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جی ہاں ذی وقار! برصغیر پاک و ہند کے اُفق پر مسلمانوں کے عروج کا سورج محض ایک حادثہ تھا جب ایک عرب تاجر کی بیٹی کو بحری قذافوں نے قید کر لیا۔ زندان کے در و دیوار سے اس معصوم کی سسکیاں بغداد پہنچیں تو سترہ سالہ جوان محمد بن قاسم ہندوستان پہنچا جس نے ظلم کی دیواروں کو گرا دیا۔ دنیا نے دیکھا کہ راجہ داہر کا گھمنڈ خاک میں مل گیا نتیجتاً مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک برصغیر پاک و ہند محمد بن قاسم کی شاندار فتوحات کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان پر ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے حکمرانی کی۔ ستم ظریفی دیکھیں کہ رفتہ رفتہ مسلمان اپنی منزل سے ہٹتے چلے گئے۔ اس جرمِ ضعیفی کے نتیجے میں انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ 14 اگست ہمیں مسلمانوں کی اسی عظیم جدوجہد کی یاد دلاتا ہے، جب لاکھوں مسلمان آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی پر شاعر نے کہا ہے:۔

اے ارضِ وطن!

کیا بتائیں تجھے کس طرح بنایا ہم نے
تیری مٹی میں لہو اپنا ملایا ہم نے
خود زمیں بوس ہوئے تجھ کو اُٹھایا ہم نے
پاس جو کچھ بھی تھا سب تجھ پہ لٹایا ہم
جاں تو چیز ہی کیا تھی کہ لٹائی ہم نے
چھوڑ دی تیری خاطر ساری خدائی ہم نے

معزز حاضرین! برصغیر میں پاکستان کی عمارت کی بنیاد محمد بن قاسم نے رکھی جبکہ اس عمارت کی آرائش کبھی تو محمود غزنوی نے کی اور کبھی شہاب الدین غوری نے۔ بابر نے کبھی رانا سانگا کے اکھنڈ بھارت کے خواب کو چکنا چور کیا تو کبھی غوری نے پرتھوی راج چوہان کے مہا بھارتا کے سپنے کو افسانہ بنا کر رکھ دیا لیکن جب مسلمان شمشیر و سناں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس بھول گئے تو ان کی انگلیاں طاؤس و رباب سے کھیلنے لگیں۔ جب وہ غیرت وحمیت کے گیت بھلا کر ساز و رباب سے کھیلنے لگے تو قسمت ان کے ساتھ اپنا کھیل کھیلنے لگی کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ صادر فرماتے ہیں:

''اللہ اس قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت خود نہ بدلے۔''

انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت سے وہ قوم جو کبھی حکمرانی کا سہرا سر پر باندھا کرتی تھی، غلامی کے طوق اسی غفلت کا نتیجہ تھا کہ تاریخ نے بہادر شاہ ظفر کی بے چارگی اور شہزادہ ماہ عالم کے ساتھ انگریزوں کے حیوانی سلوک پر وہ آنسو بہائے کہ جمنا کی لہروں کو بھی ترس آ گیا۔ ٹیپو سلطان اور سراج الدولہ کا لہو مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے لگا۔

صدرِ محترم!

یہ وہ سلسلہ تھا جو مسلمانوں کی بے چارگی سے شروع ہو کر تاریخ بنتا گیا۔ ایک مرتبہ پھر وہی آزادی کی تڑپ مسلمانوں کو بے چین کرنے لگی۔ آزادی کی تمنا کبھی مولانا ظفر علی خان کے سوز کا عنوان بنی اور کبھی علامہ اقبالؒ کی روح کی پکار۔ مسلمان خودی و خود آگہی کی دو دھاری تلوار سے لیس ہو کر پھر سے غلامی کے اندھیروں میں آزادی کے چراغ جلانے نکل پڑے۔ آزادی کے پھول جب مسلمانوں کے دلوں میں کھلنے لگے تو پورا ہندوستان آزادی کے پُرسوز نغموں سے گونج اٹھا۔ مسلم قوم ظلم و استبداد کا سمندر پار کرتی ہوئی آزادی کی منزل کی سمت رواں دواں رہی بالآخر وہ لمحہ آ پہنچا جسے ہم 14 اگست کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کون جانتا تھا کہ انگریزی سامراج کا شاندار محل کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرز کر رہ جائے گا۔ انگریز اور ہندو جو مل کر سامراجیت کی ڈگمگاتی دیواروں کو سہارا دے رہے تھے، آزادی کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14 اگست 1947 کو برصغیر کے طول و عرض سے مسلمانوں نے فلک شگاف نعرہ لگایا کہ ہم ہندو اکثریت اور انگریز سامراجیت کا اکھنڈ بھارت کے خواب کو عزمِ مصمم کی ٹھوکر سے چکنا چور کرتے ہیں۔ ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہندوستان سے الگ جو ملک بنایا ہے، مسلمانوں کی اُمنگوں کا آئینہ دار ہوگا۔ امن کا گھر، سکون کا مسکن، حسن و جمال کا پیکر، عدل و انصاف کا علمبردار ہم نے ایک ایسا وطن بنایا ہے جو اقوامِ عالم کے لئے بھی ہمت کا استعارہ ہوگا۔

جنابِ عالیٰ!

14 اگست 1947ء کے دن اگر ہمیں پاکستان کی صورت اس کی تعبیر نہ ملتی تو آج آپ خود سوچیں کہ ہماری کیا حالت ہوتی؟ آزادی کی قیمت پوچھنا ہو تو غلام قوموں سے پوچھئیے پھر اس دن کی اہمیت کا احساس ہو جائے گا اور اس دن کے منانے کا جواز بھی مل جائے گا۔

میں آخر میں اپنے ہم مکتب ساتھیوں سے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ آزادی کی جو نعمت ہمیں پاکستان کی صورت میں ملی ہے اس کی حفاظت صرف اُسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے وطن کا قرض چکائیں گے۔ آپ کے ذہن میں قرض کا مفہوم واضح نہیں تو میں بتا دیتی ہوں وہ یہ ہے، پڑھیے تو اس لئے کہ ہمیں کئی اور ڈاکٹر عبدالقدیر پیدا کرنے ہیں۔ محنت کرنا ہے اس لئے کہ ہمیں کئی اور ڈاکٹر عبدالسلام بنانے ہیں۔ ہمیں کئی اور اقبال اور قائدِ اعظم کی ضرورت ہے۔ آخر میں اس امید پر تقریر کو ختم کرتا ہوں کہ اگلے سال ہم جب اس دن یہاں جمع ہوں گے تو ہمارے سر فخر سے بلند ہونگے کہ ہم نے اپنے وطن کی کوئی خدمت کی ہے۔ بالکل اسی جوش و خروش کے ساتھ جو کہ 14 اگست 1947 کو دیکھنے میں آیا تھا۔ (شکریہ)

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ دفاعِ پاکستان.....6 ستمبر

جنابِ صدر ذی حشم اور مہمانانِ گرامی!

آج 6 ستمبر کی ایک روشن صبح ہے۔ آج صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں اور دنوں کی نسبت زیادہ پُر جوش تھا۔ جب شب کا اندھیرا صبح کے اُجالے میں ڈھلنے لگا تو میرے اندر کا جوش بھی ولولہ تازہ بن کر رگوں میں دوڑنا شروع ہو گیا۔ مسلح افواج کے شہداء کے کارنامے مجھے سنہری حروف میں لکھے جھلملاتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے بارے میں پڑھے ہوئے قصّے ذہن میں پھر سے تازہ ہونے لگے۔ جب کڑی سے کڑی ملائی تو اچانک یاد آیا کہ آج تو چھ ستمبر کا دن ہے۔ پاک فوج کے تابناک کارنامے یاد آئے تو مجھے اُن بہادروں کے نام بھی یاد آنے لگے جنہوں نے اپنے ملک کے دفاع کے لئے اللہ کے حضور اپنی جانوں کا نذرانے پیش کیئے تھے۔ میری گردن فخر سے تن گئی۔ جگہ جگہ پر بجنے والے جنگی ترانے سن کر میرا دل بے اختیار بول اُٹھا۔ آج فخر کا دن ہے، آج ہمت کا دن ہے، آج غیرت کا دن ہے اور آج امتحان کا دن ہے۔

جنابِ والا!

آج 6 ستمبر کا دن ہے، آج قربانیوں کا دن ہے اور عزمِ نو کا دن ہے۔ یہ دن ہم کیسے فراموش کر سکتے ہیں کہ اسی دن ہندوستان اپنی پوری طاغوتی قوت کے ساتھ پاکستان کو نیست و نابود کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا تھا۔ اُس دن جنرل چوہدری نے لاہور کے جم خانہ کلب میں دوپہر کا کھانا کھانے کا عہد کیا تھا۔ یہ وہی دن ہے بھارتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افواج پاکستان کو چیونٹی کی طرح مسلنے کے لئے چڑھ دوڑی تھیں۔

حاضرین گرامی!

یہ دن ہم اس لئے مناتے ہیں کہ 6 ستمبر 1965ء کو افواجِ پاکستان کے جری جوانوں نے اپنی جان پر کھیل کر وطن کو سلامت رکھا۔ 6 ستمبر ہماری عزت کا امتحان تھا۔ ہندوستان کا لشکر کیل کانٹے سے لیس جب واہگہ بارڈر پار کرنے لگا تو دنیا میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ہندوستان نے پاکستان فتح کر لیا ہے لیکن انہیں کیا معلوم تھا اس ملک کے جیالے اتنے بہادر اور غیرت مند ہوں گے کہ جنرل چوہدری کے خواب کو چکنا چور کر ڈالیں گے۔ دوسری طرف پاکستانی قوم اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگئی۔ دشمن کو لوہے کے چنے چبانا پڑے۔ اس دن مسلح افواج کے کئی نامور سپوت خاک میں مل گئے لیکن اُنہوں نے پاکستان کو سلامت رکھا۔ ہزاروں ماؤں اور بہنوں نے اپنے زیورات فنڈ میں جمع کروائے۔ لوگوں نے اپنے گھروں کا سامان عطیہ دے کر غزوہ تبوک کی یاد تازہ کی۔

معزز حاضرین!

آج کا دن ہمیں قومی اتحاد کی تسبیح میں پروتا اور جذبہ قربانی کو پھر سے تازہ کرنا ہے۔ ہم ہر سال یہ دن ان شہیدوں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے مناتے ہیں جنہوں نے دفاعِ پاکستان کے لئے اپنی جانیں قربان کیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم قربانی کے اسی جذبے کو زندہ و تابندہ رکھیں گے اور اتحاد کے سبق کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ میں اپنی تقریر اس شعر پر ختم کرتا ہوں:۔

جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ ولادت قائداعظم محمد علی جناح

25 دسمبر

تیری ہی ہمتوں سے آزاد ہم ہوئے ہیں
خوشیاں ملی ہیں ہم کو دل شاد ہم ہوئے ہیں

جنابِ صدرِ محفل اور حاضرین گرامی! قیادت ان لوگوں کی منتظر رہتی ہے جو اُٹھ کر یہ کہنا جانتے ہوں کہ وہ کیا سوچتے ہیں۔ بہترین قائد وہ ہے جو مشن کے حصول کے لئے نہ صرف خود پُرعظم ہو بلکہ دوسروں کو بھی عمل پر آمادہ کرتا رہے۔ آج ہم اسی شخصیت کا یومِ ولادت منا رہے ہیں جو یہ کہنا جانتے تھے کہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ آج 25 دسمبر ہے؛ یہ دن تاریخ پاکستان میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ کیونکہ آج ہی کے دن برصغیر میں ایک نامور شخصیت پیدا ہوئی جس نے غلامی کی شبِ تاریک کو صبح آزادی کے نور سے ہمکنار کیا۔ بکھری ہوئی قوم کو بنیانِ مرصوص بنایا۔ اس نے درۂ خیبر کے پہاڑوں سے لے کر خلیج بنگال تک مسلمانوں کو ایک ولولہ عطا کیا۔ صرف یہ نہیں بلکہ ہندوؤں کے مکر و فریب کی دھجیاں فضائے آسمانی میں کچھ اس طرح بکھیریں کہ ولولۂ حق کے سامنے باطل خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ قائداعظم نے مظلوموں کو سحر کا پیغام دیا۔ انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ارضِ پاک کو ایک نیا نقشہ عطا کیا۔ کفر کے ایوانوں میں حق کی آواز سے لرزہ بپا کیا۔ بنجر زمین سے مہکتے ہوئے پھول کھلائے۔ ہم اس نامور شخصیت کو قائداعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شاعر ان کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جنابِ والا! محمد علی جناح وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے ہندو کی مکاری اور انگریز کی چالاکی کو بروقت بھانپ لیا۔ اُنہوں نے ایک ایسی قوم کو حوصلہ و اعتماد عطا کیا جو ہندوؤں اور انگریزوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر اپنا الگ تشخص اور جداگانہ وقار کھو بیٹھی تھی۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہندوؤں نے انگریزوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کو کچھ اس انداز میں نیست و نابود کرنے کا سوچا کہ ان پر درس و تدریس کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ سرکاری ملازمتوں کا باب بند ہو گیا۔ تعمیر و ترقی کی شاہراہ سے اتار کر انہیں مایوسی اور نا اُمیدی کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ انگریزوں سے پہلے مسلمان جو کہ ہندوستان کے مالک و مختار تھے، غلام بن کر انگریز کی سیوا پر مجبور ہو گئے۔ ہندو سامراج کے ناخداؤں نے مسلمانوں کو ملیچھ قرار دیا۔ سردار پٹیل نے مسلمانوں کو یہاں تک دھمکی دی کہ اگر ہندوستان میں رہنا ہو تو ہندو بن کر رہو یا پھر ہندوستان چھوڑ کر چلیجا وَ۔ ایک مایوس اور نا اُمید قوم کے دلوں میں اُمید کی کرن قائد نے روشن کی۔ غلامی کا درس پڑھنے والے بچوں کو آزادی کا سبق قائد نے پڑھایا۔ ہندوستان ہمارا ہے کے جبری ترانے کے راگ الاپنے والے مسلمانوں کو پاک سرزمین شاد باد کا ترانہ عطا کرنے والے قائد ہی تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ ہندو اکثریت کے سیلابی ریلے سے مسلم اقلیت کی معصوم کلی کو بچانے والا قائد کے سوا اور کون تھا؟ قائدِ اعظم کی شخصیت کو جب ہم مزید پرکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے وہ مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو آزادی اور قومی وقار کے نام سے ناآشنا تھے، قائد کی ذاتی بصیرت اور جہد مسلسل کی بدولت ایک متحد پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ بالآخر جب وہ آزمائش کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے تو ایک بدلی ہوئی قوم بن کر اُبھرے:۔

عشق و آزادی بہارِ زیست کا سامان ہے
عشق میری جان آزادی میرا ایمان ہے
عشق پہ کر دوں فدا میں اپنی ساری زندگی
اور آزادی پہ میرا عشق بھی قربان ہے

حاضرینِ محفل!

قائداعظم نے نہ صرف ہمیں وطن کی دولت سے سرفراز کیا بلکہ اُس کی تعمیر کا جذبہ بھی عطا کیا۔ وطن کی آبیاری کا فلسفہ بھی دیا اور ملک کی تعمیر و ترقی کا آئین دینے کے علاوہ انصاف کے رہنما اصول بھی عطا کیے۔ اُنہوں نے حق حاصل کرنے کا راستہ دکھایا اور حاصل کرنے کے لئے زبان بھی بخشی۔ قائد نے قیامِ پاکستان کے بعد جمہوریت، انصاف پرستی، خدمت خلق اور دیانتداری کے وہ زرّیں اصول عطا کیے کہ ہم دل کی گہرایوں سے اس عظیم رہنما کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

ارباب علم و دانش!

آج قائدِ اعظم اور پاکستان ہم معنی الفاظ بن چکے ہیں۔ ہم جب بھی پاکستان کی کہانی پڑھیں تو قائد کی شخصیت ہمیں مزید قد آور نظر آتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان کی سچائی، صداقت، دیانتداری اور ایمان اتحاد و تنظیم کے فلسفے کو سچے دل سے تسلیم کریں اور اس پر عمل کریں۔ قائدِ اعظم ہمیشہ ہم سے بہت سی اُمیدیں وابستہ رکھتے تھے۔ آیئے اُن کی امیدوں پر پورا اُتریں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یومِ والدین

جناب مہمانِ خصوصی اور محترم والدین!

السلام علیکم!

میں آپ کو یومِ والدین کی سالانہ تقریب میں اپنی اور اپنے ادارے کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم یومِ والدین کی تقریب کے سلسلے میں یہاں جمع ہیں۔ ہم یومِ والدین سال میں ایک دفعہ مناتے ہیں۔ اس روایت کو تمام ہی درس گاہیں اپنی بساط کے مطابق پروان چڑھا رہی ہیں۔ میرے نزدیک یہ دن والدین، اساتذہ اور بچوں کو یکجا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آج کے دن اساتذہ اور والدین ایک دوسرے کو بلا جھجک ملتے ہیں جو شاید معمول کے مطابق نہ مل سکتے ہوں۔ یہ دن عموماً سالانہ امتحان کے نتائج کے اعلان کے موقع پر منایا جاتا ہے۔ یوں بے شمار چہرے امتحان میں کامیابی کی خوشی میں کھلے کھلے نظر آتے ہیں۔ بچوں کی خوشی میں ان کے والدین بھی پوری طرح شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچے کی خوشی کا زیادہ اثر والدین پر ہوتا ہے۔ والدین اور اساتذہ بچوں کے قریب ہونے کی وجہ سے عجب خوشی محسوس کرتے ہیں۔ خوشی کا اظہار اس وقت سبھی کے چہروں سے عیاں ہے اور یہی اس تقریب کا مقصد ہے۔

جناب مہمانِ گرامی!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دن منانے کا سب سے اہم مقصد بچوں کو تفریح فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اساتذہ اور والدین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ معمول کے اوقات میں والدین اور اساتذہ اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مل نہیں پاتے، والدین کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ وہ غم روزگار میں مصروف ہونے کی بنا پر سکول میں آ نہیں سکتے جبکہ اساتذہ کی مجبوری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے چاہتے ہوئے بھی والدین کو وقت نہیں دے پاتے۔ عام حالات میں اگر والدین کا سکول آنا ناگزیر بھی ہو تو وہ پرنسپل کو ملنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو ظاہر ہے سکول کے ہر بچے کو ہر زاویے سے نہیں پرکھ سکتے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ کلاس ٹیچر کو اپنی کلاس کے ہر بچے کی خوبیوں اور خامیوں کا علم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پسِ منظر میں یومِ والدین کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حاضرینِ گرامی!

ہم نے یومِ والدین کے موقع پر رنگارنگ پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ ان پروگراموں میں سکول کے بہت سے بچے حصہ لے رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ ہلکی پھلکی تفریح پیش کر رہے ہیں تو دوسری طرف مختلف انداز سے اپنے اندر اعتماد کی دولت کو بھی پروان چڑھا رہے ہیں۔ ان کی اس لگن اور محنت کو یقیناً والدین سراہیں گے بھی اور انہیں داد بھی دیں گے۔ میری نظر میں شاید والدین کے لئے اس سے بڑی اور خوشی کی کوئی بات نہیں ہو گی کہ ان کے بچے اتنے بڑے مجمع کے سامنے مزاحیہ خاکے، ملی نغمے، گیت اور گانے پیش کریں۔ مجھے یقین ہے پروگرام دیکھ کر والدین کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑیں گے۔

معزز والدین!

ہمارے سکول نے حالیہ برسوں میں دن دگنی رات چگنی ترقی کی ہے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارے نے اپنے قیام کے فوراً بعد تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ پچھلے سال ہمارے سکول کے طلباء نے بورڈ میں اوّل اور دوئم پوزیشنز حاصل کیں۔ کھیل کے میدان میں ضلعی سطح پر ہاکی، فٹبال اور کرکٹ میں پہلے نمبر پر آیا۔

تقریری مقابلوں میں ہماری ایک بچی نے فیڈرل بورڈ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ آج میں بڑے فخر میں انتہائی مسرت سے اعلان کرتا ہوں کہ سالانہ امتحان میں ہمارا کوئی بچہ فیل نہیں ہوا۔ 96 فیصد بچوں نے اپنے امتحانات اے گریڈ میں پاس کیے ہیں۔ میں والدین کے تعاون اور جوش وخروش پر انہیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں اگر اس ادارے کی بہتری کے لئے ان کے پاس تجاویز ہوں تو ضرور دیں اس سے ہمارے معیار میں مزید نکھار آئے گا۔ ان کا شکرگزار ہوں کہ جب بھی ہم انہیں زحمت دیں، تشریف لاتے ہیں۔ آخر میں مہمانِ خصوصی کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے یہاں آ کر ہماری حوصلہ افزائی کی۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطرہ قطرہ نہ بہو آبِ رواں بن جاؤ

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

ذی وقار!

آج مجھے قومی اتحاد پر لب کشائی کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انسان فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے۔ اسے کبھی تو ظالم بادشاہوں نے آئینی شکنجے میں جکڑے رکھا تو کبھی جاگیرداروں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتا رہا لیکن اس کے باوجود بھی قوموں کے عروج و زوال میں اتحاد کو ہمیشہ کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی ہر قوم نے آزادی کے پرچم کو سربلند رکھنے کی کوشش کی۔ کسی بھی قوم کے افراد آزاد ماحول میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ انسان کی بقاء اور اس کی آزادی صرف اتحاد کی بدولت قائم و دائم رہتی ہے۔ جب کسی قوم نے اتحاد و اتفاق سے منہ موڑا تو وہ غلامی و بے بسی کا شکار ہو کر ذلت کی گہرائیوں میں گرتی چلی گئی۔ یہ کہانی بھی ماضی کا ایک حصہ بن چکی ہے کہ جب ایک مسلمان بچی کی عصمت پر آنچ آنے لگی تو ہزاروں میل دور سے مسلمان لشکر اس کی پکار پر برصغیر جا پہنچا۔ مسلمانوں نے اتحاد کے بل بوتے پر یہاں طویل عرصے تک حکمرانی کی۔ مسلمان جب تک متحد رہے کوئی طاقت بھی ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکی۔

معزز سامعین!

مسلمان قوم میں جب نااتفاقی کا بیج بویا گیا تو وہ تباہ و برباد ہوتی چلی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلطنت ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ صدیوں تک حکومت کرنے والے حاکم، محکوم بن گئے۔ غلامی کی زنجیریں ان کا مقدر بن گئیں۔ حالانکہ وہ پہاڑوں کی سی ہیبت، دریاؤں اور سمندروں کا سا خوف اور شیر کی سی دہشت رکھتی تھی۔ اس قوم کے فرزندوں کے نام سے بادشاہوں کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا، جو صحراؤں اور دریاؤں کو بھی عبور کر لیا کرتے تھے۔ اگر ان کے کسی فرد کو کانٹا بھی چبھ جاتا تو سب تڑپ اُٹھتے تھے:۔

درد جس دل میں ہو اس کی دوا بن جاؤں
کوئی بیمار اگر ہو تو شفا بن جاؤں

جنابِ صدر!

آج وہی قوم ذلت و رُسوائی کا شکار ہے۔ اس کے عواقب پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کی دہشت سے ڈرتے تھے، آج دوڑ کر ان کا گریباں پکڑ رہے ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے خدا اور رسولؐ کے پیغام کو بھلا دیا ہے۔ اتحاد و اتفاق جو مسلم اُمہ کی بقاء کا ضامن ہے، ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ چکا ہے:۔

طریقہ یہ دنیا کا بالکل بجا ہے
کہ مل جل کے رہنے میں ہی فائدہ ہے

صدر گرامی!

اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ یہ مسلمان کی وہ تلوار ہے جس سے دنیا میں امن لایا جا سکتا ہے، یہ وہ برقِ درینہ ہے جس کی بدولت وہ آج کے قیصر کسریٰ کو پھر تسخیر کر سکتا ہے۔ یہ وقت کی پکار ہے اس ضرورت کے پیشِ نظر، اقبال مسلم اُمہ کے اتفاق و اتحاد پر زور دیتے تھے۔ وہ امتِ مسلمہ کو تسبیح کے دانے، مالا کے موتی اور آسمان کے تاروں سے تعبیر کرتے تھے۔ تارے ٹوٹا تو کرتے ہیں مگر ایک دوسرے پر نہیں گرتے۔ افسوس آج وحدت ملی کے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر ایک دوسرے ہی پر گر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ جب ڈالی شجر سے ٹوٹ جائے تو گل و لالہ کے مقدر میں سڑنے کے علاوہ رہے ہیں۔ نفاق کا زہر ہماری رگوں میں کچھ اس طرح سرایت کر گیا ہے کہ ہم مسلمان بلوچی، سندھی، پنجابی، پشتون کی گروہ بندیوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ فرقہ پرستی اور لسانی اختلاف نے بھائی کو بھائی سے دست و گریباں ہونے پر مجبور کر دیا ہے ایسے ناعاقبت اندیشوں سے مخاطب ہو کر شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

بہا لو خون سڑکوں پر مگر اتنا تو سوچو تم
وطن جب خون مانگے گا تمہارے پاس کیا ہو گا

جنابِ صدر!

مسلم اتحاد کے تناظر میں مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر خون کھولنے لگتا ہے۔ دنیا کے دوسرے بڑے مذہب کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، عربی و عجمی کی ذات پات میں تقسیم ہیں۔ ان میں وحدت نہیں، یگانگت نہیں، ہمت نہیں، عزتِ نفس نہیں، محنت کا جذبہ نہیں، علم کی روشنی نہیں، یہاں تک کہ اپنی تباہی پر احساسِ ندامت بھی نہیں۔ اب تو ان پر انتہا پسندی اور دہشت گردی ہونے کا لیبل بھی چسپاں ہونے لگا ہے۔

حاضرینِ گرامی!

آگ کیسی ہی کیوں نہ ہو اگر اس پر بروقت پانی ڈال دیا جائے تو بجھ جاتی ہے اور ہمیں یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے جو آگ آپ دوسروں کے لئے جلاتے ہیں وہ ان سے زیادہ آپ کو جلاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی صفوں کو پھر سے منظّم کریں۔ ورنہ ہمارا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری ماں میری جنت ہے

مدت سے میری ماں سوئی نہیں تابش
اک رات میں نے کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

صدرِ ذی احتشام اور حاضرین گرامی!

موضوعِ زیرِ بحث کی وسعت تک رسائی کی جستجو میں جب میں نے حکمت کے سمندر سے موتی تلاش کرنے کی کوشش کی تو خالی ہاتھ لوٹ آیا۔ یوں محسوس ہوا کہ خیالات اور جذبات کے درمیان کشمکش جاری ہے۔ خیالات الفاظ کے محتاج نظر آنے لگے۔ ماں کی عظمت کے سامنے الفاظ کم مایہ لگے لیکن اسی لمحے مجھے اپنی ماں کی ممتا یاد آئی۔ خیالات الفاظ میں خود بخود ڈھلنے لگے تب میں نے قلم اُٹھایا اور لکھا میری ماں میری جنت ہے۔ اور یہی آج کے اس ایوان میں میرا موضوعِ سخن بھی ہے۔

جناب صدر!

ماں کی عظمت جاننے کے لئے جب میں نے شاعر سے رابطہ کیا تو اس نے کہا، ماں تخیل ہے جو آرزوؤں کو تخلیق کا رُوپ دیتی ہے، دہقان نے کہا، ماں زرخیز مٹی کی طرح ہمارا پیٹ پالتی ہے، مسافر بولا ماں چلچلاتی دُھوپ میں شجرِ سایہ دار ہے، مجذوب نے کہا ماں طلسمِ ہوش رُبا ہے، عقلمند نے کہا ماں تسلیم و رضا ہے اور سبھی نے بیک زبان کہا، ماں مہر و وفا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاضرینِ گرامی!

ماں کی عظمت کے اتنے رُوپ دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی۔ جب میں نے مظاہرِ فطرت سے ماں کی عظمت دریافت کی تو فلک بولا۔ ماں کہکشاں ہے، رات کی تاریکی کہنے لگی، ماں میری طرح اِک راز ہے جو اولاد کی کمزوریوں کو چھپا لیتی ہے۔ شبنم نے کہا کہ ماں ٹھنڈک ہے جو اپنے بچوں کو تسکین پہنچاتی ہے تب کائنات کا ذرّہ ذرّہ چلّا اُٹھا کہ ماں وہ ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ جہاں آباد ہے۔ ماں اپنی اولاد کی خاطر دن رات موم کی طرح جلتی ہے اور جلتے جلتے اِک روز بُجھ جاتی ہے لیکن اُف تک نہیں کہتی۔ یوں ماں سایہ بھی ہے اور حدت بھی، صبر بھی ہے اور برداشت بھی۔ الغرض ماں پیار ہے، ایثار ہے اِک ایسا شجر ہے جو سدا بہار ہے۔

ذی وقار!

خالقِ کائنات نے ماں کو ممتا کا سوز دے کر کے تو انمول بنا دیا۔ ماں کا پیار لازوال اور خودغرضی سے پاک ہوتا ہے۔ ماں کا ایثار سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہ وہ بحرِ بیکراں ہے جس کا کوئی دھارا نہیں۔ ماں کی گود پہلا مکتب ہے۔ ماں بہترین استاد اور اتالیق ہوتی ہے۔ ہر جذبہ شعلے کی طرح بھڑکتا ہے اور بلبلے کی طرح بیٹھ جاتا ہے لیکن ماں کی ممتا وہ جذبہ ہے جس کی شادابی میں کبھی بھی کوئی فرق نہیں آتا۔

جنابِ والا!

ماں کی ممتا کی تپش پتھر کو بھی موم کر دیتی ہے۔ قربانی کی مثال صرف ماں کے پاس ہی مل سکتی ہے۔ ماں خونِ جگر سے اپنے بچے کو پالتی ہے۔ اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اپنے جگر گوشے کے منہ میں ڈالتی ہے۔ چلچلاتی دُھوپ ہو تو بچے کو شبنمی ٹھنڈک فراہم کرتی ہے اگر شدید سردی ہو خود ٹھٹھرتے ہوئے بھی اپنے بچوں کو حرارت فراہم کرتی ہے۔ بچوں کے مستقبل کے معاملے میں ماں کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو کامیابی کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔ دن، رات اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ بچوں کی کامیابی پر ایک ماں کی آنکھوں میں فخریہ چمک چاند تاروں کی چمک سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اگر ماں کی ممتا کو زوال آ جائے تو یہ دنیا اُجڑے ہوئے کھنڈرات کا منظر پیش کرنے لگے۔ ممتا عظیم نہ ہوتی تو مائیں اپنے بچوں کو ہی ہڑپ کر جاتیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جس کے ساتھ لفظ ماں لگتا ہے وہ انسان ہو یا حیوان، بڑا ہی نرم اور نہایت ہی ہمدرد ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید اس کرۂ ارض پر کوئی ذی روح زندہ نہ رہتی۔

حاضرینِ گرامی!

گھر داری کو ماں جس خوش اسلوبی سے چلاتی ہے وہ ہم سب جانتے ہیں۔ ماں چار دیواری کے اندر گھر کے تمام رشتوں کو محبت کی لڑی میں پروتی ہے۔ وہ اچھے اور برے بچوں میں کبھی تمیز نہیں کرتی۔ سب ہی اس کے آنکھوں کے تارے اور دل کے دُلارے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ماں کو ممتاز درجہ عطا کیا ہے۔ حدیث پاک میں منقول ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ قرآن نے ماں باپ کو دنیا کا سب سے مقدس رشتہ قرار دیا ہے۔ اگر ماں غریب ہو تو چولہے پر خالی برتن رکھ کر بھوکے بچوں کو اُمید کی ڈوری سے باندھے رکھتی ہے۔ اس بے چارگی کے عالم میں بھی وہ اپنے جگر گوشوں کو مایوس نہیں ہونے دیتی۔ شاعر نے ایسے مناظر کو کچھ اس طرح اپنی شاعری میں ڈھالا ہے:۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باپ کی عظمت

قدر ماں باپ کی گر کوئی جان لے
اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے

جنابِ صدر محفل:۔

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

رِضاالربِ في رضا الوالِدِوَ سُخطُہ' فِي سُخطِ الوَالِدِ (ترمذی شریف)

یعنی پروردگار کی رضا والد کی رضا میں اور اس کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

آج مجھے والد کی عظمت پر کچھ بولنا ہے۔ میرے پاس بولنے کے لئے کوئی گلابی الفاظ نہیں ہے اور نہ ہی میں کوئی مفکر ہوں جو پیچیدہ مسائل کی الجھنیں حل کر سکوں۔ اب سے کچھ دیر قبل میرے دوست نے ماں کی عظمت پر روشنی ڈالی لیکن مجھے اس پر تھوڑا سا ملال ہے۔ جذبات کی رو میں بہہ کر وہ بھول گئے کہ والد کی عظمت پر دو چار جملے بول جاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اس میں حرج بھی نہ تھا۔ میں جنابِ صدر کی اجازت سے اپنی سی کوشش کرتا ہوں کہ باپ کی عظمت پر لب کشائی کی جسارت کروں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔

اربابِ علم و دانش!

والد کی ہستی کو ہم بچے کچھ زیادہ ہی احتساب کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ محبت پیار کے محدود ترازو میں تولتے ہیں۔ ذمہ داری کی باریک خوردبین میں پرکھتے ہیں اور تنگ نظری کے چھاننے سے چھان کر جب اُس کا ایک اور عظیم ہستی یعنی ماں سے موازنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں تو ہم سب کی ایک ہی رائے ہوتی ہے، ماں ہی دنیا کی عظیم ہستی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ماں ہی دنیا میں بچے کی تخلیق کی ذمہ دار ہے اس کے دکھ سکھ کی ساتھی اور شجر سایہ دار ہے۔ اس کے برعکس باپ کا جو مجموعی نقشہ ہمارے ذہن میں بنتا ہے۔ اس میں سختی کا عنصر زیادہ اور نرمی کا پہلو کم ہوتا ہے۔ ماں کی عظمت کی چکا چوند کے سامنے باپ کا کردار دھندلا سا دکھائی دیتا ہے:۔

شاید حضور سے کوئی نسبت ہمیں بھی ہو
آنکھوں میں جھانک کر پہچان جایئے

آیئے اس کو ایک دوسرے زاویے سے بھی دیکھتے ہیں۔ ہم کسی بھی گھر کی بات کریں تو فوراً ہمارے ذہن میں جو نام سب سے پہلے آتا ہے وہ باپ ہی کا ہوتا ہے۔ باپ وہ ہستی ہے جو تنکا تنکا چن کر مکان بناتا ہے اور پھر اسے خونِ جگر سے سینچ کر گھر کی شکل عطا کرتا ہے۔ وہ اکیلا ہی گردشِ دوراں کے غم چُنتا ہے، دکھوں کی مالا پروتا ہے اور اسے اپنے ہی گلے میں سجا لیتا ہے۔ وہ ایثار و قربانی میں اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ غم کی کوئی آنچ اور دکھ کی کسی چنگاری کو گھر کی دہلیز تک نہیں آنے دیتا۔ باپ محنت کر کے گھر کے ہر فرد کے خوابوں کو حقیقت میں تبدیل کرنے کے جتن کرتا ہے۔ آپ نے ایسے باپ بھی دیکھے ہوں گے جو بھٹی کا ایندھن بنتے اور کوئلے کی کانوں میں جل کر کوئلہ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ایسے باپ بھی دیکھے ہوں گے جو مٹی کھود کر اس میں خون پسینہ ایک کر کے بچوں کے لئے خوابوں کے محل تعمیر کرتے ہیں۔ باپ خود تو راحت کو ترستا ہے لیکن بچوں کے پاؤں میں بے شمار خوشیاں ڈھیر کر دیتا ہے۔ وہ راتوں کو جاگ کر بچوں کے لئے خواب دیکھتا ہے جبکہ صبح سے لے کر شام تک ان خوابوں میں رنگ بھرتا ہے۔

جنابِ والا! باپ کے کردار اور اس کی عظمت کو آپس میں باہم جوڑا جائے تو یقین جانیے کہ باپ کی عظمت سے انکار کفرانِ نعمت ہوگا۔ یہ باپ ہی ہے جو بچوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روٹی، کپڑا، مکان فراہم کر کے انھیں تحفظ دیتا ہے۔

اسے بچوں کی تعلیم کی بھی فکر ہوتی ہے اور ان کی مناسب نشوونما کی تمنا بھی۔ اس کی زندگی بچوں کے مستقبل کے لیے وقف ہوتی ہے اور ان کی خوشیوں پر پھولے نہیں سماتا بلکہ ان کے دکھوں پر اس کا اپنا وجود کرچی کرچی ہو کر رہ جاتا ہے۔ باپ کی اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنا سب کچھ بچوں پر نچھاور کر دیتا ہے۔ وہ روزگار اور ذمہ داری کے بھنور میں پھنس کر اپنی شناخت ہی کھو بیٹھتا ہے:۔

کتنے طویل سلسلے وہم و گماں کے ہیں
نازک ہے دل کا آئینہ غم دو جہاں کے ہیں

معزز سامعین! والد کے کردار کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو اس کی عظمت کا مینار اور بلند ہو جاتا ہے۔ تمام مذاہب نے والد کو نسلِ انسانی کا امین اور مفکرین نے اسے خاندان کا نگران قرار دیا ہے۔ اگر ہم میں سے کسی کو والد کی عظمت سے انکار ہے تو وہ جائے، پوچھے کسی یتیم بچے سے جس کا سر باپ کی شفقت اور آنکھیں اس کی محبت کے لئے ترستی ہیں۔ ایسا یتیم بچہ جس کے ارمان احساسِ محرومی کی چکی میں پس کر ریزہ ریزہ ہو گئے ہوں، اسے نہ ماں کی ممتا سکون پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی ایثار و قربانی کا جذبہ زخموں پر پھاہا رکھ سکتا ہے۔ باپ کی شفقت اور تحفظ سے محروم بچوں کی صدا کچھ یہ روپ دھار لیتی ہے:

میری آنکھوں میں ذرا جھانک کے دیکھے کوئی
کتنی معصوم تمناؤں نے دل توڑ دیا

آیئے باپ کے مرتبے کو پہچانیں اور ماں باپ دونوں سے یکساں پیار کرنا سیکھیں۔ شکریہ

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں سچا پاکستانی بننے کی ضرورت ہے

جنابِ صدر محفل اور ارباب علم و دانش!

میں دورِ حاضر کی ایک ایسی طالبہ ہوں جس کے ننھے سے دماغ کو فرقہ واریت اور علاقائیت کے انجکشن سے سُن کر دیا گیا ہے۔ خود غرضی کا زہر میری نس نس میں کچھ اس طرح سرایت کر دیا گیا ہے کہ مجھے سچ اور جھوٹ میں تمیز مشکل نظر آتی ہے۔ لیکن آزردگی کی یہ کیفیت مجھے پاکستانیت کے ساحل مراد تک پہنچا دیتی ہے جہاں میں سب کچھ بھول جاتی ہوں اور میرا پاکستانی ہونا ہی ہر پریشانی پر حاوی ہو جاتا ہے کیونکہ:۔

چوم لیتے ہیں وہ کانٹوں کے بھی ہونٹ
جن کو پھولوں کی لگن ہوتی ہے

جنابِ صدر محفل!

اپنے وطن پاکستان کے متعلق سوچتی ہوں تو میرا سر خود بخود سجدے میں گر جاتا ہے۔ جی ہاں جنابِ والا! مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے کیونکہ آج میں آزاد ہوں۔ یہی میری سب سے بڑی جیت ہے اور یہی میری زندگی کا حاصل ہے۔ مجھے گائے ذبح کرنے پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہیں کرنا پڑتیں اور نہ ہی مسجد میں اذان دینے پر کوئی ٹوکتا ہے۔ میں آزاد ملک کی شہری ہوں جہاں ایک ہی نبیؐ کے نام لیوا اور ایک ہی خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ میری سوچ آزاد، لب آزاد، قلم آزاد اور ہاتھ آزاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں آزادی کے وقت ورثے میں کیا ملا؟ مسئلہ کشمیر، سرحدی تنازعات، بے گھر مہاجرین، اثاثوں کی ترسیل، افواج کی کمی، نہ دفاتر نہ سکول وکالج، نہ انتظامیہ اور نہ ہی ہسپتال، پاکستان کے وجود کا دنیا کے نقشے پر اس طرح ابھرنا اور قائم ہونا اقوام عالم کے لئے ایک انوکھی اور منفرد مثال ہے۔

جنابِ صدر!

پاکستان بنے 62 سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں پاکستان نے دن دگنی، رات چگنی ترقی کی ہے۔ اس وقت پاکستان کے پاس بہترین افواج ہیں جو وطن عزیز کی طرف اٹھنے والی ہر میلی آنکھ کو پھوڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ پاکستان دنیائے اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن چکا ہے۔ ایٹمی صلاحیت کے حصول کے بعد تو پاکستان دنیا کا مضبوط ترین ملک بن چکا ہے۔ پاکستان میں دنیا کا بہترین نہری نظام ہے۔ زرخیز کھیت، برف پوش چوٹیاں، معدنی وسائل اور ان میں مدفون دھاتیں پاکستان کی عظمت کو چار چاند لگاتی ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کی افرادی قوت، وسیع وعریض سڑکیں، بہترین ریلوے، دنیا بھر سے منسلک بندرگاہیں، جدید ترین کارخانے اور لائیو سٹاک وہ اثاثے ہیں جو ہم نے 62 سالوں میں بنائے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں ذہین ڈاکٹر، ماہر انجینئر اور تربیت یافتہ مزدور انمول عطیہ ہیں جو قدرت نے نہایت فراخدلی سے پاکستان کی جھولی میں ڈال رکھے ہیں۔

حاضرین گرامی!

موضوع کو سمیٹتے ہوئے عرض کرتی چلوں کہ ہم لاکھ سہل نگار سہی، لاپرواہ سہی لیکن محبّ وطن ہیں اور یہی جذبۂ حب الوطنی ہماری کل کائنات ہے۔ میرے وطن کا دامن وسیع اور قلب انتہائی فراخ ہے۔ مادر وطن کی گود میں کسان بھی پلتے ہیں اور مزدور بھی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یاس وناامیدی کے مصنوعی بحران سے نکلیں اور تعمیرِ وطن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اپنا کردار ادا کریں اور نئی نسل کے دلوں پر اس تاریخ کو رقم کریں جو ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔ زندگی کا سب سے بڑا امتحان آنے والا کل ہے آیئے اس کل کی تیاری کریں۔

ان اشعار پر تقریر ختم کروں گی:۔

اے ارضِ وطن!

کیا بتائیں تجھے کس طرح بنایا ہم نے
تیری مٹی میں لہو اپنا ملایا ہم نے
خود زمیں بوس ہوئے تجھ کو اٹھایا ہم نے
پاس جو کچھ بھی تھا سب تجھ پہ لٹایا ہم نے

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم سب کے لئے ایک

جناب صدر! کوئی آکسفورڈین تو کوئی اپچی سینئین، کوئی بیکونیئن تو کوئی ٹاٹئین! جتنے تعلیمی مکتبہء فکر اُتنے ہی فلسفے اور جتنے فلسفے اتنے ہی جھگڑے؛ پاکستان بنے ہوئے کئی سال گزر گئے لیکن ہم ابھی تک ایک مربوط تعلیمی نظام اپنانے میں ناکام ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم نے اپنے تعلیمی نظام کو آج تک تنقید کی سولی پر لٹکایا ہوا ہے۔ یہ بدیسی تعلیمی نظام کی کارستانی ہی ہے کہ ہم درسی کتب اور اساتذہ تک باہر سے منگوانے پر مجبور ہیں۔ عالمگیریت کے گیت گانے والوں پر واضح ہو کہ ان کی اندھی تقلید سے ہم ان ممالک سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں جو ہمارے ساتھ آزاد ہوئے تھے۔ تعلیمی انحطاط کا ذمہ دار اگر بدیسی نظام ہے تو آج تک ہم اسے خندۂ پیشانی سے قبول کئے ہوئے ہیں۔ کیا ہمارے ملک میں بچوں کو یکساں تعلیمی مواقع، یکساں نصاب اور یکساں تعلیمی ماحول میسر ہے؟ کیا ہمارا تعلیمی نظام روشن مستقبل کی ضمانت دیتا ہے؟ ہرگز نہیں! یہاں امراء کے لئے الگ تعلیمی ادارے، بدیسی نصاب اور بہتر سہولیات ہیں؛ نچلے طبقے کے لئے دیسی نصاب، کم سہولتیں اور ناخواندہ اساتذہ ہیں۔ ہماری اس غفلت نے قومی ترقی اور یکجہتی کو وہ چرکے لگائے کہ اب ہم ایک ایسے موڑ پر پہنچ چکے ہیں جہاں ہماری آواز کچھ یہ روپ دھارتی جارہی ہے:۔

کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت رکھیے
ہم نے چاہا تھا مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامعین محترم! اسی تقسیم کے نتیجے میں ہمارا پورا معاشرہ اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق کا شکار ہے۔ ایک ہی قوم کے افراد الگ الگ طبقات میں بٹ کر اپنے اپنے مداروں میں گھوم رہے ہیں۔ ہمارا تعلیمی نظام قوم کے اندر یکجہتی پیدا کرنے کے بجائے انتشار پھیلا رہا ہے۔ اگر کسی ملک کا نظامِ تعلیم ہی یکساں نہ ہو اور اعلیٰ و ادنیٰ کی گروہ بندیاں قائم ہوں تو قومی یکجہتی میں بھی دراڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہی طبقاتی کشمکش قوم سے راحت وسکون چھین لیتی ہے۔ ہم کتابوں کی حد تک مساوات کی بات کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ دعویٰ منافقت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جب ہم جانتے بوجھتے غریب اور امیر کو دو مختلف نصاب رٹا رہے ہوں تو پھر اس قوم کو مایوس ہونے سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا اور یاد رہے! یہی مایوسی زوال کا سبب بن جاتی ہے۔ بقولِ شاعر:۔

نگہ پیدا کر اے غافل تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

حاضرینِ محفل!

عدل وانصاف کا جذبہ لوگوں میں ترقی کا حوصلہ پیدا کرتا ہے جس سے قوم میں سبقت کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ اگر وہ محنت کریں گے تو اُنہیں اس کا پورا صلہ ملے گا۔ اُن کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ اگر تعلیمی نظام میں تفریط کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس میں عدل وانصاف لایا جائے تو قوم میں یقین اور اعتماد کی فضا پیدا ہو سکتی ہے اور یہی یقین ہمارے عروج کا آغاز ہوگا۔

معزز سامعین! ہمیں اپنے تابناک مستقبل کے لئے نظامِ تعلیم میں مساوات پیدا کرنا ہوگی۔ طبقاتی تقسیم کو پاؤں تلے روند کر ملی یکجہتی کو فروغ دینے کے لئے ایک نظام رائج کرنا ہوگا کیونکہ تعلیم ہی سے کسی قوم کی تقدیر سنورتی اور بگڑتی ہے۔ اگر ہم اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں بہتری لانا ہوگی:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
عمل لازمی ہے تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

صدرِ ذی وقار!

جب ہم نظامِ تعلیم میں یکسانیت کی بات کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ سرکاری اور غیر سرکاری درسگاہیں ہیں جو بچوں کو انگریزی اور اردو دان کی گروہ بندیوں میں تقسیم کر رہی ہیں۔ یہ غیر مساوی نظام مثلاً انگریز دان، اردو دان، معزز اور غیر معزز نہ صرف ہمارے طلبا و طالبات کو احساس محرومی کی دلدل میں پھینک رہا ہے بلکہ ان سے اعتماد کی دولت بھی چھین رہا ہے۔ یہی طلبا و طالبات بعد میں مفلوج اور بے کار زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دیگر اقوام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سب سے پہلے اپنے تعلیمی نظام کی اصلاح کریں۔ میں اپنی تقریر کا اختتام اس شعر پر کروں گا:۔

باغ کا نقشہ بدلو یا چھین لو ہم سے تابِ نظر
سب کچھ دیکھیں کچھ نہ کہیں ہم اس کے لئے تیار نہیں

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کا کردار

اس دورِ بے جنوں کی کہانی کوئی لکھو
جسموں کو برف، خون کو پانی کوئی لکھو
لکھو کہ ہاتھ قلم کس طرح ہوئے
کیوں رُک گئی قلم کی روانی کوئی لکھو

جنابِ صدر گرامی قدر اور سامعین!

موضوع زیرِ بحث اس وقت میرے قلم کی صداقت کا طلبگار ہے۔ آج کل میڈیا کے خلاف بعض عناصر نے زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے۔ اس سے میڈیا کا تاثر ہمارے ذہن میں کچھ اس طرح بن رہا ہے گویا میڈیا مین صرف سستی شہرت حاصل کرنے اور روپیہ کمانے کے لئے سرگرداں ہیں۔ صحافی چند ٹکوں میں بک کر کچھ مفاد پرست عناصر کے مفادات کے لئے عوامی رائے ہموار کرتے ہیں۔ یہ کہ میڈیا کھوٹے کو کھرا اور کھرے کو کھوٹا ثابت کرنے کے فن میں ماہر ہے۔ آج کل تو یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ صحافی برادری جنگل کی بے تاج بادشاہ بن چکی ہے۔ سچ یہ ہے کہ میڈیا کے کردار پر کیچڑ اچھالنے والوں نے میڈیا کے حقیقی کردار پر کبھی تحسین کی ایک پتی تک نچھاور نہیں کی۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں میڈیا نوعمر ہونے کی بنا پر پاکستانیت کو اجاگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں ناکام ہے لیکن میری ستائش کا مقصد میڈیا کے اس کردار کو اجاگر کرنا ہے جس نے دنیا بھر میں معاشرے کی مثبت تعمیر کی ہے۔

جنابِ صدر! یہی وجہ ہے کہ آج میرا قلم میڈیا کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے خود بخود جنبش میں آ گیا۔

ہمیں کو توڑنے ہوں گے صنم قدامت کے
ہمیں کو اب نیا انسان ڈھالنا ہو گا
ہمیں کو اپنے قلم کی ستارہ سازی سے
ہر ایک خطہ تیرا اُجالنا ہو گا
ہمیں کو امن کے گیتوں سے میٹھے بولوں سے
مہیب جنگ کی آندھی کو ٹالنا ہو گا

ذی حشم!

سچ یہ ہے کہ آج تک انسان نے تعمیر کا جتنا سفر بھی طے کیا ہے اس میں میڈیا کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ میڈیا آمروں اور ظالموں کے غرور پر تنقید کے نشتر سے کاری ضرب لگاتا آیا ہے۔ یہ میڈیا ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے کہ آج نہ کوئی فرعونیت کا دعویٰ کر سکتا ہے نہ کوئی ہلاکو، چنگیز خان بننے کا دعویدار ہے کیوں کہ میڈیا، ظلم کی کہانی کو ہزار پردوں سے باہر نکال لاتا ہے اور اسے عوام کے کٹہرے میں انصاف کے لئے پیش کرتا ہے۔

سامعین محترم!

انسانیت، مساوات، انصاف، بھائی چارے اور ہمدردی کی زمین پر کھلنے والا وہ نازک پھول ہے جس کی حفاظت کے لئے صحافی نے ہمیشہ قربانی دی ہے۔ انسانی حقوق مثلاً فلاح و بہبود، سفارش کا خاتمہ، سستا انصاف اور مجرم کو عدالت کے کٹہرے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لانے میں کسی نے اگر فعال کردار ادا کیا ہے تو وہ صرف میڈیا ہے جسے کریڈٹ دینے میں ہمیں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ احباب اس سے ضرور اختلاف کریں گے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ دانشور، مفکرین اور ماہر عمرانیات متفقہ طور پر میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون قرار دیتے ہیں۔

جنابِ صدر!

میڈیا کا ہمدردانہ اور انسان دوست کردار دیکھ کر ہمارے اندیشوں کو سکون اور تذبذب کو یقین مل جاتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے ملک میں میڈیا نے نجانے کتنی اشکبار آنکھوں کی اشک شوئی کی ہے۔ قریہ قریہ علم کی روشنی پھیلانا ہو یا مظلوم کے حق میں آواز اٹھانا، میڈیا دونوں محاذوں پر فعال نظر آتا ہے۔ دوسری جانب میڈیا نے بُرائی دبانے اور نیکی پھیلانے میں ہراوّل دستے کا کام کیا ہے۔ عبدالستار ایدھی، عاصمہ جہانگیر، اور عمران خان کی فلاحی تنظیموں کی تشہیر کا مسئلہ ہو یا الشفا ٹرسٹ کے لئے فنڈز کی فراہمی کا معاملہ ہم یہاں بھی میڈیا کی خدمات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ قیام پاکستان کے بعد جمہوریت کی بحالی، حکمرانوں کی لوٹ مار کے سکینڈل اور جابر حکمرانوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے اخبارات و رسائل ہی تھے۔ صحافیوں اور رپورٹروں نے خود کو خطرے میں ڈال کر مجرموں کے مکروہ چہروں کو بے نقاب کیا۔ سچ یہ تو یہ ہے کہ میڈیا نوابی نظام کے خلاف بھی لڑا ہے، وڈیروں اور نوکر شاہی کے بے مہار گھوڑے کو بھی اسی نے ممیز دی ہے۔ غریب کی بیٹی کی عصمت کو تار تار کرنے والے بھیڑیوں کو سرِ عام عدالت کے کٹہرے میں لانے کا سہرا بھی میڈیا کے سر جاتا ہے۔ نیکی و بدی کی اس جنگ میں صحافی نے گولی بھی کھائی ہے اور کوڑے بھی۔ اگر کوئی اس حقیقت سے انکار کرتا ہے تو گویا وہ سچائی کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔

ذی وقار!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں میڈیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، حکومت کی میڈیا کو اہمیت دینے کی پالیسی اور چالباز لوگوں کا میڈیا سے منہ چھپاتے پھرنا یقیناً آزادی کے چڑھتے سورج کی نشانیاں ہیں۔

کہتا ہے آفتاب ذرا دیکھنا کہ ہم
ڈوبے تھے گہری رات میں کالے نہیں ہوئے

حاضرین گرامی!

مخالفین مباحثہ مجھ سے اگر اختلاف کریں تو یہ ان کا اصولی حق ہوگا لیکن حقیقت یہی ہے کہ میڈیا کرپشن وسفارش کے اژدہے کو زبردستی اس کے بل میں گھسنے پر مجبور کرتا ہے۔ کسی بھی قومی ایشو پر عوامی رائے ہموار کرتا ہے اور ملک کو درپیش چیلنجز سے آگاہ کرتا ہے۔ صحافی زلزلے، قدرتی آفات اور خودکش حملوں کے خطرات کے باوجود مفاد عامہ کے لئے کام کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صحافی برادری اور خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا جو عہدِ شباب میں قدم رکھ رہا ہے بھی بلوغت کا مظاہرہ کریں، صرف یہی نہیں بلکہ قومی اہمیت کے حامل ایشوز پر کبھی بھی سمجھوتہ نہ کریں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غربت کی کوکھ سے مجرم پیدا ہوتے ہیں

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لیں ہیں انگلیاں میں نے

جنابِ صدر اور سامعین گرامی قدر!

موضوعِ زیر بحث کے الفاظ اس وقت میرے تخیل کے شیشے کو چکنا چور کر رہے ہیں۔ ہونٹ احساس کی شدت سے مغلوب ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ موضوعِ زیر بحث یعنی غربت اور جرائم کے حق اور مخالفت میں بے شمار دلائل دیے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جرائم کی ان گنت وجوہات ہوں لیکن ہمارے ملک میں جرائم کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ اگر اس حقیقت سے کوئی انکار کرتا ہے تو اس کے لئے میں صرف اتنا عرض کروں گا:۔

گماں نہ کر کہ مجھے جرأتِ سوال نہیں
فقط یہ ڈر ہے تجھے لاجواب کر دوں گا

حاضرین!

موضوع، ''غربت کی کوکھ سے مجرم پیدا ہوتے ہیں'' ایک عالمگیر انسانی بحران کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ موضوع زیر بحث کے لیے میں نے مناسب الفاظ کا چناؤ کرنا چاہا تو دل میں ہلچل سی برپا ہونے لگی۔ الفاظ کی مٹھاس ختم، تاثیر ناپید اور وسعتِ مضمون دور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر آنے لگی تاہم معاشرے میں غریب اور امیر طبقات کے درمیان حائل خلیج اور اس کی تباہ کاریوں پر غور کیا تو غریبوں کے دُکھ اور پریشانیاں الفاظ میں ڈھلتی چلی گئیں۔ میں نے غربت پر جب قلم اٹھایا تو یہ برمحل شعر قلم کی نوک پر آیا:۔

لوگ بھوکے ہوں تو یہ عقدہ کھلے
کون کتنا صاحبِ کردار ہے

ذی والا اعتبار!

آیئے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ غربت بھوک کو جنم دیتی ہے۔ بھوک کے بطن سے دکھ پریشانی، احساسِ کمتری اور انتقام جیسی بیماریاں پیدا ہو کر معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ جس معاشرے میں یہ بیماریاں سرایت کر جائیں اس میں نیک کم جبکہ بھٹکے ہوئے لوگ زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی شدت کا احساس اسی ہاتھ کو ہوتا ہے جو جلتا ہے۔

غربت کی بے بسی کا احساس اس کرائے دار کو ہوتا ہے جس کے برتن اس کے سامنے گھر سے باہر پھینکے گئے ہوں۔ یوں غربت دل و دماغ کو اذیت میں مبتلا کر کے انسان کو جرائم کی دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ بقول قدرت اللہ شہاب ''بھوک کی اذیت دنیا میں تمام مصیبتوں سے بڑھ کر ہے۔ بھوک سے مرنے والے کی روح ایک ہی دم قفس عنصری سے پرواز نہیں کرتی بلکہ مرنے والے کے پور پور کو آہستہ آہستہ دارِ مفارقت دیتی ہے۔'' یہ کیفیت بیان کرنے کا مقصد ڈرانا نہیں بلکہ ثابت کرنا ہے کہ غربت ہی ایک معصوم شہری کو مجرم بنا دیتی ہے۔

جنابِ والا!

یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب انسان اچھائی اور برائی کی تمیز بھول جاتا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق وہ آزمائش کا راستہ چھوڑ کر جرائم کی پُرفریب بھول بھلیوں میں گم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ چوری کا قصہ سنئے یا ڈاکے کی داستان، رشوت کی کہانی پڑھئے یا قتل کی آپ بیتی، داستانیں جدا جدا، کردار الگ الگ مگر محرک صرف ایک ہی ہوتا ہے یعنی غربت..... غربت محرومی سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ غریب محنت کر کے بھی محروم، مزدور مشقت کے باوجود لاچار، طالب علم ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی بیروزگار، دہقان مٹی کھود کر بھی دو وقت کی روٹی کے لئے خوار اور سب کے سب دائمی عذاب میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ جو چند سکوں کے عوض اپنے جسم کا خون بیچنے پر مجبور ہو جائیں یا چند روپوں کی خاطر سرِ بازار بک جائیں، آپ خود سوچیں کہ مجرم بننا اُن کے لئے کتنا آسان ہو گا۔ یہی وجہ ہے مجرم گر ایسے لوگوں کے زخموں پر پھاہا رکھنے کی آڑ میں نہایت چالاکی سے انہیں شیشے میں اتار لیتے ہیں۔ ایک مایوس انسان کو پیٹ کی خاطر اچھائی اور برائی میں تمیز ہی بھول جاتی ہے اور ایسے لوگوں کو جرائم کی دنیا میں اُتارنا آسان ہوتا ہے۔

جنابِ صدر!

اگر ہم نے انسانی جانوں کے کاروبار کرنے والوں کو انصاف کے کٹہرے تک لانا ہے، اگر ہم نے انسانیت کے ساتھ گھناؤنا سلوک کرنے والوں کے ہاتھوں میں زنجیر پہنانا ہے تو سب سے پہلے غربت کو زنجیر پہنانی ہو گی۔ سب سے پہلے سماجی ناہمواری کا قلع قمع کرنا ہو گا۔ امیر اور غریب کی خلیج کو ختم کرنا ہو گا۔ ورنہ آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ میں اپنی تقریر کا اختتام اس شعر پر کرتا ہوں جو ایک غریب کی عکاسی کرتا ہے:۔

شکوہ نہیں لب پہ تقدیر کے مارے ہیں
دامن ہمارا ہے آنسو بھی ہمارے ہیں

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے

یا

بچت کے فائدے

ناکامیوں سے کام رہا عمر بھر ہمیں
پیری میں یاس ہے جو ہوس تھی شباب میں

جناب صدرِ ذی وقار! اساتذہ کرام اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

قطرے سے دریا، ذرّے سے صحرا، پتھر سے پہاڑ، سیکنڈ سے منٹ، منٹ سے گھنٹہ اور گھنٹوں سے سال اور سالوں سے صدیاں بنتی ہیں۔ بے کار ہے وہ دل جس میں وقت کو برتنے کا قرینہ نہیں، فضول ہے وہ آنکھ جس میں مستقبل کی پیش بینی نہیں، ناکارہ ہے وہ دماغ جو چھوٹی چھوٹی چیزوں کی اہمیت سے غافل رہتا ہے۔ ہم اپنی فضول خرچیوں پر کبیدۂ خاطر نہیں ہوتے لیکن یہ نہیں جانتے کہ جہاز کے پیندے میں باریک سوراخ وقتی طور پر شاید پریشانی کا باعث نہ ہو لیکن بہت بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ اگر وقت، پیسے اور نظریات میں اعتدال سیکھنا ہو تو چیونٹی سے کیوں نہ سیکھیں کہ بچت کے عنوان پر اس سے بڑا مبلغ اور کوئی نہیں اگرچہ وہ بولتی نہیں۔ میں جس موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت کروں گا اس کا عنوان ہے ''قطرے سے دریا بنتا ہے'' یعنی کفایت شعاری! اگرچہ دنیا کے تمام مذاہب میں کفایت شعاری کی تعلیم ملتی ہے لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینِ فطرت اسلام نے ہر معاملہ میں افراط وتفریط سے بچنے کی تلقین اور درمیانی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ نبی کریمؐ کا فرمان ہے۔ ''بہترین عمل وہ ہے جس میں اعتدال کی راہ اپنائی جائے۔'' آپؐ کی حیاتِ طیبہ توازن واعتدال کے اس امتزاج کا آئینہ ہے۔ اگر ہم ذرا بھی غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہماری نوے فیصد پریشانیاں دس فیصد فضول خرچی سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور پاک ﷺ نے اعتدال کا درس دیا:۔

وہ ممکناتِ جلال و جمال کے پیکر
وہ اعتدال کے سانچے میں عظمتِ آدمؑ

جنابِ صدر!

کفایت شعاری یا اعتدال کے کئی رنگ ہیں۔ حق بات بھی اعتدال میں پوشیدہ ہے کیونکہ عدل کا مفہوم یہی ہے کہ ترازو کا پلڑا نہ اوپر ہو نہ نیچے۔ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے انسان کو ان گنت صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ان صلاحیتوں کو متوازن طور پر بروئے کار لانا ہر انسان کا فرض ہے۔ جب انسانی قوت، توازن سے دور ہو جائے تو ظلم و بربریت کا روپ دھار لیتی ہے۔ اگر یہی طاقت عاجزی کے درجے سے گر جائے تو بزدلی کہلاتی ہے۔ اصل روش تو میانہ روی ہے جسے شجاعت کہتے ہیں۔ تعریف وستائش حد سے بڑھ جائے تو خوشامد کہلائے گی اور اگر حد سے گر جائے تو تذلیل بن جائے گی۔ اسی طرح اگر خدا نے انسان کو دولت وزر سے نوازا ہو اور وہ اس کے خرچ میں حد سے بڑھ جائے تو اس کا عمل اسراف کہلائے گا۔ اگر وہ حد سے گرتا ہو تو بات بخل تک پہنچ جائے گی۔ بے اعتدالی کا نتیجہ ہر صورت میں ذلت ورُسوائی ہے۔

اہلِ علم ودانش!

کفایت شعاری سے مراد درمیانی راہ ہے یعنی اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائے جائیں بلکہ چادر کو زیادہ پھیلایا جائے اور پاؤں کو کم۔ جو انسان اخراجات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلے میں حد سے بڑھتا ہے وہ خود کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے گرا لیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ فضول خرچی اور اسراف کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم اپنی بے مہار تمناؤں کو لگام نہیں دے پاتے۔ نمود و نمائش میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی خواہش انسان کو بے قابو کر دیتی ہے۔ کفایت شعاری اور قناعت پسندی اعلیٰ انسانی اوصاف میں سے ہیں۔ اپنے اندر اس وصف کا پیدا کرنا انسان کی اوّلین ضرورت ہے:۔

قناعت ہی وہ دولت ہے جو ہرگز کم نہیں ہوتی
مگر چشمِ ہوس اس راز کی محرم نہیں ہوتی

صدرِ ذی وقار!

کفایت شعاری کا متضاد اسراف ہے جس سے انسان اپنا توازن کھو بیٹھتا ہے۔ اگر کوئی زیادہ سوئے تو اسے بیمار کہا جاتا ہے جب بالکل نیند نہ آئے تو اسے بھی بیمار کہا جائے گا۔ ایک محنتی طالب علم سب کی آنکھوں کا تارا ہوتا ہے لیکن وہ حد سے زیادہ محنت کرنے لگے تو اس کی صحت ہی جواب دے جائے گی۔ کسی پر بھروسہ کرنا اچھی بات ہے لیکن حد سے زیادہ بھروسہ انسان کو تباہی کے کنویں میں دھکیل دیتا ہے۔ محبت ایک مقدس جذبے کا نام ہے لیکن یہی محبت جب کفایت کی سرحدیں پار کر جائے تو جنون کے صحرا میں داخل ہو جاتی ہے۔ ہمدردی ایک نیک جذبہ ہے لیکن کسی آستین کے سانپ سے ہمدردی کی جائے تو تمام زندگی پچھتانا پڑتا ہے۔ غرض یہ کہ حد سے زیادہ کھانا پینا بھی مضرِ صحت ہے۔ تقریر کا اختتام کرتے ہوئے میں اپنے ہم مکتب ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ کفایت شعاری کے ترازو کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں تھامے رکھیں، کامیابیاں آپ کا مقدر ہوں گی:۔

خدا غنی ہے حقیقت میں اور سب ہیں فقیر
کسی کو رکھتا نہیں ہے خدا سدا محتاج

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی پرورش اور ہماری ذمہ داریاں

گرتی ہے بھری بزم میں ہر تان سے بجلی
چمکا ہے بہت شعلۂ آواز کسی کا

جنابِ صدر ذی وقار اور معزز خواتین وحضرات!

خود اعتمادی مثبت سوچ کا نتیجہ ہوتی ہے، مثبت سوچ اچھی کتابوں، اچھے دوستوں اور اچھے ماحول سے پیدا ہوتی ہے۔ گھر میں اچھا ماحول پیدا کرنے کے لئے نرمی اور پیار کو پروان چڑھانا پڑتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ چیخوں سے سدھائے ہوئے گھوڑوں سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ ہماری سرگوشی بھی سن لیں گے۔ ایک درخت کی طرح بچے کو بھی ایسے ماحول میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جہاں اس کی نشوونما ہو سکے۔ موروثی اثرات سے انکار نہیں لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پالش شدہ تانبا کم قیمت ہونے کے باوجود خام سونے سے زیادہ پُرکشش ہوتا ہے۔ اس لئے بچے پر ماحول کے اثر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بچے کی تربیت ایک حساس معاملہ ہے، عقلمند کہتے ہیں کہ ایک بچے کو چلانا ایک سلطنت چلانے سے کچھ کم ہی مشکل ہے۔ اسی احساس کے ساتھ آج میں بچوں کی پرورش پر بات کروں گی۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی میل جول اور معاشرت کے اصول ہی ایسے ہیں کہ انسان جہاں رہتا ہے وہاں کا اثر قبول کرتا ہے۔ اسی رنگ میں رنگ جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے خواہ یہ اثر اچھا ہو یا بُرا لیکن ہوتا ضرور ہے۔ کسی حکیم نے سچ کہا کہ کسی شخص کا چال چلن بتانے کے بجائے تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ وہ کن لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے تو میں بتا دوں گا کہ وہ کس درجے کا آدمی ہے؟ اچھے انسان کی دوستی سے اچھا اثر اور بُرے کی دوستی سے بُرا اثر پڑتا ہے۔ ایک اور عالمگیر اصول بھی صحبت کے اثر پر روشنی ڈالتا ہے وہ یہ ہے ایک گندی مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔ گودام میں رکھا ایک گندہ سیب، سیبوں کے باقی ذخیرے کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹروں، انجینئرز اور مزدوروں کی اپنی اپنی محفلیں ہوتی ہیں جہاں بیٹھ کر وہ اپنے اپنے مسائل اور ان کے حل پر گفتگو کرتے ہیں۔ ان کی محفل میں بیٹھنے والے ان کی محفل سے ضرور متاثر ہوں گے۔ اسی طرح بُرے لوگوں کے بھی کئی گروہ ہوتے ہیں جو تخریبی سوچ کی ہی پرورش کرتے ہیں اور ہر وقت دوسروں کی تباہی و بربادی کے بارے میں منصوبے بناتے رہتے ہیں:۔

بروں کی ہیں ساری باتیں بُری
اگر دن بُرے ہیں تو راتیں بُری
ہمیشہ بُروں کے بچو میل سے
نہ تم اپنا دامن بھرو تیل سے

حاضرین گرامی!

اس لیے ہمیں ایسے لوگوں میں اُٹھنا بیٹھنا چاہیے جو نیک خصلت ہوں، معاشرے میں کوئی مقام رکھتے ہوں اور لوگوں کی نظر میں ان کی عزت ہو۔ باادب لوگوں کی صحبت سے عزت اور بے ادب لوگوں کی صحبت سے سوائے بدنامی اور رُسوائی کے کچھ نہیں ملتا۔

جنابِ صدر!

صحبت اور فرد کی نشوونما کا بھی آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس دلیل کو تقویت دینے کے لئے کلامِ بے مثل سے رہنمائی لیتے ہیں۔ خالقِ کائنات کا فرمان ہے کہ دنیا میں ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہونے والا بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور معصوم ہوتا ہے۔ پیدائش کے بعد اگر بچے کو اسلامی ماحول ملے تو وہ مسلمان بنتا ہے، اگر بچہ عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولے تو وہ عیسائی بنتا ہے اور اگر پرورش کرنے والوں کا تعلق ہندو دھرم سے ہو تو ان کی صحبت کے اثر سے بچہ بھی ہندو ہوگا۔ غرض یہ کہ انسان کے کردار اور سوچ پر اس کی صحبت کی گہری چھاپ ضرور ہوتی ہے۔ صحبت کے اثر کی وضاحت کے لئے رحمت دو جہاںؐ کی مثال لیجئے۔ حضورؐ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی گمراہوں کی محفل میں کبھی نہ بیٹھے اور نہ ہی آپؐ نے کبھی اپنے آپ کو کبیرہ وصغیرہ گناہ سے آلودہ ہونے دیا۔ آپؐ کی روح بچپن سے پاکیزہ تھی۔ منصبِ نبوت کے بعد جنہوں نے صحبتِ پیغمبرؐ کا شرف حاصل کیا وہ بلند مرتبے پر فائز ہوئے اور جو اُن کی صحبت سے محروم رہے وہ ابوجہل، عتبہ اور شیبہ کہلائے۔ آیئے ہم سب عہد کریں کہ بُری صحبت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گے تاکہ ہم نہ صرف کامیاب انسان بلکہ ذمہ دار شہری بھی کہلائیں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا بچوں کے لئے کیبل ضروری ہے؟

دی گئی منصور کو سوُلی ادب کے ترک پر
تھا انا الحق، حق مگر اِک لفظ گستاخانہ تھا

جناب پرنسپل صاحب اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

میری تقریر کا موضوع ہے کیبل کے نقصانات۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ زہر ایک طرف ہلاکت کا باعث بنتا ہے تو دوسری طرف تریاک ہے جبکہ اس کے دونوں طرح کے استعمال کا اختیار بھی انسان کے پاس ہے۔ اسی طرح تناظر میں ایک نئی ایجاد کیبل کے نقصانات پر اظہار خیال کرتی ہوں۔ اس لئے کہ ہر گھر اس سے متاثر ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اس مرض میں مبتلا نظر آتا ہے۔ کیبل کے حامیوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک مفید ایجاد ہے جو ہماری تفریحی اور تعلیمی ضروریات پورا کرتی ہے، وقت گزاری کا بہترین ذریعہ ہے، بچے اس کے رنگارنگ پروگرامز سے لطف اندوز ہوتے ہیں جبکہ سنجیدہ طبع لوگ دنیا بھر کی معلومات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ بزرگوں کے پاس تو اس سے بڑھ کر وقت گزاری کا کوئی اور ذریعہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے کیبل کی افادیت سے انکار نہیں۔ میں آپ کی توجہ کیبل کے مضر اثرات کی طرف دلانا چاہتی ہوں جس میں ہماری نوجوان نسل مبتلا ہو کر مفلوج ہوتی جا رہی ہے۔

سامعین گرامی!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیبل ایک بُرائی تو ہے ہی اس کے چسکے میں پڑ کر نوجوان بے کار ہو رہے ہیں۔ میں نے انتہائی قابل بچوں کو اس کی لت میں پڑ کر اپنے مستقبل کو تباہ کرتے دیکھا ہے۔ اب تو اس مہلک مگر دلفریب بُرائی کا بچے، بوڑھے اور جوان یکساں طور پر شکار ہیں۔ وہ بچے جو کبھی علم دوستی میں مثال نہیں رکھتے تھے آج کیبل کی دلفریب دنیا میں کھو کر کتاب سے ناطہ توڑ چکے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے نوجوان جن کو اسے معلوماتی پروگرام کی نظر سے دیکھنا چاہیے تھا فحاشی سے بھرپور فلموں میں کچھ اس طرح محو ہو چکے ہیں کہ مسجد کے میناروں سے بلند ہونے والی اذان کی آواز اُنہیں سنائی نہیں دیتی۔ کیبل کے نشے میں لڑکے اور لڑکیاں مبتلا ہو کر زندگی کے تلخ حقائق کا سامنا کرنے سے قاصر ہو چکے ہیں۔ اگر کسی قوم کے نونہالوں کو تعمیر کی پگڈنڈی سے اُتار کر تخریب کی گھاٹی میں پھینکنا مقصود ہو تو اسے کیبل کے پروگرام کا چسکا ڈال دیجئے۔ علامہ اقبال نے اسی بنا پر کہا ہے:۔

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں!
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

جنابِ صدر!

کیبل کی بدولت ہمارے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ اسلام سے بہت دور ہوتی جا رہی ہے۔ کیبل بے حیائی اور عریانیت پھیلانے کا باعث ہے۔ اسلام تو شرم و حیاء کو انسان کا زیور قرار دیتا ہے اور حیاء کو ایمان کی معراج سے تعبیر کرتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس میں حیاء نہیں اس میں ایمان نہیں۔

معزز سامعین!

آج ہم میں سے اکثر لوگ تو یہ بھی بھول چکے ہیں کہ شرم و حیاء کس چڑیا کا نام ہے؟ جو کچھ ہماری نئی نسل کیبل پر دیکھ رہی ہے اس پر شیطان بجا طور پر فخر کر رہا ہوگا۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا سوچ رہا ہوگا کہ انسان کو تباہ کرنے کے لیے اور کیا کیا جتن کیے جا سکتے ہیں اور پھر وہ منہ میں انگلیاں دبائے خود ہی جواب دیتا ہوگا چلو یہی کافی ہے۔ آج کل طوفان بدتمیزی کچھ اس انداز میں برپا ہے کہ سارا خاندان اکٹھا بیٹھ کر ٹی وی تک نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی بھی اس کی مذمت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آج جس گھر میں کیبل نہیں اس گھر کو ایسے عجیب وغریب تصور کیا جاتا ہے جیسے وہاں پچھلی صدی کے لوگ رہ رہے ہوں۔ جو لوگ کیبل سے استفادہ نہیں کرتے انہیں جاہل اُجڈ اور گنوار تک کہا جانے لگا ہے۔

جنابِ صدر!

ہمارا دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے۔ وہ ہماری نئی نسل کو گمراہ کر کے بے اعتدالی کے کنویں میں پھینک رہا ہے۔ اس گمراہی کی فروخت اتنی سستی ہے کہ ایک چینل فی مہینہ صرف دو روپے میں پڑتا ہے جبکہ تدریسی کتب اتنی مہنگی ہیں کہ غریب انہیں خریدنے کے لئے مہینوں منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں۔ نوجوان نسل کو تباہی سے بچانے کے لیے کون بارش کا پہلا قطرہ بنے گا؟ کون اس طوفانِ بدتمیزی کو روکے گا؟ آج ہم اپنے کل کی فکر نہیں کریں گے تو ہمارا کل تباہ ہو جائے گا۔ ہمارے پاس کچھ نہیں بچے گا:۔

اس نسل کا ذہن کٹ رہا ہے
اگلوں نے کٹائے تھے فقط سر

ذی وقار!

اب کیا کیا جائے؟ کیا ہمیں کیبل کو سرے ہی ختم کرنا چاہیے یا پھر اس کے استعمال میں توازن لانا ہی کافی ہو گا۔ میری رائے میں کیبل پر چلنے والے غلط پروگراموں کو فوری طور پر بند کیا جائے۔ بیرونی ممالک کے وہ چینل جو فحاشی اور عریانیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیلا رہے ہیں ان کا بوریا بستر گول کر دیا جائے۔ بچوں کو تو خاص طور پر ایسے پروگرام دیکھنے سے باز رکھا جائے ورنہ ہم اپنے ملک کے بارے میں یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے:۔

جانے کیا سوچ کے ماں باپ نے پالے بچے
اور حالات نے کس رنگ میں ڈھالے بچے
آپ کھولیں تو سہی ان پر درِ رزقِ حلال
پھر نہ راتوں کو توڑیں گے یہ تالے بچے

مجھے اُمید ہے کہ صاحبِ اختیار لوگ اِس پر ضرور توجہ دیں گے۔ شکریہ

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی کی قلت.....ایک عالمگیر مسئلہ

کس قدر آگ برستی ہے یہاں
خلق شبنم کو ترستی ہے یہاں
رُخ کدھر موڑ گیا ہے دریا
اب نہ وہ لوگ نہ بستی ہے یہاں

جناب قائد ایوان اور میرے ہم مکتب ساتھیو!

پانی زندگی ہے، یہ انسانی جسم میں دوڑنے والا لہو اور اعضاء کو متحرک رکھنے والا مادہ ہے۔ شبنم کی ٹھنڈک، ہوا کی خنکی، کلی کی مہک، شگوفے کی چٹک، سبزے کی لہک، بلبل کی چہک اور لہر کی روانی پانی کے ہی دم سے قائم و دائم ہے۔ خالقِ کائنات نے پانی کو زندگی کی اساس قرار دیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے، بلاشبہ زندگی کی ابتدا پانی سے کی گئی۔ حیات بخش سرمایہ اور اُس کا یوں بے دریغ استعمال کہ جس سے کرۂ ارض پر موجود زندگی کو ہی خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ اسی معاملے کی اہمیت کے پیشِ نظر یہاں جو قرارداد بحث کے لیے پیش کی گئی ہے اس کا عنوان ہے ''پانی کی قلت ایک عالمگیر مسئلہ!''

درحقیقت پانی نہ صرف ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے بلکہ اقوام کے مابین تنازعات اور کشیدگی کی وجہ بھی بن رہا ہے۔ موضوع زیر بحث پر اظہار خیال کی دعوت ملنے کے بعد جب میں نے عقل و شعور کے تار کو چھیڑا تو تفکرات کی تہہ سے روشنی کی کرن نمودار ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عقلِ نارسا نے حال کے پردوں کے اس پار دیکھا تو آنے والی نسلیں، حال کے لاپرواہ انسانوں پر روتی نظر آئیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے وہ مجھ سے پوچھ رہی ہوں۔ اے مستقبل سے آنکھیں چرانے اور حال کی مستی میں مگن رہنے والے کم اندیشو! تم نے آنے والی نسلوں کی بھلائی کے لئے بھی کچھ سوچا تھا؟ وہ زمین جو کبھی فرحت آمیز فضاؤں کا مسکن تھی، کو آپ نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے اتنی بے دردی سے نوچا کہ یہاں کھلنے والی کلیاں پانی کے چند قطروں کے انتظار میں دم توڑ رہی ہیں۔ زمین جو آپ اور ہم سب کی مادرِ مہربان تھی، انگاروں کی طرح دھک رہی ہے۔ آپ نے سائنسی تجربات کی بدولت کرہ ارض کو زہریلی گیسوں اور فرسودہ مادوں میں کچھ یوں تبدیل کر دیا ہے کہ جو پانی ہمیں مل رہا ہے، پانی نہیں بلکہ زہریلی گیسوں کا مجموعہ ہے۔

جناب قائد ایوان!

پانی ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ دریا اور نہریں خشک ہو رہی ہیں۔ زیرِ زمین آبی ذخائر دن بدن ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ چشمے اور کنویں ختم ہو رہے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے صاف پانی کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ زرعی زمینیں چلّو بھر پانی کو ترس رہی ہیں۔ ہم نے جدید ترین مشینری سے زراعت کے عمل کو آسان تو بنا لیا ہے لیکن یہ نہیں سوچا کہ کھیتوں کو ہرا بھرا رکھنے کے لیے پانی کہاں سے آئے گا؟ بات یہاں تک ہوتی تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن افسوس! ہم نے فیکٹریاں اور کارخانے لگا کر یہ اطمینان کر لیا ہے کہ ہم خوشحال ہو جائیں گے لیکن ہم نے یہ نہیں سوچا کہ ان سے نکلنے والا دھواں کہاں جائے گا؟ ہم نے پٹرول اور گیس پر چلنے والی گاڑیاں چلا کر یہ گمان تو کر لیا ہے کہ ہم ترقی کے نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں، یہ نہیں سوچا کہ ان کے سلینسروں سے نکلنے والا زہریلا مادہ کہاں جائے گا؟ آج کرۂ ارض کا ٹمپریچر بڑھ رہا ہے۔ کارخانوں کا دُھواں اور زہر آلود گیسیں نہ صرف کرۂ ارض کو آگ کے بگولے میں تبدیل کر رہی ہیں بلکہ پانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قلت کا باعث بھی بن رہی ہیں۔ دوسری طرف ٹمپریچر زیادہ ہونے کی وجہ سے گلیشیئر پگھل رہے ہیں۔ درجہ حرارت میں اضافہ کی وجہ سے بارشیں کم ہو رہی ہیں۔ اس مہلک اور خطرناک کھیل میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ فطرت سے کھیل کر نباتات اور جمادات کو تباہی کے دھانے پر لا کر اور اس زمین کو پانی جیسی نعمت سے محروم کر کے نہ جانے ہم انسانیت کی کون سی خدمت کر رہے ہیں؟ قران پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ ملامت کے مستحق تو وہ ہیں جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں
اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں۔

سامعین!

سچ تو یہ ہے کہ آج ہم سب مل کر ایک عالمگیر تنازعے کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ اب تو بعض ممالک دوسروں کے حصّے کا پانی اپنے علاقوں میں موڑنے لگے ہیں۔ پانی کی کمی پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہی ہے۔ ڈیموں میں پانی کم ہونے کی وجہ سے بجلی کی لوڈ شیڈنگ ایک معمول بن چکی ہے۔ کیا اس صورتِ حال میں مزید ڈیم بن سکیں گے؟ صوبوں کے درمیان پانی کا تنازعہ عرصہ دراز سے تصفیہ طلب چلا آ رہا ہے۔ انڈیا نے وولر بیراج اور بگلیہار ڈیم بنا کر مستقبل میں ایک اور پاک بھارت جنگ کی راہ ہموار کر دی ہے۔ یہ نہ ہو کہ اب وہ باقی دریاؤں کے پانی پر بھی اپنا حق جتانا شروع کر دے؟ اس وقت عرب ممالک میں پانی کی کمی ہے۔ افریقہ میں تو پانی کی پہلے ہی سے شدید قلت ہے۔

سامعین کرام!

آیئے اس انسانی بحران کے حل پر نظر ڈالتے ہیں۔ ہم زمین سے اٹھنے والی زہریلی گیسوں اور زہریلے مادوں پر کنٹرول کے بعد فضا کو ایک مرتبہ پھر پاکیزہ بنا سکتے ہیں۔ کرۂ ارض اگر معمول کے مطابق معتدل رہے تو بارشیں پھر سے مقررہ اوقات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برسنا شروع ہوجائیں گی۔

آبادی پر قابو پانے سے پانی کی مانگ میں کمی آجائے گی۔اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم فی الحال سطح زمین پر موجود آبی ذخائر سے استفادہ کریں۔ زیرِ زمین ذخائر ہماری آنے والی نسلوں کی امانت ہیں۔ امریکہ، چین اور بھارت جیسے تیزی سے ترقی کرنے والے ممالک اس بحران پر قابو پانے میں عالمی برادری کی مدد کر سکتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق زہر آلود گیسوں کا سب سے بڑا منبع امریکا سے نکلتا ہے۔آخر میں صرف ان الفاظ پر اکتفا کروں گا کہ اس خطرے سے ہم دو طریقوں سے نپٹ سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے خطرے کی آمد کا انتظار کرتے رہیں۔ دوسرا یہ کہ اس پر قابو پانے کیلئے عملی اقدامات کریں۔ہمیں آج کی نہیں کل کی فکر کرنا ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کل ہم نہ دیکھ سکیں لیکن سب کچھ سمجھتے ہوئے آنے والی نسلوں کی بقاء کو داؤ پر لگانا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کسے معلوم کہ اس کارِ خیر کے لئے وہ ہمیں موردِ الزام نہ ٹھہرائیں؟ جب ان سے ہمارے کارناموں کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ برملا جواب دیں گی کہ ان کے کارناموں کے بارے میں مت پوچھو۔شکر کرو ہم نے انہیں معاف کر دیا ہے کہ معاف کرنے کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ آیئے سب مل کر اس خطرناک بحران پر قابو پانے کے لئے منصوبہ بندی کریں:۔

راہ دشوار سہی، عزمِ سفر پیدا کر
حوصلہ خود ہی تیرا رہبر ہو گا

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں خواتین کے حقوق محفوظ ہیں

میرے سخن کا قرینہ ڈبو گیا مجھ کو
کہ جسے حال سنایا اُسے فسانہ لگا

جنابِ صدر ذی وقار اور سامعینِ محفل اسلام علیکم!

مغرب سے اُٹھنے والی پروپیگنڈے کی تند و تیز آندھیوں نے سچائی کے چراغ بُجھا دیئے ہیں۔ تہمت کی بادِ باراں نے حقیقت کے پودوں کو جڑ ہی سے اُکھاڑ پھینکا ہے۔ یہی وجہ ہے اغیار کی لچھے دار کہانیوں اور رونگٹے کھڑے کرنے والی داستانوں نے ہمیں اس قدر تذبذب میں مبتلا کر دیا کہ ہم خود پر بھروسہ کرنا ہی چھوڑ چکے ہیں۔ ہم اپنے شاندار ماضی سے ناطہ توڑ چکے ہیں آخر کیوں؟ بیٹیاں کسی بھی قوم کی صدق و صفا کے پھول ہیں؛ کا نعرہ بلند کرنے والی قوم آخر یہ کیوں سمجھ بیٹھی ہے کہ اس کے ملک میں اس کی بیٹیوں کے حقوق محفوظ نہیں جو قوم یہ عقیدہ رکھتی ہو کہ دنیا کی تمام رونقیں خواتین کے دم قدم سے ہیں کس بناء پر پروپیگنڈے کی زد میں آ کر پسپائی پر مجبور ہوگئی؟ جنابِ صدر آخر کیوں؟ ہم اس قدر سہمے اور ڈرے ہوئے کیوں ہیں؟ میں یہاں شدت سے اس زہریلے پروپیگنڈے کی مذمت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہمارے ملک کی خواتین کے حقوق محفوظ ہیں ہاں بالکل محفوظ ہیں۔

اس سے پہلے کہ میں موضوعِ سخن کے حق میں دلائل دوں آیئے دیکھتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:۔

''اے لوگو! عورتوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرو اور عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔''

کیا یہ سمجھا جائے کہ اس نصیحت کی حیثیت ایک کتابی فلسفے سے زیادہ کچھ نہیں؟ کیا ہم یقین کر لیں کہ ہم مسلمانوں نے قرآن کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے؟ نہیں جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو زندہ درگور ہونے سے بچا کر اسے عزت و آبرو کے اعلیٰ مناصب پر فائز کر دیا۔ اسلام میں عورت ایک باوقار ہستی ہے۔ وہ بیٹی کی صورت میں رحمت اور ماں بن کر سراپا شفقت ہے۔ ہم عورت کے بغیر گھر داری، رشتہ داری، شادی بیاہ اور ماتم کی رسومات نبھانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ نام نہاد حقوقِ نسواں کے علمبردار خودکشی کے ایک کیس یا تشدد کی ایک شہ سرخی کو اتنا اُچھال دیتے ہیں کہ دنیا یہ واویلا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ پاکستان میں خواتین کے حقوق محفوظ نہیں:۔

گو سیاہ بخت ہیں ہم لوگ پر روشن ہے ضمیر
خود اندھیرے میں ہیں اوروں کو دکھاتے ہیں چراغ

جنابِ صدر!

پاکستان میں عورت کے حقوق اتنے ہی محفوظ ہیں جتنا کہ کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں۔ ہمارے ملک میں خواتین تعلیمی اداروں میں حیرت انگیز رفتار سے ترقی کر رہی ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت خواتین میں خواندگی کی شرح صفر کے برابر تھی، اب مردوں کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ہماری ذہین بچیاں تعلیمی میدان میں بچوں کو بہت پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اب تو خواتین ڈاکٹر، پائلٹ، آرمی آفیسر اور انجینئر بن رہی ہیں۔ اسلامی دنیا کی پہلی وزیراعظم ایک پاکستانی خاتون تھیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی خدمات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو عالمی برادری قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں خواتین ڈرامہ نگار، افسانہ نگار اور پروفیسرز ہیں ہم پر تنقید کرنے والوں کو یہ سب کچھ نظر کیوں نہیں آتا؟

سامعین!

سچ یہ ہے کہ عالمِ اسلام میں خواتین کو جتنے حقوق حاصل ہیں ان میں پاکستان سرفہرست ہے۔ ہم نے خواتین کو چار دیواری سے باہر آنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ ہماری خواتین زندگی کے تمام شعبہ جات میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہی ہیں۔ پھر اس مذموم کھیل کی حقیقت کیا ہے جس میں ہم پر کیچڑ اُچھالا جاتا ہے۔ پاکستانی عورت گھر میں محترم اور گھر سے باہر قابلِ عزت ہے۔ راہ چلنے والی خواتین کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بس میں سفر کرنے والی خاتون کے لیے سیٹ چھوڑ دی جاتی ہے۔ بازار سے سودا سلف خریدنا ہو یا بینک میں کوئی کام، یوٹیلیٹی سٹورز سے اشیائے خوردونوش کی خریداری کا معاملہ ہو یا کسی بھی محفل میں ادب واحترام کا مسئلہ، ہماری خواتین کو ترجیح دی جاتی ہے اور اُنہیں عزت وتکریم سے نوازا جاتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بعض علاقوں میں خواتین کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ متعصّبانہ روّیہ رکھا جاتا ہے۔ ونی کی رسم بھی ہماری نیک نامی پر سیاہ دھبہ ہے لیکن یہ سب کچھ تو ہر ملک میں ہوتا ہے۔ امریکہ میں عورت کو محض کٹھ پتلی اور سکون آور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یورپ میں عورت کو محض کھلونا سمجھا جاتا ہے۔ وہ صدیوں سے عزت و وقار کی بحالی کی آس میں غیرت وناموس کے نام سے ناآشنا ہوتی آئی ہے۔ وہ گھر اور چار دیواری سے محروم ہے، وہ اپنی عزت دوبارہ حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن افسوس تاحال اسے کامیابی حاصل نہیں ہوسکی:

مڑ کے دیکھا تو دراڑیں تھیں کئی چہروں پر
آئینے میں تو ہر شخص حسین لگتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنابِ صدر!

تہذیب وتمدن کے اوجِ ثریا کا دعویٰ کرنے والے حقوق نسواں کے یہ نام نہاد علمبردار کیوں نہیں دیکھتے کہ ان کے ملک میں بھی روزانہ خواتین کی عصمت دری جیسی وارداتیں ہوتی ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ پتھر کے پجاریوں سے عظمتِ آدم کا بھاؤ مت پوچھئے۔ اپنے آپ پر بھروسہ کریں۔ ہم خواتین کی قدر کرتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ وہ ملک کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کریں۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُستاد کا مقام

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

جنابِ صدر اور معزز سامعین!

چاند کا سفر، مریخ کی سیر، سمندر کی تہہ میں مسکن، مظاہرِ فطرت کو قدموں میں لا کھڑا کرنا۔ انسان کی یہ قوت، یہ دہشت کہ جس سے چٹانوں کے جگر چاک اور چرند پرند اس کے خوف سے تھرتھراتے ہیں۔ کس نے انسان کو اس قدر توانائی بخشی ہے؟ قادرِ مطلق کے بعد کون ہے جو اس کے بازوؤں کو قوتِ پرواز عطا کرتا ہے۔ کون ہے جو مولوی میر حسن بن کر اقبال کو علامہ اقبال کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ دیکھا جائے تو ہر انسان کی کامیابی کے پیچھے ایک معتبر شخصیت کا ہاتھ ہوتا ہے اور وہ ہے اُستاد۔ اُستاد ہی نے انسان کو عرفانِ ذات اور تسخیرِ کائنات کا حوصلہ بخشا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر دو لوگ ایک ایک سکہ ایک دوسرے سے تبدیل کریں تو نتیجتاً دونوں کے پاس ایک ایک سکہ ہو گا لیکن دونوں کے پاس ایک ایک خیال ہو اور دونوں ایک دوسرے سے تبدیل کریں تو یقیناً دونوں کے پاس دو خیالات ہو جائیں گے۔ میں یوں کہوں گا کہ استاد ہمیں ایک خیال ہی نہیں بلکہ لاکھوں خیالات سے مستفید کرتا ہے۔ اس طرح ہر انسان کی زندگی پر تین شخصیات کے اثر کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں، باپ اور استاد! ماں باپ کا کام بچوں کی جسمانی نشوونما، جبکہ استاد کا فریضہ اس کی روحانی پرورش ہے۔ استاد نوخیز اذہان کی تربیت کی اہم ذمہ داری انجام دیتا ہے اور ننھی مُنی کلیوں کو زیورِ علم سے آراستہ کرتا ہے۔ جب میں نے اس موضوع پر سوچ بچار کی تو حدیث کے الفاظ مجھ سے یوں ہم کلام ہوئے:۔

''تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔''

اُستاد ہی وہ ہستی ہے جو انسان کو زیورِ علم سے آراستہ کرتی ہے، اسے سچ بولنا سکھاتی ہے، نیکی کی تلقین کرتی ہے اور بُرائی سے بچنے کا طریقہ بتاتی ہے۔

صدرِ محترم!

استاد کو اپنے پیشے کے تقدس کا احساس ہوتا ہے۔ تمام انبیاء نے اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی، انہیں صراطِ مستقیم پر چلنا سکھایا۔ تمام انبیاء نے انسانوں کو اخلاقِ حسنہ کی تلقین کی۔ انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر خیر اور سلامتی کی راہ پر گامزن کیا۔ معلم کا پیشہ تو ہے ہی پیغمبرانہ۔ استاد کے مقام کی بلندی ملاحظہ ہو کہ محمدؐ فرماتے ہیں ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' استاد ہر شخص کی کامیابی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اگر ہم انسانی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت ہم پر عیاں ہو گی جتنے بھی عظیم رہنما، ڈاکٹر، سائنسدان، مفکر اور مبلغ گزرے ہیں اُن کو اُس مقام تک پہنچانے والا کوئی نہ کوئی معلم تھا اگر افلاطون نہ ہوتا تو ارسطو کے نام سے کون واقف ہوتا۔ شاگرد اپنے اُستاد کی صلاحیتوں کا پرتو ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مریض کا علاج کرتا ہے، انجینئر تعمیر کرتا ہے، وکیل انصاف دلاتا ہے، جج انصاف کرتا ہے لیکن ان سب کو سکھانے والا اُستاد ہی ہوتا ہے، اسی لئے تو استاد کو معمار کا لقب دیا گیا ہے۔

حاضرینِ محفل!

اُستاد ایک نسل کو زیورِ علم سے آراستہ کرتا ہے جو کہ محنت طلب کام ہے۔ روحِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی کی یہ صفت ہے کہ وہ بہتر سے بہترین کی جستجو میں رہتی ہے۔ استاد اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر طلباء کے ذہن کو تبدیل کرتا ہے۔

بقول شاعر:۔

ظلمتِ شب میں ستاروں سے تراشوں گا چاند
کیسے کہہ دیں گے مسافر کہ راستہ نہیں ملتا

جنابِ صدر!

مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ آج بھی نظریاتی اُستاد موجود ہیں جو الفقر فخری کے علم بردار ہیں، جو مادی چکاچوند کو بے معنی سمجھتے ہیں اور اپنے پیشے کو عبادت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اُن کی تدریس کا مقصد مالی فوائد نہیں بلکہ خدمت ہوتا ہے۔ ایک سچا اُستاد پڑھانے میں اطمینان اور سکونِ قلب محسوس کرتا ہے۔ اساتذہ بچوں کو دن بھر پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں تاکہ اِن کے طلباء امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں۔ طالب علم کامیابی سے ہمکنار ہوکر اپنے اساتذہ سے ملیں تو اُن کے دلوں میں اپنے اساتذہ کیلئے عزت واحترام ہوتا ہے۔ وہ اپنے اساتذہ کے دل سے ممنون ہوتے ہیں جن کے فیض سے انہوں نے زندگی میں کامیابیاں حاصل کیں اور اعلیٰ مراتب پائے۔

ذی احتشام!

اُستاد کا پیشہ ایک مقدس پیشہ ہے۔ غور کریں تو اُستاد ہر محاذ پر صف آراء نظر آئے گا۔ طلباء میں جذبہ حُب الوطنی اجاگر کرنے کی بات ہو یا مروّجہ علوم کے ساتھ ساتھ کردار کی اہمیت سے آگاہی کا معاملہ، سچا مسلمان بنانے کی ضرورت ہو یا ملک و قوم کی ترقی کے کا احساس دلانے کی بات، صداقت اور شجاعت کے درس سے آشنا کرنے کا چیلنج ہو یا جہادِ زندگانی کا گُر سکھانے کی تگ و دو، یہ تمام ذمہ داریاں صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی ہستی بنا سکتی ہے اور وہ ہے اُستاد۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اساتذہ کا احترام کریں اور انہیں معاشرے میں جائز مقام دیں۔ آخر میں استاد کے بارے میں یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے:۔

میں جذبوں کے الاؤ میں سدا روشن ہوں
تم احساس کی قندیل جلا کر دیکھو

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

یا

ایک سچے مسلمان کی خوبیاں

کہتے ہیں فرشتے دل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

ذی احتشام!

تخلیقِ آدم سے لے کر آج تک دو قوتیں ہمیشہ آپس میں برسرِ پیکار رہی ہیں۔ ایک قادرِ مطلق کے حکم کی تعمیل میں محوِ سفر اور دوسری شیطان کی خوشنودی میں سرگرداں۔ ایک توحید کی داعی تو دوسری شرک کی تشہیر کرنے والی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی باطل بجلی بن کر مظلوموں پر گرا تو دستِ غیبی نے اُن کی مدد کے لیے ابابیل اُتارے۔ جب سوئے ہوئے شیروں کو جگایا گیا تو پھر فلک شگاف تکبیروں کو کوئی روک نہ سکا۔ ظلم و تشدد کرنا چاہا تو مظلوموں نے اپنے لہو سے حریت کی داستان لکھی۔ محمد ﷺ کے غلاموں نے اپنی شان کے وہ جوہر دکھائے کہ مردِ قلندر کی زبان بے اختیار یہ کہہ اُٹھی:۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنابِ صدر!

مومن کی زندگی کا ہر لمحہ نئی شان اور نئی آن لے کر آتا ہے۔ مومن پھول بھی ہے اور کانٹا بھی، ابرِ بہار بھی ہے اور تلوار بھی، فولاد بھی ہے اور ڈھال بھی، مرہم بھی ہے اور زخم بھی، وہ ریشم کی طرح ملائم بھی ہے باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بھی۔ مومن اتنا بہادر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتا۔ وہ اتنا حساس ہوتا ہے کہ کسی دُور گوشے میں ہونے والے ظلم پر تڑپ اٹھتا ہے۔ مومن شہد سے زیادہ میٹھا اور پھول سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ وہ کفر کے مقابلے میں زہر سے زیادہ مہلک اور فولاد سے زیادہ سخت جان ہوتا ہے۔ مومن موت پر ہنستا اور شہادت کا طلب گار ہوتا ہے۔ وہ ظالم کے سامنے کلمہ حق کہتا ہے، وہ نہ تلوار کی حاجت رکھتا ہے اور نہ بندوق کی، نہ کثرت تعداد کی اور نہ وسائل کی۔ مومن کی زندگی کا ہر لمحہ اس کے عظیم کردار اور جرأت سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارے اسلاف کے کردار کو یاد کرتے ہوئے ولولے آبشار کی طرح پھوٹنا شروع ہو جاتے ہیں:۔

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

میرے ہم سفر ساتھیو! جب فرعونیت کی بربریت چھائی، جب نمرودی شعلے بھڑکے، جب ابوجہلی رعونیت نے اپنے خونی پنجے پھیلائے تو مٹھی بھر مومنین نے تقویٰ کی زرہ پہنی، توکل کی چادر اوڑھی، صبر و استقامت کا ہتھیار اُٹھایا۔ نَصْرٌ مِنَ اللّٰہ کا نعرہ لگایا، حَسْبُنَا اللّٰہ سے دل کو منور کیا اور میدان میں کود پڑے۔ تائید ایزدی پر تکیہ کیا، فقر کو زادِ راہ بنایا اور باطنی قوتوں سے ٹکرانے کے لیے نکل آئے۔ پھر اُن کی تابانیاں فضائے بدر پیدا کر گئیں، موتہ کی ٹوٹی تلواریں مومنوں کی پہچان بن گئیں، قیصر و قصریٰ کے ایوان اُن کے قصیدے پڑھنے لگے اور 313 جوان ہمت کا استعارہ بن گئے۔ جنگِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خندق کے تین ہزار جوان استقامت کا ہمالہ بن گئے۔ قادسیہ کے تیس ہزار شیروں کے بازوؤں میں بجلیاں کوندیں۔ چونڈہ کے محاذ اور B.R.B کے کنارے شجاعتوں کی داستان بنے:۔

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے

سامعین محترم!

آج بھی ہم میں بہت سے مومن موجود ہیں۔ ان کے عزائم بلند ہیں۔ ان کے دل لا الہ الا اللہ کی صدا سے دھڑکتے ہیں۔ وہ تن آسانیوں سے بیزار ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کائنات ہی تھم جاتی۔ لیکن مادیت پرستی نے بہت سوں کو متذبذب کر رکھا ہے۔ ایسے لوگ موت سے ڈرتے ہیں۔ لا اِلہ اللہ میں سے لا ان پر غالب ہے اور اِلا اللہ سے محروم ہیں۔ اقبال کی روح آج بھی انہیں پکار پکار کر کہتی ہے:

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

آیئے! مومن کی گم شدہ میراث مل کر تلاش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگ اس کسوٹی پر پورا اترتے ہیں جو نہیں اُترتے انہیں سوچنا ہوگا۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا بچوں کو موبائل فون کے استعمال کی اجازت ہونی چاہیے؟

حسرتیں دل کی پوری نہیں ہوتیں
خواب بُننے نہیں پاتا کہ بکھر جاتا ہے

صدرِ ذی شعور!

میں موبائل فون کے بے جا استعمال پر چند گزارشات پیش کرنے کیلئے آپ کے سامنے موجود ہوں۔ لفظ ''بے جا'' سے میری مراد موبائل کا وہ استعمال ہے جو کسی بھی مفید مقصد کے زمرے میں نہیں آتا۔ اگرچہ اس وباء کا شکار تو ہر عمر کے لوگ ہو رہے ہیں یعنی بڑے اور بچے دونوں ہی اس بیماری کی لپیٹ میں ہیں پھر بھی اس کا استعمال انسان کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ میں خود بھی اس کو ناگزیر سمجھتا ہوں۔ دور رہنے والے رشتہ داروں سے بات چیت سے لے کر کاروبار زندگی کے ہر شعبہ میں موبائل کا استعمال ناگزیر ہو گیا ہے لیکن موبائل فون کو بچوں کی رسائی سے دور رکھنا آسان ہے۔ بچوں کو اس کے استعمال سے روکنے میں کوئی قباحت نہیں اور بچوں کے لئے یہ ضروری بھی نہیں۔ میں کوئی دقیانوسی خیالات کی ترجمانی نہیں کر رہا، نہ موبائل فون کی وجہ سے پرورش پانے والی بیماریوں کو کریدنا مطلوب ہے۔ موبائل فون کے خلاف اُٹھنے والی میری اِس صدا کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصد کسی فردِ واحد پر تنقید نہیں بلکہ میری آواز کا مطلب صرف والدین کو آگاہ کرنا ہے کہ اپنے بچوں کو اس سے دور رکھیں۔ طلباء و طالبات کو خبردار کرنا ہے وہ اس حقیقت کا اِدراک کر لیں کہ ہاں! ہم موبائل فون کا اِستعمال غلط کر رہے ہیں اور اگر ہم اس کا استعمال نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں اور اس سے دور رہنے سے ہماری تعلیم اور اخلاق دونوں میں بہتری آئے گی۔

جنابِ صدر! اِس میں کوئی شک نہیں کہ موبائل فون ہی کی بدولت دنیا گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ایک ایسا گاؤں، جہاں لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے ہیں، تجارت میں تیزی اور روابط میں اضافہ ہو چکا ہے اس کے باوجود بھی ہمارے زیرِ تعلیم بچوں کے لئے موبائل کا استعمال ٹھیک نہیں جو موبائل کو محض تفریح طبع کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اِس مفید اِیجاد کے ثمرات بہت ہیں لیکن ہمارے بچوں کو جس طرح موبائل فون نے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے، غور طلب ہے۔ کیا موبائل فون کی وجہ سے پیدا ہونے والی بُرائیوں کا ذمہ دار وہ موجد ہے جس نے اسے ایجاد کیا؟ کیا وہ موبائل کمپنیاں ہیں جو موبائل سروس سے کروڑوں ڈالر کما رہی ہیں؟ میرا خیال ہے نہیں۔ ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا ہو گا کہ غلط کیا اور درست کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بُرائی اور اچھائی میں تمیز کا شعور بخشا ہے۔ اُس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ تمھارے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی۔ قرآن مجید میں اِرشاد ہے ''جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے لئے ہی کرے گا اور جو بُرائی کرے گا اس کا خمیازہ خود ہی بھگتے گا۔''

سامعین!

آیئے دیکھتے ہیں یہ ایجاد ہمارے بچوں کا ذہن کیسے خراب کر رہی ہے؟ موبائل فون کے بے جا استعمال میں طلباء و طالبات سرِ فہرست ہیں۔ موبائل فون اُنہیں بری طرح گمراہ کر رہا ہے۔ وہ اپنا مقصدِ حیات بھول کر ذہنی سکون اور گپ شپ کو ہی زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھ رہے ہیں۔ وہ موبائل فون کو دنیا کی قیمتی، انمول اور عزیز ترین چیز قرار دے رہے ہیں۔ موبائل پر گھنٹوں بات کرنا اُن کا مشغلہ بن چکا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ طلباء کی اکثریت فاقہ تو گوارہ کر سکتی ہے لیکن موبائل فون کا پیٹ بھرنے کیلئے وہ کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ بڑی عمر کے طلباء ہی کیا بچے بھی اِس کی لت کا شکار ہیں۔ بات یہاں تک آ پہنچی ہے کہ سکول یا کالج میں اگر آپ کے پاس موبائل نہ ہو تو اسے فیشن کا حصہ سمجھنے والے طلباء آپ کا مذاق اُڑائیں گے۔ آپ کو دقیانوسی، گنوار اور جاہل جیسے القابات سے نوازیں گے۔ بعض بچوں کے والدین موبائل کو ضروری قرار دیتے ہوئے کہیں گے، موبائل کی وجہ سے بچوں اور والدین کے درمیان رابطہ رہتا ہے۔ میرا جواب ہے پریشانی کی صورت میں والدین سکول انتظامیہ سے رابطہ کیوں نہیں کرتے؟ سکول اور کالج کی انتظامیہ والدین سے کیوں رابطہ نہیں کر سکتی کیونکہ ان کے پاس ایمرجنسی کی صورت میں رابطہ کرنے کے لئے فون نمبر ہوتے ہیں۔ یقیناً فون، بچوں کے حوالے کرنے کی یہ دلیل وزنی نہیں۔

جنابِ صدر!

آج کل مختلف موبائل کمپنیاں اپنا کاروبار چمکانے کے لئے عجیب وغریب پیکج پیش کر رہی ہیں۔ ایک طرف تو وہ ہمارا قیمتی سرمایہ لوٹ رہی ہیں تو دوسری جانب نوجوانوں کی نیند اور سکون چھین رہی ہیں۔ بعض طلباء تو والدین سے چھپ کر اپنا قیمتی وقت اور پیسہ اس ذہنی عیاشی کی بھٹی میں جھونک رہے ہیں۔ والدین بچوں سے بہت اونچی اُمیدیں وابستہ کیے ہوتے ہیں لیکن ان کے امتحانی نتائج دیکھ کر رو پڑتے ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے جب ایک دس سالہ بچے کو وہ موبائل گفٹ کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت نہیں سوچتے یہ چھوٹا سا فون ان کے بچوں کیلئے کتنا نقصان دہ ہوگا۔ یوں وہ خود اپنے ہاتھ سے انہیں تباہی کا سامان خرید کر دیتے ہیں۔ بچے کی مثال ایک کمزور ٹہنی کی سی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ کمزور ٹہنی کو اپنی مرضی سے جس طرف گھمانا چاہیں وہ اسی طرف مڑ جائے گی لیکن یہی ٹہنی جب تن آور درخت بن جائے تو زور سے یا تو ٹوٹے گی نہیں اگر ٹوٹ بھی گئی تو بیکار جائے گی۔ چھوٹی عمر کے طلباء وطالبات اچھائی یا برائی میں فرق نہیں کر سکتے۔ اگر کر سکتے تو ہماری پرورش کے محتاج ہی کیوں ہوتے۔ بچوں کو ایک خاص عمر تک تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے طبعی میلان اور دلچسپی کو ان کے مستقبل سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان کے مشاغل کا انتخاب کرنا بھی ہماری ذمہ داری میں آتا ہے ورنہ بچہ تو اسی چیز کی خواہش کرے گا جو اسے اچھی لگتی ہے۔ اگر بچہ ہم سے کھیلنے کے لئے آگ کے انگارے طلب کرنے لگے تو یقیناً ہم نہیں دیں گے۔ ہم اپنے بچوں کو موبائل فون خرید کر انہیں غلط راہ پر لگائیں گے تو یہی بچے بڑے ہو کر ہمیں کچھ یوں دعا دیں گے:۔

ہم سا بھی مسافر کبھی دیکھا ہے کسی نے
لُٹ جائے مگر رہبرِ منزل کو دُعا دے

طلباء کے علاوہ بھی اس بیماری نے ہمارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ بات اگر اِس کے مفید استعمال تک محدود رہتی تو لُٹنے کا افسوس نہ ہوتا۔ اب بات سرمائے کے ضائع ہونے سے بھی بہت دور نکل چکی ہے۔ موبائل فون کے سے پھیلنے والی فحاشی، عُریانی اور گمراہی جیسی بیماریاں نوجوانوں کو مفلوج کر رہی ہیں۔ وہ والدین کی کسی بھی نصیحت کو پلے باندھنے کے لیے تیار نہیں۔ آیئے طلباء کے حوالے سے موبائل کے استعمال کا تجزیہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ ہم اپنے نونہالوں کو اس کے مضر اثرات سے ضرور بچائیں گے۔

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیشن وقت کی ضرورت ہے

کون بہتے ہوئے اشکوں پر نظر رکھتا ہے
لوگ ہنستے ہوئے چہروں کو دعا دیتے ہیں

حاضرینِ محفل! اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے خوبصورت اور پسندیدہ مخلوق بنایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے لئے پیدا کی جانے والی ہر چیز جو تکمیلِ حسن کے کام آئے، خوبصورت ہے۔ جان کیٹس، انگریز شاعر نے کہا تھا ''خوبصورت چیز دائمی خوشی کا باعث ہوتی ہے اور جو چیز خوبصورت ہو وہ سچی اور جو سچی ہو وہ خوبصورت ہوتی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری زیبائش و آرائش کی ہر چیز خوبصورت ہے۔ اگر مقصد صرف تن ڈھانپنا ہو تو کھدر کا کپڑا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زرق برق کپڑے ہم اس لئے پہنتے ہیں تاکہ خوبصورت دکھائی دیں۔ زمین کے بطن سے پیدا ہونے والی دھاتیں ہماری خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔ کوہِ طور کا سُرمہ آنکھوں میں چمک اور مقناطیسیت پیدا کرتا ہے۔ سیپیوں سے نکلنے والے ہیرے صراحی جیسی گردنوں کے ہار اور نازک انگلیوں کے لئے نگینے بنتے ہیں۔ سونا ایک معمولی دھات ہے لیکن جب زیورات کی شکل میں ڈھل جائے تو زینت بنتا ہے اور فیشن میں اس کا استعمال ہی اسے وقعت بخشتا ہے۔ فیشن کو چار چاند لگانے والے رنگ جب انسان پر سجیں تو ان کی آن بان ہی نرالی ہو جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ غازہ ہو یا کاجل، سرخی ہو یا ناخن پالش سب کی سب حسن و رعنائی میں اضافہ کرتی ہیں۔ خوبصورتی کے تمام لوازمات کو فیشن کہا جاتا ہے۔ جس طرح خوبصورتی لازوال ہے بالکل ایسے ہی فیشن بھی عالمگیر وجود رکھتا ہے اور ہر زمانے میں وقت کی ضرورت رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تاریخ انسانی فیشن کی تردید میں بے دست و پا نہ ہوتی۔ حیرت تو یہ ہے کہ پتھر کے دور کے انسان بھی فیشن کرتے تھے۔ اُس دور کی پتھروں پر چتر کاریاں آج بھی انسانی تخیل کا بیّن ثبوت ہیں۔ انسانی زندگی کا آغاز تو ہمیں اور بھی حیران کر دیتا ہے کیونکہ انسان نے اپنی فطری ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے درخت کے پتوں اور کھجور کی چھال سے اتنے اُچھوتے اور خوبصورت پیراہن بنائے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اسی حوالے سے میں آج فیشن کو بطورِ ضرورت اپنا موضوعِ سخن بنا رہا ہوں۔ ان اضافی الفاظ کے ساتھ کہ فیشن کو اعتدال کی قید میں رکھتے ہوئے برائی نہ سمجھا جائے:۔

جب دلِ زار کا فسانہ کہیں گے
کچھ لوگ یقیناً ہمیں دیوانہ کہیں گے

جنابِ صدر!

مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ حزبِ مخالف کے دوست فیشن کو کیا معنی پہناتے ہیں لیکن میرا ضمیر سچ کی جستجو میں پند و نصائح کو خاطر میں لانے کو تیار نہیں۔

جنابِ صدر! قرآن پاک اور احادیث میں یہ واضح ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ صفائی اور طہارت اسلام کے زرّیں اصول ہیں۔ عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کے سامنے ہار سنگھار کریں۔ دوسری طرف دیکھا جائے تو فیشن کا مطلب ہے اپنے آپ کو وقت کے مطابق ڈھالنا۔ شادی میں کوئی بھی سیاہ رنگ کے کپڑے نہیں پہنتا۔ عید کے موقع پر کوئی بھی ماتمی لباس نہیں پہنتا۔ قومی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و مذہبی تہوار پر ہر انسان اپنے آپ کو بناتا سنوارتا ہے تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے۔ انسان شعور کی دولت سے مالا مال ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نازک جذبات کی ترجمانی کرتے وقت روحانی تسکین محسوس کرتا ہے۔ ہم سے ہر انسان اچھا دکھائی دینے کی جستجو میں سرگرم رہتا ہے۔ ہم سب اچھے اچھے ملبوسات، جوتوں اور بالوں کے سٹائل پر دولت اور وقت دونوں خرچ کرتے ہیں آخر کیوں؟ اس لئے کہ فیشن ایک لعنت ہے؟ یہ ایک بیماری ہے؟ یہ ایک وباء ہے؟ یہ ایک المیہ ہے؟ نہیں جنابِ والا! ہرگز نہیں یہ سمجھنے والے پر موقوف ہے کہ وہ اسے کیا معنی پہناتا ہے؟

جنابِ صدر!

زہر جان لیتا ہے لیکن کتنی بیماریوں میں شفا بھی عطا کرتا ہے۔ سورج کی گرمی نقصان کا باعث بنتی ہے لیکن سردیوں میں اس کی سب کو ضرورت ہوتی ہے۔ پھول ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لئے سرخ رنگ کی بیکار سی جڑی بوٹی ہوں گے لیکن بہت سے لوگوں کے دل کے ترجمان اور محبت کی علامت ہیں۔ اسی طرح فیشن بھی ہے۔ بعض کے نزدیک تو یہ خوبصورتی کا وسیلہ ہے اور بعض اس کو لعنت کہتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ واقعی لعنت ہے بھی؟ بے ذوق اسے لعنت ہی کہیں گے، ذوق والے اسے کائنات کے متحرک رکھنے کا وسیلہ کہیں گے۔ مجھے سخت کوفت ہوتی ہے ان لوگوں سے جو سرِ عام تو اس کی مذمت کرتے ہیں لیکن اندرونِ خانہ اس کو اپناتے ہیں۔ یہ دورُخی کیا معنی رکھتی ہے۔ میں ایسے لوگوں کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا:۔

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
عمل لازمی ہے تکمیلِ تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنابِ صدر موضوع کو سمیٹتے ہوئے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ فیشن ایک ضرورت ہے۔ کیونکہ صدیوں سے ہر فرد نے اس کو اپنایا ہے اور آج بھی ہم نے اس کو اپنایا ہوا ہے۔ اور ہماری آنے والی نسلیں اس میں مزید جدّت لائیں گی۔ یہ ضرورت ہے تو اس لئے دنیا میں لاکھوں افراد اس کی صنعت سے وابستہ ہیں۔ میں فیشن کے مخالفین سے ضرور کہوں گا کہ ہر دور میں دقیانوس خیالات جدت کے راستے میں حائل رہے ہیں۔ کرنے والوں نے تو بجلی کے بلب، ٹیلیفون، ٹی وی اور کیبل پر بھی بہت تنقید کی ہے لیکن یہی چیزیں آج ہمارے گھروں کی رونق بن چکی ہیں۔ آخر میں مباحثے کو اس شعر پر ختم کروں گا:۔

ہمارے عہد کے انسان ہیں ذہین بہت
ضمیر بیچ کے شہرت خرید لیتے ہیں

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیشن وقت کی ضرورت نہیں ہے

جنابِ صدر اور معزز سامعین!

اگر الفاظ کے جوڑ توڑ کی جادوگری کو تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً میرے دوست نے اپنے پُرزور مگر بے سروپا دلائل سے اس محفل کو لوٹ لیا ہے۔ واہ! کیا کہنے ان کی دُھواں دھار تقریر کے اور کیا کہنے ان کے موسلا دھار دلائل کے۔ بہرطور میں ان کی اس چرب زبانی پر حیرت زدہ ہوں اور مجھے حیرت کیوں نہ ہو کہ کھوٹے کو کھرا اور کھرے کو کھوٹا ثابت کرنا کوئی انہی سے سیکھے:۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

میرے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ فیشن کو ایک بُرائی سمجھتے ہوئے اس کا تعلق حقائق کے ساتھ استوار کروں تا کہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ جب روم جل رہا تھا تو نیرو بانسری بجا رہا تھا، نادر شاہ درانی ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا تھا تو بہادر شاہ رنگیلا فیشن کی ترنگ میں بدمست ہو کر ہندوستانیوں کو نیند کی لوریاں دے رہا تھا۔ اسی طرح ہلاکو خاں جب بغداد کو تہس نہس کر رہا تھا تو بغداد کا خلیفۃ المسلمین شاہی محل میں طاؤس و رباب پر بڑی خوبصورت دُھنیں سن رہا تھا۔ جہالت، غربت اور دہشت گردی ہمارے ملک کے سُلگتے مسائل ہیں۔ فیشن تو عیاشی میں آتا ہے جس کے ہم متحمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتے۔ خاص طور پر پاکستان میں غربت کی سطح بھوک و افلاس کی لکیر سے بھی نیچے ہے ایسے میں امیروں والے ناز نخرے کرنا گویا روم کے نیرو اور بہادر شاہ رنگیلے کے نقشِ قدم پر چلنے والی بات ہو گی۔

جنابِ صدر!

میرے فاضل دوست کی باتوں سے مجھے یاد آیا کہ فرانس میں قحط پڑا ہوا تھا، لوگ ملکہ کے محل کے سامنے اس امید پر جمع ہوئے کہ ملکہء عالیہ کو شاید اُن کی بے چارگی پر رحم آ جائے۔ ملکہ کو اُن کے دھرنے کا علم ہوا تو اس نے اپنے وزیر باتدبیر سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ وزیر موصوف نے دست بدستہ عرض کی، ملکہ عالیہ یہ بھوکے ہیں اور روٹی مانگتے ہیں۔ ملکہ نے میرے دوست کے خیالات سے ملتا جلتا جواب دیا کہ یہ کیک کیوں نہیں کھا لیتے؟ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ملک کے باسیوں کی آنکھیں بھوک سے ہی نہیں کھلتیں نجانے ہمارے فاضل دوست اُن کی آنکھوں کو کجلے کی دھار سے کالا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟

جنابِ صدر!

فیشن بے حیائی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اگرچہ امراء کی صنعت ہے لیکن اس کی زد میں وہ غریب بھی آ جاتے ہیں جو بڑی مشکل سے دو وقت کی روٹی پیدا کرتے ہیں۔ اگر پڑوس میں خوشبودار بریانی پک رہی ہو تو ساتھ والے ہمسائے کا دل بھی کھانے کو مچل ہی جاتا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ ان کے پاس بریانی خریدنے کے لئے پیسے بھی ہیں یا نہیں۔

فیشن کی میں بھی ضرور حمایت کرتا لیکن افسوس کہ اس نے ہماری نوجوان نسل کو بالکل غافل کر دیا ہے۔ آج کے طالبعلم پڑھائی پر کم اور فیشن پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ بعض طلباء کالج اور یونیورسٹی میں صرف نت نئے ڈیزائن کے کپڑے اور فیشن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوق پورا کرنے کے لئے داخلہ لیتے ہیں۔ یقیناً آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہوگی آج کل ہمارے طلباء کی کثیر تعداد فیشن کی وجہ سے فیل ہو رہی ہے۔اس کی نفسیاتی وجہ یہ ہے کہ ''بعض'' میں ''بعض'' یعنی ''سب نہیں'' پر زور دے کر کہہ رہا ہوں بعض طلباء و طالبات پڑھائی پر توجہ دینے کی بجائے خوبصورت نظر آنے کی خاطر وقت اور پیسہ اپنے وسائل سے بڑھ کر خرچ رہے ہیں۔ان کی کتابوں کا بجٹ بھی فیشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ اُن کا وقت کتابوں سے عقل کے موتی تلاش نہیں کرتا بلکہ بقول میرے فاضل دوست فیشن کی نت نئی اصطلاحیں تلاش کرنے پر صرف کے موتی تلاش کرنے کی بجائے عریانی کی نت نئی جہتیں دریافت کرنے میں گزر جاتا ہے۔فیشن سے پیوستہ ایک اور پریشانی تو گویا وباء کی سی شکل اختیار کر چکی ہے کہ آج ہمارا دین، رسم و رواج اور ثقافت، مغربی فیشن کی زد میں آئے ہوئے ہیں۔عریانی اور فحاشی نے ہم سے ہماری تہذیب چھین لی ہے۔آج قوم کے نونہال ہمارے نہیں، ثقافت ہماری نہیں، تعلیم ہماری نہیں، علم ہمارا نہیں، ترقی کا ہم نہیں سوچتے، کردار کے حسن پر ہماری نظر نہیں، سائنسی ایجادات سے ہم دُور ہیں، مشرقیت ہم پر ماتم کناں ہے، مغربیت نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور فیشن کی زد میں آ کر ہمارا بچہ بچہ بے ڈھنگے لباس پہن رہا ہے کہ انہیں دیکھ کر جی متلاتا ہے۔ہم کب سے نعرے لگاتے آ رہے ہیں کہ چہرے نہیں سماج کو بدلو، سفارش اور رشوت کے راج کو بدلو لیکن نہ جانے میرے دوست چہروں کی خوبصورتی سے اس قدر متاثر کیوں ہیں کہ شاہین بچوں کو خاک بازی کا سبق پڑھا رہے ہیں۔

جنابِ صدرِ مباحثہ!

دوسری طرف وہ کہہ گئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عورت کو ہار سنگار کرنے کی اجازت دی ہے لیکن ہمارے بہت سے بھائیوں کی طرح وہ ہمیں یہاں بھی طرح دے گئے ہیں۔بے موقع اور بے محل اقوال کو دُھرانا سب سے بڑی علمی زیادتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ عورت کو اپنے مرد کے سامنے ہار سنگار کرنا چاہیے لیکن یہ ہرگز نہیں کہ سرِ بازار بھی ایسا ہی کرتی پھرے۔ جان کیٹس نے خوبصورتی کو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی چیز قرار دیا ہے لیکن انہوں نے فیشن کے بارے میں ایسا نہیں کہا۔ اسے میرے محترم دوست کا حسنِ خیال ہی کہا جا سکتا ہے۔

فیشن ہمیں اصلیت نہیں مصنوعیت سکھاتا ہے۔ یہ ہمیں عریانی اور فحاشی کا غلام بناتا ہے۔ فیشن دولت اور وقت کا ضیاع ہے۔ ایک ایسا طلسم ہے جو ہماری پیاس نہیں بجھاتا بلکہ ہمیں مزید پیاسا کرتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہمیں پاکیزگی کی ہدایت فرماتے ہیں لیکن فیشن تو ہمیں اندر سے ہی کھوکھلا کر رہا ہے۔ باہر کی مصنوعی خوبصورتی کا کیا فائدہ؟ فیشن کا روح کی بالیدگی اور پاکیزگی سے بھی کوئی تعلق نہیں یہ تو صریحاً گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ مذہب سے ہٹ کر بھی دیکھا جائے تو فیشن گمراہ کن ہے۔ اس پر ملکی دولت خرچ ہوتی ہے۔ جتنا پیسہ ہم فیشن پر خرچ کرتے ہیں ان سے قومی ادارے بنائے جا سکتے ہیں، ترقیاتی کام کئے جا سکتے ہیں۔ لوگوں کی زندگی میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے اور وہ لوگ جو اس کی صنعت سے وابستہ ہیں وہ کسی دوسرے طریقے سے بھی روزی حاصل کر سکتے ہیں۔ میں تو فیشن کے بالکل خلاف بھی نہیں۔ میں تو اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے فیشن کو ایک خاص حد میں رکھیں کیونکہ ایک محاورہ ہے کسی بھی چیز کی زیادتی اچھی نہیں ہوتی۔ یہاں تو فیشن کا پیالہ کب سے چھلک رہا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی مثال اس لئے آپ نہیں دے سکتے کہ ان کا پیٹ بھرا ہوا ہے ہمارا خالی ہے ان تک پہنچنے کے لئے ہمیں بہت محنت کرنی ہے۔

اور یاد رکھئے! طبلے کی تھاپ پر، ڈھول کے تال پر، سرنگی کے سُر پر، کجلے کی دھار پر، میک اپ کی لیپاپوتی پر اور پائل کی جھنکار پر جھومنے والوں کے ہاں محمد علی جوہر، قائداعظم، علامہ اقبال، اور قدیر خان جیسے لوگ کبھی بھی پیدا نہیں ہوتے بلکہ عام لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بہرحال میرا اپنا نقطۂ نظر ہے اگر میرے دوستوں کو اختلاف ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

سامعینِ محترم! آیئے سب مل کر گلی گلی، کوچہ کوچہ یہ پیغام عام کر دیں کہ وطنِ عزیز پہلے ہی مقروض ہے جو ہماری مزید عیاشیوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ چین میں جب قومی بچت کی مہم شروع کی گئی تو ان کے رہنما ماؤزے تنگ کے کہنے پر چین نے سر کے تیل کی درآمد پر پابندی لگا دی تھی جب تک کہ ان کا ملک خود کفیل نہ ہو گیا، اگر چین سر کے تیل جیسی ضروری چیز پر پابندی لگا سکتا ہے تو کیا ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اشیائے تعیش کے استعمال ہی کو ذرا کم کر لیں۔ شکریہ

☆.....☆.....☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود

یا

موجودہ حالات میں ہماری قومی ذمہ داریاں

شکارِ ماہ یا تسخیرِ آفتاب کروں
کسے چھوڑ دوں اور کس کا انتخاب کروں

جناب صدر!

رات کے سناٹے مایوسیوں کی پرچھایاں لے کر آتے ہیں۔ مسافر، منزل کے نشان کھو دیتے ہیں، جب تاریکی زیادہ ہو تو راہیں گم ہو جایا کرتی ہیں۔ اس عالم میں رہنما کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو ملت کے کارواں کو تذبذب سے نکال کر اجتماعی نصب العین کی طرف لے جائے۔ تب یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی صحرا میں پڑے قافلے کو کوچ کے نقارے پر بیدار کر رہا ہو، تھکے ماندے کارواں کو بھٹکنے سے بچا رہا ہو اور خطرے سے باحفاظت نکال کے لے جا رہا ہو۔ اقبال کے اس شعر میں بھی ایک ایسی ہی اذان کا ذکر کیا گیا ہے جو اضطرابِ مسلسل بن کر جگر کو ہلا کے کر رکھ دیتی ہے۔

جب بندۂ مومن میں ایسی اذان کا جذبہ موج کی طرح اُٹھنے لگے تو وہ اندھیروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ضیاپاشی کا سبب بنتا ہے، دل کے سرد خانوں سے اُٹھنے والی آہوں کو مراد عطا کرتا ہے، مشکلات کو زیر و زبر کرتا ہے۔ دیکھنا ہے کہ اس اذانِ سحر کے لوازمات کیا ہیں؟ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ وہ ہیں صداقت، امانت، دیانت، شجاعت اور ستاروں پہ کمند ڈالنے کا جذبہ۔ اس سے ذرا آگے دیکھیں تو اذانِ سحر کی حدود مزید وسیع ہو جاتی ہیں۔ اذانِ سحر کے جذبے کو پیدا کرنے کے لئے وقت کے دھارے کا رُخ تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ دقیانوسی روایات کے تابوت میں کیل ٹھونکنا پڑتی ہے، طرزِ کہن کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ یہ اذانِ سحر جب آنحضرت ﷺ کے دل سے اُٹھتی ہے تو کفارِ مکہ کے دل دہل کے رہ جاتے ہیں۔ یہ کبھی تو عرب معاشرے میں انقلاب برپا کرتی ہے تو کبھی صحرائے افریقہ کے باسیوں کو حیاتِ نو کا پیغام دیتی ہے۔ کبھی اہلیانِ اندلس کو حلقہ بگوش اسلام کر دیتی ہے تو کبھی کفرستانِ ہند میں شودر اور دیش کے فرق کو مٹا دیتی ہے۔ کبھی یہ اذان مجدد الف ثانی کے روپ میں بلند ہوتی ہے تو کبھی بابا فرید کی صدا بن کر دلوں کو مسحور کرتی ہے۔ جب فضاؤں میں اذانِ سحر کی گونج سنائی دینے لگے تو زمانہ پکار اُٹھتا ہے:۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
ذی وقار!

کیا آج بھی اس صدا کی گونج ہمارے کانوں کو سنائی دے رہی ہے؟ نہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں پاکستان کو ہی دیکھئے۔ ایک اور خودکش حملہ۔ ایک اور دہشت گردی کی واردات، لاشوں کے انبار، انسانی اعضاء کے چیتھڑے، سسکیاں، آہیں، کوئی باپ اپنے بیٹے سے جدا ہوا، کوئی بہن اپنے بھائی سے محروم ہوئی، کسی بیوی کا سہاگ اُجڑ گیا، کتنوں کے گھر لُٹ گئے، اپنوں سے محروم ہو گئے، دہشت کا خوف چھا گیا۔ کبھی مناواں پر حملہ تو کبھی لاہور لبرٹی میں دھماکہ، کبھی یومِ عاشورہ پر شبِ خون تو کبھی اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آبادمیں وحشت کا عالم، کبھی لکی مروت میں لاشوں کے انبار۔ ایک ناامیدی کی سی کیفیت چھا گئی ہے، آج کیا ہو رہا ہے کل کیا ہوگا۔ غرض بے یقینی نے پوری قوم کو جکڑ رکھا ہے اور قوم گویا یہ تصویر بنی ہوئی ہے:۔

آج یہاں ہُو کا عالم چھایا ہے، دہشت کا خوف سمایا ہے
آج یہاں فساد اُٹھتے ہیں آگ لگتی ہے سانس گھٹتے ہیں
کل یہاں بارات آئی تھی، آج یہاں سہاگ لٹتے ہیں
کل اُمیدِ بہار روشن تھی، آج مایوسی کے سانپ ڈستے ہیں

مگر نہیں جنابِ والا مایوسی گناہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے! خدا انسان پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جتنا وہ باآسانی اُٹھا سکتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ظلم کی یہ گھٹائیں چھٹ جائیں گی اور بارانِ رحمت ہمارے غموں کو بہا لے جائے گی۔ پھر اس مایوسی کے دور کو جھیلنے کی ہم میں ہمت بھی ہے۔ ہمارا تابناک ماضی بھی یہ ہی بتاتا ہے جب ہر سُو چھائی شورش اور فساد پر نظر ڈالتا ہوں تو میں اذانِ سحر میں گم ہو جاتا ہوں۔ مجھے اب بھی یاد ہے محمد بن قاسم کی وہ بے قراری جو ایک بہن کی فریاد پر سندھ کا سفر کراتی ہے۔ ایوبی کی تلوار کی چمک جو کفار کے دلوں پر بجلیاں بن کر گرتی ہے۔ غزنوی کی استقامت جو ہند میں شکست کے منہ سے فتح چھین لیتی ہے، فلسطین کے مظلوموں کی صدائیں جو خراج مانگتی ہیں، سوات و وزیرستان کے مجاہدوں کا لہو جو وفا مانگتا ہے۔ اس تناظر میں دیکھیں تو مومن فقرِ بوذریؓ کا عکاس ہوتا ہے۔ اشداد علی الکفار و رحماءُ بیناھم کی عملی تفسیر پیش کرتا ہے۔ مومن جب لب پر لَآاِلٰـہ کا ورد، دل میں بجلی کی سی تڑپ، آنکھ میں حیاء، سینے میں قرآن اور ہاتھ میں صداقت کے چراغ لئے اپنے مقصد کے لئے نکلتا ہے تو راستے خود بخود کھل جاتے ہیں۔ اس کی اذان میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ سمندروں کے دل دہل جاتے ہیں اور سارا عالم پکار اٹھتا ہے:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی اُفق تابی ہے

معزز سامعین! آج ہم میں کیا کمی ہے کہ ہمارے حالات ایسے ہیں۔ وہ جذبہ جس نے طارق بن زیاد کو اندلس کے ساحل پر کشتیاں جلانے پر مجبور کیا، وہ شوقِ شہادت جو مٹھی بھر مسلمانوں کو کفر کی چیرہ دستیوں سے لڑنے پر مجبور کرتا تھا، وہ آنکھوں کی بے تاب چمک جو پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی، وہ دلوں کی ہیبت جو سمندروں کا سینہ چاک کر دیتی تھی، وہ جذبہ جس میں مومن بے تیغ ہو تو فتح مند اور بے سروسامان ہو تو سرفرازی اس کے مقدر میں لکھ دی جاتی تھی۔ یہی تو وہ جذبہ ہے جو باطل کی حشر سامانیوں سے ٹکراتا رہا ہے۔ عصرِ حاضر میں تائیدِ ایزدی اگر ان جذبوں کی ہمنوا ہو تو اس کی نسخہ سازیاں نار کو گلزار کر دیں گی۔ آج وجودِ مسلم میں زندگی کی حرارت نہیں، ہونٹوں پر کلمات تو ہیں دلوں میں شجاعت نہیں۔ وفا کے خالی ترانے تو ہیں پہلے سے جذبات نہیں۔ جھوٹ وفریب کا زور تو ہے پہلی سی صداقت نہیں، محبت اور یگانگت نہیں۔ کیا ہم سوچتے نہیں کہ محمود کی تلوار ہو یا قاسم کی کمان، ایوبی کی شہادت ہو یا زنگی کی وفا، کیا پچھّم سے پورب تک، ندی سے کنارے، ریزے سے چٹان تک، کلی سے پھول اور ذرّے سے صحرا تک ایک ہی پیغام سنائی نہیں دیتا۔۔۔؟

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا!

معزز سامعین!

مگر میں مایوس نہیں میں بالکل بھی مایوس نہیں، 2005ء کا قیامت خیز زلزلہ میں قوم کی بے مثال قربانی اور ایثار مجھے یاد ہے۔ زیادہ دور نہ جائیں سوات آپریشن میں کس طرح مٹھی بھر دہشت گردوں نے پوری وادی کو اپنے جال میں جکڑ رکھا تھا۔ خواتین کو سرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام کوڑے مارے جا رہے تھے۔ لوگوں کی گردنیں کاٹی جا رہی تھیں۔ دہشت کا خوف چھایا ہوا تھا۔ خدا کے نام پر خدا کے لوگوں کو مارا جا رہا تھا۔ ایسے میں قوم نے اپنے مجاہدوں کو پکارا۔ مجاہد آگے بڑھے اور دہشت گردوں، قاتلوں کے خلاف جہاد شروع کیا، ان حالات میں ہر ایک مجاہد قربانی دینے لگا، شہادت کو گلے لگانے لگا۔ سپاہی جاوید، لیفٹیننٹ جہانگیر مری، کیپٹن رضوان، میجر حیدر اور نہ جانے کتنے سپوت وطن پر کٹنے لگے۔ شہیدوں کے گھر والوں کو دیکھو، کیپٹن ریاض کی والدہ نے ایک جوان بیٹا گنوا کر دوسرا پیش کیا اور ثابت کر دیا کہ اک نئی سحر کے لئے نہ جانے کتنی اور مائیں اپنے جگر گوشے قربان کرنے کو تیار ہیں۔ آیئے اقبال نے جس اذاں کا ذکر اپنے شعر میں کیا ہے، اس کی تلاش کریں۔

☆.....☆.....☆

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کیا انگریزی قابلیت کا معیار ہونا چاہیے؟

تڑپ کے آبلہ پا اُٹھ کھڑے ہوئے آخر
تلاشِ یار میں جب کوئی کارواں نہ ملا!

بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے، یہی وجہ ہے کہ بچہ سب سے پہلے اپنی مادری زبان سیکھتا ہے۔ جیسے جیسے وہ شعور کی منزل کی جانب سفر شروع کرتا ہے، اپنے خیالات کو الفاظ کی شکل میں ڈھالتا جاتا ہے۔ یوں اردگرد بولی جانے والی زبان اس کے دل و دماغ میں رچ بس جاتی ہے۔ بچہ طالب علمی کے دور میں اپنے احساسات کو موزوں ترین الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے اور جو زبان اس انداز میں پنپنا شروع ہو جائے صرف اسی میں جذبات کی ترجمانی بہتر انداز میں ہو سکتی ہے۔ ایسی زبان تخلیق کے کام مدد دے سکتی ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں طلباء کو دو زبانیں سیکھنا پڑ جاتی ہیں، بچے کی قومی زبان یعنی اُردو اور دوسری انگریزی۔

جنابِ صدر!

غور کریں تو ایک حیرت انگیز انکشاف ہوگا کہ ہمارے طلبہ کا سیکھنے کا سنہری دور صرف ایک اجنبی زبان یعنی انگلش پر صرف ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر ہماری تعلیم کا دوسری اقوام سے موازنہ کیا جائے تو علمی میدان میں ترقی ہم صرف اس وجہ سے نہیں کر پاتے کہ وہ سنہری شب و روز، جب دیگر ممالک کے طلباء خیالات اور نظریات سیکھنے میں صرف